نومبر
2021ء

حِکْمَۃٌ بَالِغَۃٌ فَمَا تُغْنِ النُّذُرُ ۵ (القرآن:54)

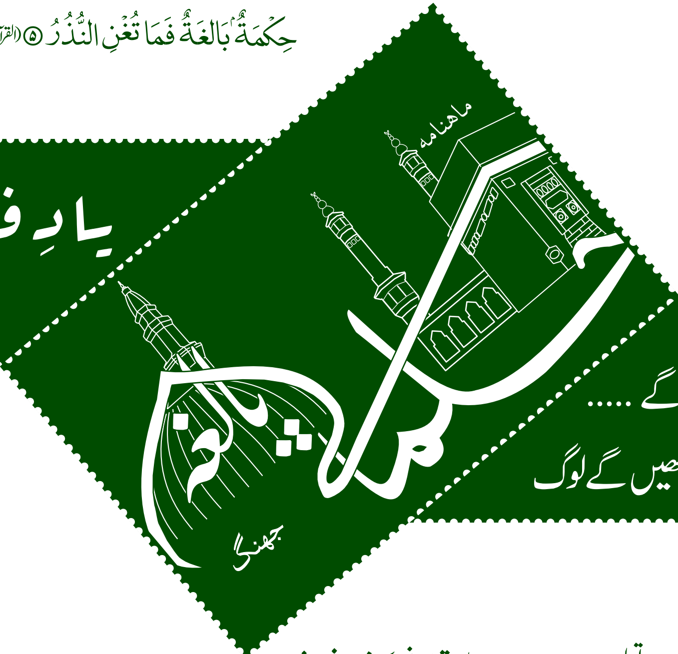

یادِ فاروقیؒ نمبر

ع
ہم گزر جائیں گے .....
نقشِ رہ گزر دیکھیں گے لوگ

جدید تعلیم یافتہ حضرات میں علوم قرآنی کے فروغ کا نقیب

قرآن اکیڈمی جھنگ

جلد : 15 | شمارہ : 11

وَلَقَدۡ یَسَّرۡنَا الۡقُرۡاٰنَ لِلذِّکۡرِ فَہَلۡ مِنۡ مُّدَّکِرٍ (القران)

اور ہم نے قرآن کو سمجھنے کیلئے آسان کر دیا ہے تو کوئی ہے کہ سوچے، سمجھے (پ سورۃ القمر)

ربیع الثانی : 1443ھ | نومبر : 2021ء

ISSN : 2305-6231

بانی مدیر
انجینئر مختار فاروقی

ماھنامہ

حکمت بالغہ

جھنگ

مدیر مسئول : انجینئر عبد اللہ اسماعیل

مشاورت
- ڈاکٹر طالب حسین سیال
- پروفیسر خلیل الرحمن
- حاجی محمد منظور انور
- عبد اللہ ابراہیم

مدیر معاون و نگران طباعت: مفتی عطاء الرحمن

انتظامی امور: ملک نذر حسین

قانونی مشاورت
محمد سلیم بٹ ایڈووکیٹ
چودھری خالد اشیر ایڈووکیٹ

اہلِ ثروت حضرات سے تاحیات زرِتعاون پچیس ہزار روپے یکمشت	سالانہ زرتعاون بشمول خصوصی اشاعت اندرونِ ملک 1000 روپے	معمول کا شمارہ 60 روپے

اس شمارے کی قیمت 250 روپے

ترسیل زر بنام : انجمن خدام القرآن (رجسٹرڈ) جھنگ

Web site:
www.hamditabligh.net

Email:
hikmatbaalgha1@yahoo.com

پبلشر: انجینئر مختار فاروقی

طابع: محمد فیاض، مطبع: سلطان باہو پریس فوارہ چوک جھنگ صدر

قرآن اکیڈمی جھنگ

لالہ زار کالونی نمبر 2، ٹوبہ روڈ جھنگ صدر

پاکستان پوسٹ کوڈ 35200

047-7630861-0336-6778561

اَلْكَلِمَةُ الْحِكْمَةُ ضَالَّةُ الْمُؤْمِنِ فَحَيْثُ وَجَدَ هَا فَهُوَ اَحَقُّ بِهَا (ترمذی)

حکمت کی بات بندۂ مومن کی گم شدہ میراث ہوتی ہے جہاں کہیں بھی وہ اس کو پائے وہی اس کا حقدار ہے

مشمولات

1	قرآن مجید کے ساتھ چند لمحات		3
2	بارگاہِ نبوی ﷺ میں چند لمحات		5
3	حرفِ آرزو	انجینئر عبداللہ اسماعیل	6
4	میرے ابو جان	مدیر کے قلم سے	8
5	ان کی باتیں... میری یادیں	بنتِ فاروقی	13
6	حصہ 1 یادِ فاروقی: 1 معاصر اہل علم، 2 انجمن و تنظیمی احباب، 3 بچپن کے دوست، 4 اکیڈمی کارکنان، 5 اہل خانہ		21
7	حصہ 2 تعزیتی پیغامات: 1 تعزیتی خطابات، 2 تعزیتی خطوط، 3 متفرقات		213

ماہنامہ حکمت بالغہ میں قلمی تعاون کرنے والے حضرات کے مضامین معلومات کے تبادلے اور وسیع تر انداز میں خیر کے حصول اور شر سے اجتناب کے لیے چھاپے جاتے ہیں اور ادارے کا مضمون نگار حضرات سے تمام جزئیات میں اتفاق ضروری نہیں۔

نوٹ: یہ رسالہ ہر ماہ کی پہلی تاریخ کو حوالہ ڈاک کر دیا جاتا ہے۔ نہ ملنے کی صورت میں 10 تاریخ تک دفتر رابطہ فرمائیں 10 تاریخ کے بعد رسالہ ارسال نہیں کیا جائے گا

قرآن مجید

کے ساتھ

چند لمحات

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

1

سورة النور 24

فِیْ بُیُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ

(نورِ ایمان کی طرف ہدایت پانے والے) ان گھروں میں (پائے جاتے ہیں)

جن کے بارے میں اللہ نے حکم دیا ہے کہ ان کو بلند کیا جائے

وَ یُذْكَرَ فِیْهَا اسْمُهٗ

اور ان میں اللہ کا نام لیا جائے

یُسَبِّحُ لَهٗ فِیْهَا بِالْغُدُوِّ وَ الْاٰصَالِ

ان میں صبح وشام اس کی تسبیح کرتے ہیں

رِجَالٌ لَّا تُلْهِیْهِمْ تِجَارَةٌ وَّ لَا بَیْعٌ

ایسے جوان مرد جن کو غافل نہیں کرتی ہے کوئی تجارت اور نہ خرید وفروخت

عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَ اِقَامِ الصَّلٰوةِ وَ اِیْتَآءِ الزَّكٰوةِ

اللہ کے ذکر سے اور نماز قائم کرنے سے اور زکوٰۃ ادا کرنے سے

يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَ الْاَبْصَارُ ﴿٣٦﴾

(اس سب کچھ کے باوجود بھی) وہ ڈرتے ہیں اس دن سے
جس میں اُلٹ جائیں گے دل اور نگاہیں

لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا

تاکہ اللہ ان کو ان کے اعمال کا بہت اچھا بدلہ دے

وَيَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ

اور ان کو اپنے فضل سے زیادہ بھی عطا کرے

وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿٣٧﴾

اور اللہ جس کو چاہتا ہے بے شمار رزق دیتا ہے

سورة السجدة 32

2

تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ

(راتوں کو) ان کے پہلو بستروں سے الگ رہتے ہیں

يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا

(اور) وہ اپنے رب کو خوف اور امید سے پکارتے رہتے ہیں

وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿١٦﴾

اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں

فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ

کوئی انسان نہیں جانتا کہ ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک کے لیے کیا کچھ چھپا کر رکھا گیا ہے

جَزَآءً بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿١٧﴾

یہ ان اعمال کا صلہ ہے جو وہ کرتے تھے

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ

بارگاہِ نبوی ﷺ میں چند لمحات

قَالَ النَّبِیُّ ﷺ

مَنْ جَآءَہُ الْمَوْتُ وَ ھُوَ یَطْلُبُ الْعِلْمَ

وہ شخص جس کو موت آ گئی حال آں کہ وہ علم حاصل کر رہا تھا

لِیُحْیِیَ بِہِ الْاِسْلَامَ

(اس کی نیت یہ تھی) کہ اس کے ذریعے وہ اسلام کو زندہ کرے گا

فَبَیْنَہٗ وَ بَیْنَ النَّبِیِّیْنَ

تو اس کے اور نبیوں کے درمیان

دَرَجَۃٌ وَاحِدَۃٌ فِی الْجَنَّۃِ

جنت میں صرف ایک درجے کا فرق ہوگا

(سنن الدارمی عن الحسنؒ مرسلاً)

اس فرمانِ نبوی ﷺ میں ان لوگوں کی بڑی فضیلت اور حوصلہ افزائی ہے جو احیائے دینِ اسلام کا جذبہ رکھتے ہیں اور اس کے لیے جدوجہد کرتے رہتے ہیں اور اسی حال میں ان کو موت آ جاتی ہے۔ خواہ ان کی یہ جدوجہد ابتدائی درجے میں ہی ہو۔ ایسے خوش نصیب لوگوں کو جنت میں انبیاء کرام علیہم السلام کا قرب نصیب ہوتا ہے۔ (فاروقی صاحب مرحوم و مغفور یہ حدیث کثرت سے بیان کیا کرتے تھے۔ حتیٰ کہ اپنی وفات سے تقریباً 12 گھنٹے قبل انھوں نے قرآن فہمی کورس کے طلباء کو اسی حدیث کا درس دیا تھا اور ان کے دلوں میں موت تک احیائے اسلام کی جدوجہد جاری رکھنے کا جذبہ بیدار کیا تھا۔ مرحوم خود بھی اسی جذبہ سے سرشار تھے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انھیں بھی انبیاء کرام کی رفاقت پانے والے خوش نصیب لوگوں میں شامل فرمادے۔ آمین)

زندگی در جستجو پوشیدہ است
اصل اُو در آرزو پوشیدہ است
علامہ اقبال

دفن اِک لمحے میں جانے کتنی صدیاں ہو گئیں!

انجینئر عبد اللہ اسماعیل

یہ بات کسی کے وہم و گمان میں بھی نہ تھی کہ حکمت بالغہ نومبر 2021ء کا خصوصی شمارہ ''یادِ فاروقی نمبر'' کے عنوان سے شائع ہوگا۔ ہاں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ہاں یہی طے تھا ''لِکُلِّ اَجَلٍ کِتَاب''اور یہی بات ہے جس سے دل کو حوصلہ ہو رہا ہے۔

حکمت بالغہ کے اس خصوصی شمارہ کا اپنے گزشتہ خصوصی شماروں سے کیا موازنہ کیا جائے،معیار میں تو عام شمارے کے مقابلے کا بھی نہیں ہے لیکن اس شمارے کی خاص بات یہ ہے کہ اس میں حکمت بالغہ کے روحِ رواں کا ذکر اور یادیں اکٹھی کر دی گئیں ہیں۔

''یادِ فاروقی نمبر'' اوّلاً تو ان تمام لوگوں کے دلی جذبات کی عکاسی ہے جنھوں نے اپنے احساسات سپرِدِ قلم کر کے ہمیں بھجوائے ہیں۔ ثانیاً لیکن مقابلتاً اہم پہلو یہ ہے کہ اس میں ہماری ہمت و حوصلہ بڑھانے کا وافر سامان موجود ہے۔ جدید مادی دور میں ان کی یادیں اصل میں ہمارے لیے مشعل راہ ہیں اور ہمیں یہ بتا رہی ہیں کہ اصل آرام کا گھر تو آخرت کا گھر ہے، یہ دنیاوی زندگی تو مسلسل جدوجہد کا نام ہے اور اس دینی جدوجہد میں نہ تو کوئی دنیاوی کیریئر رکاوٹ بننا چاہیے اور نہ ہی جوانی اور بڑھاپا آڑے آنے پائے۔ ___ مزید برآں! ''یادِ فاروقی نمبر'' ہمارے لیے ایک تنبیہ اور اِتمامِ حجّت بھی ہے کہ اگر ہم نے ان یادوں سے مہمیز پا کر اپنے آپ کو، اپنے اوقات کو، صلاحیّتوں کو اور اپنے مال کو اللہ کے دین کی سربلندی کے لیے نہ کھپایا اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نصرت میں حصہ نہ ڈالا تو یہ ہمارے ہی ہاتھوں کے لکھے مضامین اور یادیں ہمارے

خلاف گواہ بنیں گی اور ہمارے ہی خلاف حجت ہوں گی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خلیفہ بننے پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف سے بطور خلیفہ ملنے والے سامان پر آپ (حضرت عمرؓ) بے ساختہ پکار اُٹھے تھے کہ اے ابوبکر! تو نے آنے والے کے کام کو مشکل بنا دیا۔ سچی بات یہ ہے کہ زمانۂ حال میں ایسی زندگی گزار کر مرحوم نے آنے والوں کے کام کو مشکل بنا دیا ہے۔ ایک ایسا نشانِ راہ چھوڑا ہے جس پر چلتے رہنا مشکل معلوم ہوتا ہے۔ دین کے کاموں میں ایک ایسی سبک رفتاری کا مظاہرہ کیا ہے جس میں ان کا ساتھ دینا مشکل ہے۔ دنیا سے بے رُخی کی ایسی مثال قائم کی ہے جس میں ان کی پیروی مشکل ہے۔ لیکن ____ جائے فرار بھی کوئی نہیں ہے۔ فرار کا واحد راستہ یہی ہے کہ مرحوم کی طرح تن من دھن کے ساتھ غلبۂ دین کے قرآنی مشن میں بھرپور حصہ لیا جائے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ''یادِ فاروقی نمبر'' کو ہماری دینی جدوجہد میں اضافے کا ذریعہ بنا دے تا کہ یہ خصوصی شمارہ مرحوم کے لیے ان کے مرنے کے بعد بھی ایک صدقہ جاریہ بن جائے۔ آمین

یادِ فاروقی نمبر میں جن اہل قلم حضرات، احباب اور کارکنان نے اپنی یادوں کے ذریعے حصہ لیا ہے ہم ان کے نہایت شکر گزار ہیں۔ ہمیں یقین ہے کہ ان حضرات کی قلمی گواہیاں اللہ رب العزت کے ہاں مرحوم کے لیے مغفرت اور درجات کی بلندی کا باعث ہوں گی۔ ان شاء اللہ

میرے ابو جان

انجینئر عبد اللہ اسماعیل

ہر انسان پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے بہت سارے احسانات ہیں اور اس قدر ہیں کہ ان کا شمار کرنا ناممکن ہے (وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا) اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ ان احسانات اور نعمتوں میں اکثر کا صحیح احساس ان کے چھن جانے کے بعد ہوتا ہے۔ 'ابوجان' جیسی نعمت چھن جانے کا صحیح احساس بھی ان کے جانے کے بعد ہی ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ ابوجان کو اپنی رحمت کے وسیع سائے میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین

میرا ان سے تعلق چونکہ باپ اور اولاد کا ہے؛ لہٰذا دل یہی کرتا ہے کہ پہلے اس تعلق کے حوالے سے چند باتیں کر لی جائیں۔ ابوجان کی دو اہم عادتیں جن کے اثرات میں آج تک محسوس کرتا ہوں وہ یہ ہیں کہ (1) وہ ہمیں بچپن سے ہی اپنے ساتھ دروس میں لے کر جاتے تھے۔ مجھے یاد ہے کہ پانچ سال کی عمر سے ہی ابوجان ہمیں جمعہ میں ساتھ لے جاتے تھے اور 7-8 سال کی عمر میں میں نے ان کے جن دروس میں شرکت کی تھی ان میں سے کچھ دروس آج بھی مجھے یاد ہیں۔ مثال کے طور پر سورۂ کہف کے 4 رکوع کا بیان اور اس میں دورانِ گفتگو سفر طائف کا ذکر آج بھی ذہن میں ہے۔ (2) میٹرک کے بعد FSc سے ہی انھوں نے ہمارا (میرا اور بڑے بھائی کا) ذہن ایسا بنانا شروع کیا کہ بیٹے نوکری یا کاروبار کا ایسا انتظام کرنا کہ 40 سال کی عمر میں دین کی خدمت کے لیے وقت زیادہ نکال سکو (وہ خود اس وقت اپنی نوکری اور کاروبار چھوڑ کر اپنے آپ کو مکمل دین کے لیے وقف کر چکے تھے)۔ اسی تربیت کا حاصل یہ تھا کہ دونوں بھائیوں نے مل کر ایسا انتظام کیا کہ ایک بیٹا (یعنی میں) 2011ء میں 30 سال کی عمر میں لاہور سے جھنگ شفٹ ہو گیا

اور دوسرا بیٹا (بھائی عبداللہ ابراہیم) 2016ء میں بمع اہل وعیال جھنگ آ گئے۔ 2011ء کے بعد قرآن اکیڈمی میں دورۂ ترجمہ قرآن کی ذمہ داری مجھے دے دی گئی۔ بعدازاں ماہانہ خواتین پروگرام میں درس شروع ہوا، پھر گاہے بگاہے ابوجان نے طویل عرصے سے شہر میں جاری دروس میرے حوالے کر دیے۔ انجمن کی مجلس عاملہ وشوریٰ میں بھی شامل کیا۔ طویل عرصہ تک 25 روزہ کورس خود پڑھاتے رہے، بعدازاں اس میں سے مطالعہ حدیث کا نصاب میرے ذمہ لگا دیا۔ حکمت بالغہ کے لیے بھی مضامین لکھنے کا مسلسل کہتے رہتے مگر افسوس کہ ان کی زندگی میں اس معاملے میں کوئی خاص پیش رفت نہ ہو سکی۔ ان کی اس اچھی تربیت کا یہ مظہر ہے کہ ان کے جانے کے بعد اللہ تعالیٰ کے خاص فضل وکرم سے ان کی جاری کردہ سرگرمیوں کو چلانے میں آسانی ہو رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی قبر کو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ بنا دے۔ آمین۔ یہ الفاظ لکھتے ہوئے بچپن (غالباً چھٹی کلاس) میں ان کا دیا ہوا ایک آٹوگراف یاد آ رہا ہے:

ے حیا نہیں ہے زمانے کی آنکھ میں باقی
خدا کرے کہ جوانی تری رہے بے داغ

ابوجان کی شخصیت کے بے شمار پہلوؤں میں ایک پہلو، ان کا کسی کام کو صحیح سمجھ کر فوراً آگے بڑھ کر کرنے کا تھا۔ کسی بات کا حق ہونا ان پر واضح ہو جاتا تو پھر عمل میں کسی تاخیر کی گنجائش نہ تھی۔ ہمیں بھی اسی بات کی تلقین کرتے کہ جو کام آج ہو سکتا ہے آج ہی کر لیا جائے اور اکثر اس معاملے میں ہم سے شاکی رہتے۔ ایک میٹنگ میں خود ہی بتایا کہ مجھے جس محفل میں یہ پتہ چلا کہ کالر والی قمیص پہننا درست نہیں تو میں نے وہیں بیٹھے بیٹھے اپنی قمیص کے کالر اندر کی جانب موڑ لیے تھے اور اس کے بعد کبھی کالر والی قمیص نہیں سلوائی۔ جس کام کو آج کرنے کا فیصلہ کر لیتے اور اسے آج ہی ختم کر کے دم لیتے۔ دورانِ ملازمت کا ایک واقعہ انھوں نے بارہا سنایا جب رات کے وقت کام کے دوران ایک مشین خراب ہو گئی، کنکریٹ کا کام درمیان میں ادھورا رہ جاتا سائٹ بھی شہر سے دور تھی مگر راتوں رات شہر جا کر بند مارکیٹ سے دکاندار کے گھر کا معلوم کیا اور اسے گھر سے لے کر دکان پر لائے اور مطلوبہ سامان لے کر واپس جا کر کام مکمل کروایا۔

ابوجان نے اپنے پوتے (میرے بیٹے عبداللہ سلمان) کو بتایا کہ انھوں نے 17 سال ہی کی عمر سے دنیا کو اپنے دل سے نکال دیا تھا۔ ان کی زندگی اس بات کی گواہ ہے۔ بطور انجینئر ان کا

آخری پروجیکٹ DESCON کمپنی کے ساتھ سیمنٹ فیکٹری واہ کا تھا جسے انھوں نے کامیابی سے مکمل کیا۔ اس پیشے سے منسلک لوگ جانتے ہیں کہ اتنے بڑے پروجیکٹ کو کامیابی سے مکمل کرنے والے پروجیکٹ مینجر کی کمپنی کے نزدیک کیا اہمیت ہوتی ہے مگر انھوں نے اپنی پیشہ ورانہ زندگی کو عین عروج میں ہمیشہ کے لیے خیر باد کہا اور خود کو دین کے لیے وقف کر دیا۔

ابوجان وقت کے صحیح پابند اور قدر شناس تھے۔ ایک دفعہ خود بتایا کہ FFC صادق آباد کے پروجیکٹ کے لیے کمپنی کی گاڑی انھیں لینے گھر آیا کرتی تھی۔ ڈرائیور کے ساتھ صبح 07:50 کا وقت طے تھا۔ کہتے ہیں کہ اگر میں کبھی تیار ہو کر 2-3 منٹ پہلے ہی دروازے پر پہنچ جاتا تو بھی دروازے کے اندر کھڑا رہ کر انتظار کرتا اور عین 7:50 پر باہر نکلتا۔ ہمارے ساتھ بھی کبھی کہیں جانا ہوتا تو اکثر والد محترم ہم سے پہلے گاڑی کے پاس موجود ہوتے اور ہمارے لیے شرمندگی کا معاملہ ہوتا۔

ابوجان ہمارے ساتھ بہت محبت کرتے تھے مگر کبھی اس کا زبانی اظہار نہیں کیا، بالواسطہ اس کا اظہار ہوتا رہتا۔ ہم دونوں بھائیوں کو اکثر جاب کے سلسلے میں جھنگ سے لاہور آنا جانا رہتا اکثر شاکی رہتے کہ وہاں پہنچ کر اطلاع کیوں نہیں دی۔ خود بھی تنظیمی کاموں سے لاہور جاتے تو پہنچ کا اطلاع دیتے اور واپسی پر چلتے ہوئے ضرور فون کرتے۔ اگر ہم لاہور سے واپس آ رہے ہوتے تو فون کر کے پوچھتے اور استقبال کے لیے خود گیٹ کھول کر کھڑے ہوتے۔

ابوجان اکیڈمی سے تعلق کے حوالے سے تحائف میں حد سے زیادہ احتیاط سے کام لیتے۔ انجمن کے ایک رکن جن کی اپنی رائس مل ہے، وہ ہر سال چاولوں کی ایک بوری (اکیڈمی کی اعانت کے علاوہ) ابو کو بھجوایا کرتے تھے، یہ بوری گھر لا کر تولی جاتی اور اس کی قیمت اکیڈمی میں جمع کروادی جاتی۔ شہر میں انجمن کا ایک رابطہ آفس کھولا گیا تو وہاں عربی کلاس کا آغاز ہوا۔ پہلی کلاس ابوجان نے خود پڑھائی۔ اختتام پر طلباء نے اپنی طرف سے ابوجان کو ایک قیمتی سوٹ کا تحفہ دیا۔ ابوجان نے سوٹ وصول کر لیا مگر اس کی قیمت معلوم کروا کر رقم اکیڈمی میں جمع کروائی۔

ابوجان تنظیمی حوالے سے نظم کے حد درجہ پابند تھے۔ میری یادداشت کی حد تک صرف ایک مرتبہ سالانہ اجتماع میں اپنی تقریر سے رخصت لی۔ غالباً 2019ء کا سالانہ اجتماع تھا جس میں پہلی رات ہی شدید بارش ہوئی، کافی خیموں کا نقصان ہوا اور ابوجان رات کی ٹھنڈ میں بھی اپنی عادت کے مطابق ہنگامی انتظامات میں مشغول رہے۔ صبح طبیعت زیادہ خراب ہوگئی تو رخصت

لے کر گھر چلے گئے وگرنہ اس کے علاوہ کبھی تنظیمی اجتماع سے غیر حاضر نہیں رہے۔ سالانہ اجتماع میں تو ان کی حاضری مثالی ہوا کرتی۔ پنڈال میں ان کے زمین پر بیٹھنے کی ایک مخصوص جگہ تھی اور سارا اجتماع وہیں بیٹھ کر تمام تقاریر سنا کرتے۔ دوران پروگرام کبھی بھی اپنی جگہ سے نہ اُٹھتے۔ خود بتایا کہ اجتماع میں آ کر میں اپنا کھانا پینا بہت کم کر دیتا ہوں تا کہ دوران پروگرام حوائج ضروریہ کی وجہ سے خلل نہ واقع ہو۔ آخری چند سالوں میں خود ڈرائیونگ کرنا بند کر دی تھی، شہر کے اندر دروس کے لیے بھی عموماً ڈرائیور کا انتظام ہوتا، ایک دفعہ لاہور کے تنظیمی پروگرام کے لیے ڈرائیور کا انتظام نہ ہو سکا تو خود گاڑی چلا کر جانے پر تیار ہو گئے۔

ابو جان اپنی ذات میں ایک انجمن تھے۔ کراچی اور ملتان میں کام کرنے کے علاوہ 1998ء میں جھنگ تشریف لائے اور پھر تن تنہا ایک اکیڈمی کی بنیاد رکھی اور اسے مکمل کیا۔ وہ ہر کام کو جلد مکمل کرنا چاہتے تھے وہ جس رفتار سے چلتے تھے اس رفتار سے کوئی ان کے ساتھ نہیں چل سکا جس کا ان کو گلہ بھی رہا کرتا تھا۔ ابو جان کی ذات کے کچھ پہلو ایسے تھے جن کا علم اہل قلم کے مضامین پڑھ کر ہوا۔ خاص طور پر غریبوں کی چھپ کر مدد کا تو علم بعد میں ہوا ہے۔ ایک اور پہلو جو کہ ان کی تعزیت پر آئے جھنگ کے ایک ایڈووکیٹ صاحب سے ملاقات میں معلوم ہوا کہ وہ توہین رسالت اور توہین صحابہ کرام کی سزاؤں کے بارے میں قانونی وعدالتی جنگ میں بھی پیش پیش تھے اور اس سلسلے میں عملی تعاون بھی کر رہے تھے۔

ابو جان سے میری آخری بات نماز کے بارے میں ہوئی تھی، مجھے لاہور جانا تھا اور ان کا فون آیا کہ بیٹا نماز پڑھ کر جاؤ گے یا راستہ میں پڑھو گے۔ میں نے بتایا کہ میرے ساتھ ایک اور ساتھی بھی ہے اور ہم راستے میں جماعت کروالیں گے۔ صبح 5 بجے میں جھنگ سے روانہ ہوا اور 8 بجے لاہور آفس پہنچ گیا۔ 8:15 بجے پہلا فون آیا کہ ابو کی طبیعت خراب ہے پھر 8:30 بجے فون آیا کہ طبیعت بہت زیادہ خراب ہے، ہسپتال لے گئے ہیں مجھے واپس آ جانا چاہیے۔ میں واپسی کے لیے نکل کھڑا ہوا۔ موٹروے پر داخل ہونے سے پہلے ہی رخصت کی اطلاع موصول ہو گئی، بے ساختہ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن پڑھا۔ 15-20 منٹ تک تو کوئی احساس ہی نہیں ہوا کہ ہوا کیا ہے۔ حواس بحال ہوئے تو اندازہ ہوا کہ کیا سانحہ پیش آ چکا ہے۔ اب تقریباً 3 گھنٹے کا واپسی کا سفر طے کرنا تھا اور یہ سفر مسلسل فون پر ہی مصروف گزرا۔ گھر پہنچ کر ابو جان کا دیدار کیا، ضبط

اور حوصلے جواب دے گئے۔ بہر حال اب تو تمام ذمہ داری دو بھائیوں کے کندھوں پر ہی تھی۔ میجر عبداللہ صاحب (بہنوئی) نے بھی اپنے حصے کا حق ادا کیا۔ جنازے کا مقام کا مشورے سے فیصلہ ہوا، ظہر کے بعد غسل دیا گیا، عصر تک اعزہ و احباب کی ایک بڑی تعداد اکٹھی ہو چکی تھی۔ عصر کے بعد نماز جنازہ پڑھایا گیا اور مغرب کی اَذانوں میں آبائی قبرستان میں دفن کر دیا گیا۔

تین دن تک سوگواران تعزیت کے لیے تشریف لاتے رہے اور ابو جان کی یاد سے بار بار ضبط اور حوصلہ جواب دے جاتا رہا۔ تین دن کے بعد اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی جانب سے ہی دل میں عجیب سوچ پیدا ہوئی کہ شاید ہم لوگ نہایت خود غرض ہیں، ہم چاہتے ہیں کہ 71 سال کا ایک بوڑھا انسان ابھی مزید کچھ سال زندہ رہتا اور دین کے لیے محنت کرتا اور ہمیں مزید کچھ سال سکون کے مل جاتے۔ بس اس خیال نے ایک نیا حوصلہ اور ہمت عطا کر دی کہ اب خود کام کرنے کا وقت آ چکا ہے۔ کارکنانِ اکیڈمی اور رفقائے مقامی تنظیم نے بھی ہمت دلائی۔ مزید براں انجمن کے دستور کی روشنی میں انجمن کی مجلس شوریٰ کا اجلاس ہوا جس میں کثرتِ رائے سے انجمن خدام القرآن جھنگ کی صدارت کی ذمہ داری بھی مجھ ناتواں کے کندھوں پر آن پڑی۔ ان تمام ذمہ داریوں میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی جانب سے خصوصی رحمت کا ایسا معاملہ درپیش ہوا ہے کہ

ع مشکلیں مجھ پر پڑیں اتنی کہ آساں ہوگئیں

حکمت بالغہ کا اکتوبر کا شمارہ عین وقت پر حوالہ ڈاک ہوا۔ نماز جمعہ سے قبل سلسلہ وار ترجمہ القرآن کا بھی ناغہ نہ ہوا اور ان کے دروسِ قرآن بھی الحمدللہ جاری ہو گئے ہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ہر کام میں حکمت ہی حکمت ہے۔ آئندہ 25 روزہ قرآن فہمی کورس کا وہ خود آخر نومبر میں اعلان کر گئے تھے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی خصوصی رحمت سے امید ہے کہ ان شاء اللہ یہ کلاس اپنے وقت پر شروع ہو گی۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ابو جان کو آخرت کے تمام اعلیٰ مقامات سے سرفراز فرمائے اور ہمیں بھی اپنے دین متین کی خدمت کے لیے قبول فرمائے۔ آمین۔

ان کی باتیں... میری یادیں

ع ۔ ت (بنتِ فاروقی)
صادق آباد

نجی باتیں کیوں؟

اقامتِ دین کی جدوجہد میں اپنا مقدور بھر حصہ ڈالنے والے ان انصار اللہ کی نجی زندگی کا تذکرہ بعض وجوہات کی بنا پر بہت اہمیت کا حامل لگتا ہے۔ دین محمد ﷺ کے وفادار اور اللہ کے انصار و مددگار ہونے کے ناطے ان کی زندگی کے وہ گوشے جو عوام الناس سے عموماً اوجھل ہوتے ہیں ان کو عیاں کرنے میں درج ذیل عوامل کارفرما ہیں:

سب سے اہم بات اس ضمن میں یہ ہے کہ جس للّٰہیت اور مقصدیت سے میرے ابوجان کی زندگی پر رہی، اہل خانہ کو اس راہ پر ساتھ لے کر چلنا، ان کے مضبوط کردار کی دلیل ہے۔ وگرنہ اکثر علماء و صلحاء کی اولاد ان کی تعلیمات سے بیزار اور ان کے دم قدم چلنے سے انکاری نظر آتی ہے اور اگر ان کے دینی اوامر و نواہی ہر عمل نظر آتا بھی ہے تو اس میں دل کی آمادگی عنقا ہے لیکن اللہ کی توفیق سے سرفرازی دین کے اس مشن میں اپنے گھر والوں کو ساتھ لے کر چلنے میں، میرے ابوجان کی کوششیں جہاں قُوا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِيْكُمْ نَارًا (بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے) کی تفسیر نظر آتی ہیں وہیں ثمرات کے حوالے سے ان کی درست نیت اور مضبوط عمل کی گواہ ہیں۔

ثانیاً ذرائع ابلاغ کا کردار علماء و صلحاء کی ذاتی زندگی کے حوالے سے ہمیشہ منفی رہا ہے۔ بے جا سختی، متنفر اہل خانہ اور حلقہ یاراں میں فولادی کردار، اسلام کے مردِ مومن کے سانچے کو مسخ

کرتا ہے۔ ابو جان کے شب و روز کا ذکر دراصل ان تمام داعیان و کارکنانِ غلبہ دین کے لیے ایک جھلک ہے کہ کیسے دینی تقاضوں، تنظیمی ذمہ داریوں، خدمتِ قرآنی کے ساتھ ساتھ اہل بیت کے ساتھ خَیرُکُم خَیرُکُم لِاَھلِہٖ عمل پیرا ہو سکتے ہیں۔

ثالثاً رزم حق و باطل میں فولاد نظر آنے والا مردِ مومن جب بااصول بھی ہو تو بعض مواقع مزاج کی سختی کو عیاں کر دیتے ہیں لیکن ان سے یہ سمجھ لینا کہ دین کا کام کرنے والے تو گھر والوں کے لیے ہمہ وقت یہی مزاج رکھتے ہیں قطعاً غلط ہے۔ نبی رحمت ﷺ کی سنت میں گھر والوں کے سے مزاح، نماز کا وقت ہوتے ہی اجنبیت، اور غلط بات نظر آتے ہی چہرہ سے جذبات کی عکاسی میرے ابو کے مزاج کا خاصہ تھی۔

کہاں تک سناؤں

میرے ابو جان اپنے بہانگ دہل انداز تقریر، بااصول شخصیت، سادہ و پراثر انداز زندگی اور تعلیم و تعلّم قرآن کے لیے وقف زندگی کے لیے

ع قاری نظر آتا ہے حقیقت میں ہے قرآں

کا مظہر تھے۔ رب کی دھرتی، رب کا نظام کا نعرہ بلند کر کے رب کے بندوں کو بندگی کا حقیقی مفہوم سمجھاتے ہوئے ہم گھر والوں کی تربیت سے لحظہ بھر غافل نہ رہے۔ عمومی گفتگو بھی ایمان کی حفاظت کے اہتمام کی تلقین سے پر ہوتی۔ پرفتن دور میں ایمان کو ہی اصل دولت سمجھنے اور اس کی حفاظت پر زور دیتے۔ نماز کی تلقین اور یاد دہانی ٹیلی فونک گفتگو کا لب لباب ہوتی۔ بچپن میں فجر میں اٹھانے آتے تو ع الٰہی حمد سے عاجز ہے یہ سارا جہاں تیرا

اکثر لہک کر پڑھتے۔ تہجد، اشراق اور گھر پر سنتوں کی ادائیگی کا اہتمام سب کچھ ہمارا دیکھا بھالا تھا۔ انفاق فی سبیل اللہ کا اہتمام کثرت سے کرتے۔ اقامت دین کی خاطر تو اپنا مال بہا دیا۔ رمضان میں صدقات کا خصوصی اہتمام کرتے۔ عید قربان پر جیل خانہ جات میں قیدیوں کے لیے بھی گوشت بھجواتے۔ غریب اور مستحق رشتہ داروں خصوصاً اپنی والدہ محترمہ کی سہیلیوں تک کی ضرورتوں کو پورا کرنے کا اہتمام کرتے۔ خَیرُکُم مَن تَعَلَّمَ الْقُرآنَ وَعَلَّمَہٗ کے FLEX بنوا کر سب میں بانٹتے کہ کرنے کا اصل کام یہی ہے۔ ہم بچوں کو عمدہ طباعت والے نسخے منگوا کر دیتے کہ اس

مد میں بھی اپنی حیثیت کے مطابق خرچ کرنا چاہیے۔

آج کتنے گھر میں جہاں اجتماعِ اہل خانہ کروانے کو گھر کے والد صاحب فکرمند ہوں گے؟ ہم نے تو اپنے گھر میں یہی دیکھا کہ ابو جان ہی دن اور وقت یاد رکھتے اور اجتماع اہل خانہ کا اہتمام کرتے۔ بچوں کی درست ذہن سازی کے لیے دینی کتب و رسائل پڑھنے پر زور دیتے اور مہیا کرنے کا انتظام کرتے۔ دینی دنیاوی تمام موضوعات پر ان سے کھل کر بات چیت کی جاتی اور درست دینی نکتہ نظر کی طرف رہنمائی مل جاتی۔ گھریلو زندگی میں ان کو چھوٹی چھوٹی سنتوں پر عمل کرتے دیکھا۔ ان کا بغیر کالر کا کرتا سنت نبوی کی پیروی میں تھا۔ کالی پگڑی بھی منگوا رکھی تھی اور تہجد کے نوافل اسی میں ادا کرتے تھے۔ گھر میں چادر باندھتے تھے، سرمہ کا استعمال بھی فرماتے اور تحفتاً بھی دیتے (خصوصاً اثمد سرمہ)۔ گھر میں داخل ہوتے تو باآواز بلند سلام کرتے، جوتے جھاڑ کر پہنتے، پانی سر ڈھانپ کر پیتے سنتوں کا اہتمام گھر پر کرتے۔

عربی گرامر ہمیں انہوں نے خود پڑھائی۔ تاریخ اور جغرافیائی بھی پڑھنے پڑھانے پر زور دیتے۔ گلوب اور اٹلس سے تعارف اور استعمال ابو جان نے ہی سکھایا۔ اقبال کی شاعری کو اس کے آفاقی پیغام اور خلافت ارضی کی نوید کے باعث بے حد پسند کرتے تھے۔ ریاضی کو بچوں کے لیے بے حد دلچسپ بنا دیتے۔ TABLES اور MENTAL MATH میں مشق کرواتے۔ سفر کے دوران شہروں کے نام، فاصلہ اور معلومات سے بڑے بچوں اور چھوٹے بچوں کو دورانِ سفر آنے والی مسجدوں اور سڑک پر چلتے ٹرکوں کو گننے کا کہتے۔ مہنگائی اور روپے کی قدر کو سونے کی قیمت سے بہت سہل انداز میں سمجھا دیتے۔ بچوں (GRAND CHILDREN) کو وقت دیتے کبھی نہ تھکتے۔ ہم گھبراتے کہ ابو جان کو کوفت ہو رہی ہو گی مگر وہ عمر کے مطابق ہر بچے پر پیار نچھاور کرتے۔ چھوٹے بچوں کو چھوٹے برتن اور چمچ دینے پر اصرار کرتے، لقمے بنا کر دیتے، گنتی سکھاتے دعائیں کہلاتے، مصری بانٹتے، بادام اور کشمش دیتے، ٹانگوں پر جھولا جھلاتے اور بازوؤں سے پکڑ کر جھولا جھلاتے اور ترنم سے لا الٰہ الا اللہ پڑھتے۔

ابو جان فطرتاً نفیس مزاج کے حامل تھے۔ ہر چیز کی اپنی مخصوص جگہ ہوتی اور گھر والوں سے بھی یہی توقع رکھتے۔ وقت کی پابندی کا خاص خیال رکھتے۔ ناشتہ اگر 7:20 پر طے ہے تو

ابو جان 2 یا 3 منٹ پہلے دستر خوان پر تشریف لا چکے ہوتے تھے۔کھانے کو برا نہ کہتے، اچھا نہ لگتا تو سنت کے مطابق چھوڑ دیتے۔ابو جان خرچ کے معاملے میں بھی ہاتھ ذرا کھلا رکھتے تھے۔جب کراچی میں کنسٹرکشن کمپنی کے مالک تھے تب حالات اور ہی تھے۔ہمیں بعد میں بتایا کرتے تھے کہ باجی (سب سے بڑی بیٹی) کو اس زمانے میں جو ٹافی لے کر دیتے تھے وہ آج کل کے حساب سے 20 روپے کی ایک ہے اور میں نے خود دیکھا کہ ملتان میں جب ہمہ وقت دینی خدمات میں مصروف تھے۔چھوٹے بچوں کے ساتھ جمعہ بازار ہفتہ وار خریداری کے لیے جاتے تھے اور بچوں کی تفریح کا موقع بھی یہی تھا اور مسجد اور اکیڈمی کی خریداری کے موقع پر بھی اعلیٰ اور عمدہ چیز پسند کرتے۔ابھی حال ہی میں (آغاز 2021) مسجد کے لیے بہت نفیس اور قیمتی جائے نماز پسند کیے۔ایک رائے تھی کہ کچھ سادہ اور کم خرچ جائے نماز لے لیے جائیں مگر ابو جان نے اللہ کی محبت میں عمدہ چیز پر اصرار کیا تو مجھے اس وقت بھی یہی خیال آیا کہ لَا اِسۡرَافَ فِی الۡخَیۡرِ۔

ابو جان کے اعلیٰ کردار کا ایک مظہر امی جان کی بیماری میں ان کا تعاون ہے۔امی جان کی بیماری کی نوعیت ایسی تھی کہ دوا کھا کر سوتی رہتیں۔مگر ابو جان نے نہ تو کبھی امی جان کی بیماری کو معاملہ

محمد ﷺ مسکراتے تھے
محمد ﷺ کی طرح میں بھی ہمیشہ مسکراؤں گی
ان کو یہ بتاؤں گی
میں ان سے پیار کرتی ہوں
تو ہر رات کو سونے سے کچھ پہلے

ہمیشہ مسکراتے تھے
میں جب جنت میں ان سے ملوں گی
مجھے ان سے محبت ہے
کہ جب میں ایک چھوٹی سی بچی تھی
مجھے ''ابو'' بتاتے تھے
محمد ﷺ مسکراتے تھے

الحمدللہ! بچوں کے لیے لکھی گئی اس نظم کے اس آخری ٹکڑے کو جب پہلی بار پڑھا، ع میں نے جانا کہ گویا میرے دل کی آواز ہے۔بہت فخر کا احساس ہوا تھا کہ واقعی میں وہ بہت خاص بچی تھی جس کے ابو اس کو محمد ﷺ کا تعارف کہانیوں میں کراتے رہے۔صرف یہی نہیں بلکہ ''خودی کا سرِّ نہاں ......'' سے لے کر ''سالارِ کارواں ہے میرِ حجازؐ اپنا'' تک ساری ذہن سازی ابو جان نے سرانجام دی۔''الٰہی! حمد سے عاجز ہے یہ سارا جہاں تیرا'' فجر میں اُٹھانے آتے تو یہ حمد بلند آواز سے پڑھتے۔

(ISSUE) بنایا نہ ہی کبھی امی جان کو اس وقت یا بعد میں جتایا بلکہ اس دوران اگر کام کاج کے حوالے سے کوئی کمی کوتاہی ہوگئی تو درگزر بھی فرمایا۔ ابو جان کے گھریلو حوالے سے خاص انداز یہ تھا کہ سب نیکیوں اور جدوجہد اقامت دین کو ہمارے لیے زبردستی یا سزا نہیں بنایا بلکہ ایسا عمدہ نمونہ پیش کیا کہ ساری دینی غلبہ کی باتیں، دجّال کی حقیقت، حضرت عیسیٰؑ کی آمد (ابو جان ان کی پر TEA PARTY کا تذکرہ کرتے کہ سب سے اچھے برتن نکالیں گے ان کی آمد پر) مادی اشیاء کی حقیقت، ایقان آخرت اور ایمان وصبر کی ہمہ وقت یاددہانی ہر چیز ہمیں FINGER TIPS پر یاد ہوگئی۔

اگر ان کے مطالعہ کے کمرے میں کاغذات اور کتب بکھری ہوتیں اور خود بھی مطالعے اور مضمون نویسی میں مشغول ہوتے تو بھی وقتاً فوقتاً کمرے کا دروازہ کھلتا اور ابو جان بچوں اور بڑوں میں کبھی بادام اور کشمش مصری بانٹتے نظر آتے۔ غلبہ دین کے لیے اس یقین سے جدوجہد کرتے رہے کہ یہ کام تو ہونا ہی ہونا ہے۔ گھر کے مرکزی کمرے میں حضرت مقدادؓ سے مروی حدیث سے لے کر بچوں کو کہتے کہ دین میں آگے بڑھو تمہیں اسلام غالب آنے کے بعد امریکہ کا صدر بننا ہے۔

ایمان قلبی اور صبر حقیقی کی خود بھی تصویر تھے اور ہمیں سکھاتے بھی تھے۔ میرے بیٹے کی بیماری (2015ء اور 2021ء) میں ہمیشہ صبر کی تلقین اور آخرت میں اجر کی یاددہانی کروائی۔ بیٹے محمد کے لیے تحائف لاتے اور دعا کے ساتھ ساتھ خود اپنے ہاتھوں سے تیل بنا کر دیا کہ اس کی مالش کریں۔ اس کی باجماعت نماز شروع ہونے پر ابو جان کو صرف ایک دفعہ کہنا پڑا اور ہمارے ہاں پورے قیام میں اس کو نماز کے لیے ساتھ مسجد لے کر جاتے۔ 2014ء میں میرے زیورات چوری ہوگئے تو ابو نے ایسا مجرب نسخہ بتایا کہ اس کے بعد مجھے کبھی زیورات یاد ہی نہیں آئے اور میں نے بعض خانگی مسائل میں بھی اس کو بہت عمدہ پایا۔ نسخہ تھا کہ ''بیٹے! معاف کردو۔ معاف کردو گی تو تمہارے اپنے لیے بھی بہت اچھا ہے'' اور واقعتاً ایسا ہی ہے۔

2007ء میں میرے کالج انتظامیہ کی طرف سے انہیں بلایا گیا کہ میں کالج میں قرآنی کلاسز اور اس طرح کی دیگر سرگرمیوں میں ملوث ہوں تو مجھے روکنے یا معذرتی انداز اختیار کرنے کے بجائے بہت باوقار انداز سے انتظامیہ سے ملے اور انہیں قائل کیا کہ بچی کو CHANNELIZE کریں تاکہ یہ کام جاری وساری رہ سکے۔ کالج اسمبلی یا فری پریڈ میں اپنی نگرانی میں کام کروائیں۔

ابو جان کی رائے (حالاتِ حاضرہ اور دنیاوی معاملات) میں بے لاگ ہوتی اور اکثر اس رائے کو اس انداز میں درست اور حقیقت پر مبنی پایا کہ گویا مؤمن اللہ کی بصیرت سے دیکھتا ہے۔ (مفہوم حدیث ﷺ) افغانستان امریکہ جنگ میں کافی عرصے سے ہی اپنی تحریروں میں امریکہ کو شکست خوردہ اور مفرور قرار دے دیا تھا (حکمت بالغہ)۔اس وقت ان کی رائے جذباتی اور سطحی لگتی مگر حال ہی میں افغانستان میں اسلام اور طالبان کے بول بالا ہونے نے ان کے صاحب ایمان وفراست ہونے پر مہر ثبت کردی۔ اپنی وفات کے متعلق کچھ عرصہ قبل امی جان سے گفتگو میں کہنے لگے کہ میں پہلے چلا جاؤں (امی جان سے) اور کوئی تکلیف اور محتاجی کی کیفیت نہ ہو۔ امی جان نے کہا کہ دعا تو سب ہی یہی مانگتے ہیں مگر ان کی آسان اور پرسکون وفات نے ثابت کر دیا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا پر قبولیت کا پروانہ جاری کر دیا تھا۔ کرونا ویکسین کے بارے میں اپنی بے لاگ رائے کا اکثر اظہار کرتے اور لگوانے سے بیزاری وانکاری تھے۔ اللہ نے انہیں اس مشتبہ فعل سے بچالیا۔

ابو جان بچپن سے ہی خوددار تھے، اپنی تکلیف چھپا لیتے تھے، بہت چھوٹی عمر میں قلم تراشتے انگلی کٹ گئی (جونشان تاعمر قائم رہا) تو رونے دھونے کی بجائے انگلی مٹی میں دبا کر بیٹھ گئے، بعد میں گھر والوں کو خون کے نشانات سے پتہ چلا۔ یہی عادت اخیر تک تھی۔ نہ تو تکلیف کا اظہار کرتے اور نہ ہی اپنی تکلیف کا ذکر سننا بھی پسند کرتے۔ علاج بالغذا کہیں یا BALANCED DIET اسی پر کار بند تھے۔ چھوٹے موٹے عارضے خصوصاً کثرت سے بولنے کے باعث گلے کی خرابی کو غذا اور دیسی ٹوٹکوں سے ہی قابو رکھنے کی کوشش کرتے، گھر میں بھی MENU بنا کر اس کے مطابق متوازن اور صحت مند کھانوں پر زور دیتے۔ بازار کا کھانا بہت کم اور گھر لا کر کھانے کا طریقہ اختیار کرتے۔

سادہ صاف کپڑے، سر پر رومال، خوشبو، چمکتے جوتے اور ابو جان کہیں بھی جانے کے لیے تیار۔ وقت کی پابندی زندگی کے ہر معاملے میں اختیار کرتے۔ دروس میں بھی اور خاندانی تقریبات میں بھی ایسا موقع بھی آیا کہ دعوت ولیمہ پر پہنچے تو کوئی بھی نہیں آیا تھا اور جتنا وقت طے کر رکھا تھا ابھی اس میں کھانا نہیں کھلا تو بغیر کھائے لوٹ آئے۔ نذر و نیاز، چالیسویں، گیارھویں وغیرہ کے کھانوں اور لوازمات کے بارے میں جو دوٹوک انداز اختیار کیا اس کی پابندی بھی کروائی۔ اسلامی طرز زندگی کو گھر میں اس طرح رائج کیا کہ الحمدللہ ہمیں کوئی بات بھی بوجھل نہ لگتی۔

سہیلیاں کہتیں کہ تم ٹی وی کے بغیر کیسے رہتے ہو؟ تو ان کو سمجھاتے کہ ہمیں تو کوئی کمی لگتی ہی نہیں۔ برقع، پردہ ہر چیز کو بہت احسن انداز میں اختیار کروایا۔

اقامت دین اور خدمت قرآن کی کوششوں میں اپنے بیٹوں کو بھی ساتھ لے کر چلنے کا ارادہ اور خواہش کا اظہار کیا تو بیٹوں نے بھی لبیک کہتے ہوئے اس بابرکت کام میں مقدور بھر حصہ لیا اور ابو جان ان کو اللہ کی توفیق سے اپنے لیے صدقہ جاریہ بنا گئے۔

اللہ تعالیٰ ہمارے ابو جان کے ساتھ رحمت، عافیت، عفو اور اکرام کا معاملہ فرمائے اور ہمیں غلبہ دین کی جدوجہد میں اپنا کردار ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِاَبِیْ

یٰٓاَیَّتُھَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ﴿٢٧﴾ ارْجِعِیْٓ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً ﴿٢٨﴾
فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ ﴿٢٩﴾ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ ﴿٣٠﴾

میرے پیارے ابو جان مختار حسین فاروقی کے رخت سفر پر سورۂ فجر کی یہ آخری آیات جس طرح سے میری تسلّی و تشفّی کا سامان بنیں واللہ! اس قرآنی دلاسے سے میرا دل جس احسن طریقے سے مطمئن اور پرسکون ہوا اس کی نظیر نہیں۔

ایسے اچانک...... اتنا دلخراش...... ایک نفس مطمئن اپنے ربّ کے بلاوے پر حاضر ہو گیا۔ ایک بندۂ خدا جس نے دامے، درمے، قدمے، سخنے ہر انداز سے رب کی بندگی کا حق ادا کرنے کی کوشش کی، اپنے وقت پر چلا گیا۔ ایک کلمہ گو جس نے کم عمری میں جس مقصد حیات کا تعین کیا اپنی باقی زندگی اسی پر وار کر اپنے محبوب حقیقی کی طرف لوٹ گیا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

اپنے ابو جان کی پوری زندگی کو اگر ذہن میں تازہ کروں تو للّٰہیّت اور مقصدیّت کا مجموعہ نظر آتی ہے۔ ''میں نے 17 سال کی عمر میں دنیا کو دل سے نکال دیا تھا'' اتنی بالی عمر میں شروع ہونے والا للّٰہیت کا یہ سفر 71 برس کی عمر عزیز تک مقصدیّت سے پر رہا۔

پھر اقامت دین کے کوہسار پرخطر کو سر کرنے کا عزم صمیم ہو یا قرآن کی دعوت کو ہر خاص و عام تک پہنچانے کا خواب، اہل خانہ کو اس راہِ دشوار پر ساتھ لے کر چلنے کا ارادہ ہو یا نوجوان طبقے کو دین کی تعلیمات سے روشناس کروانے کا شوق، دین کی سر بلندی کے لیے تن اور من وارنے

کا جذبہ ہو یا علومِ اسلامیہ کی ترویج کے لیے دھن وقف کرنے کا حوصلہ ہر میدان میں ایسے جھنڈے گاڑے۔ لِلّٰہیت کے اس سفر میں جب آپ نے سرفرازیٔ دین کے مقصد کا تعین کرلیا تو استقامت اور پابندیٔ وقت کا دامن عمر بھر نہ چھوڑا۔ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کا قلادہ گلے میں ڈال کر جب اقامت دین کی دشوار گزار راہوں پر قدم رکھا تو پھر مڑ کر نہیں دیکھا۔

اِنَّ الَّـذِیۡـنَ قَالُوۡا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسۡتَقَامُوۡا تَتَنَزَّلُ عَلَیۡہِمُ الۡمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوۡا وَلَا تَـحۡـزَنُـوۡا وَاَبۡشِـرُوۡا بِالۡجَنَّۃِ الَّتِیۡ کُنۡتُمۡ تُوۡعَدُوۡنَ نَحۡنُ اَوۡلِیٰٓؤُکُمۡ فِی الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا وَفِی الۡاٰخِرَۃِ

اللہ ہی ان کا ولی تھا دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ اس کی مرضی ان کا مقصود تھی۔ اسی کی رضا ان کی تڑپ تھی۔ اس کا بول بالا کرنا ان کی زندگی تھا۔ اس کے دین کے لیے کوشش کرنا مقصد زندگی ٹھہرا۔

ابو جان کی وفات پر آتے ہوئے، راستے میں مجھے اپنے دادا جان اور دادی جان کا خیال آیا کہ کیسے بسم اللہ پڑھ کر میری دادی جان نے انہیں جنم دیا ہوگا اور کس درجہ تقویٰ اور فکر آخرت سے میرے دادا جان نے انہیں گھٹی دی ہوگی کہ ان کا نام مختار حسین رکھا جو دین کا گوہر آبدار بن کر چمک اُٹھا۔ ابو جان نے میٹرک میں طے کرلیا تھا کہ انہیں ''اس ظلمت کدے میں نور پھیلانا ہے''۔ پھر انٹر اور انجینئرنگ کی منازل کے دوران ہی قرآن کی آیت

وَالَّذِیۡنَ جَاھَدُوۡا فِیۡنَا لَنَھۡدِیَنَّھُمۡ سُبُلَنَا

کے مصداق ڈاکٹر اسرار احمدؒ صاحب کی معیت، قرآن سے نظری و قلبی تعلق، اقامت دین کی علمبرداری اور ان تمام باتوں کے ساتھ ''فاروقی'' کردار اللہ نے سب کچھ عطا کردیا۔ لاہور کراچی، جھنگ، ملتان جہاں جہاں اللہ تعالیٰ نے دانہ پانی لکھا وہیں وہیں اللہ کے دین کی سربلندی اور قرآن کی دعوت کو عام کرنے کے لیے جدوجہد کرتے رہے۔ اس راہ میں آنے والی معاشی ذمہ داریوں کا اہل خانہ کے ہمراہ عزیمت و استقامت سے مقابلہ کیا اور اسی راستے میں رب کا پیغام آنے پر اپنی جان جانِ آفریں کے سپرد کردی۔

ع مگر تیری مرگ ناگہاں کا مجھے ابھی بھی یقین نہیں ہے

حصّہ اوّل

یادِ فاروقی

باب 1	معاصر اہل علم کی یادیں	23
باب 2	انجمن/تنظیمی احباب کی یادیں	97
باب 3	بچپن کے دوستوں کی یادیں	139
باب 4	اکیڈمی کارکنان کی یادیں	147
باب 5	اہل خانہ کی یادیں	171

باب 1

معاصر اہل علم کی یادیں

1 ڈاکٹر طالب حسین سیال
2 ساجد محمود مسلم
3 حافظ محمد موسیٰ بھٹو
4 حاجی محمد منظور انور
5 پروفیسر صفدر علی شاہ
6 قیصر زبیری
7 پروفیسر ہارون الرشید تبسم
8 پروفیسر احسان الرحمٰن
9 ڈاکٹر شفیق عجمی
10 ریاض احمد چودھری
11 عبدالمتین اخونزادہ
12 حافظ محمد عمیر الغزالی
13 ڈاکٹر عرفان خالد ڈھلوں
14 پروفیسر خالد شبیر
15 محمد سلیم جباری
16 پروفیسر ندیم اختر مرزا
17 محمد امین چودھری
18 عبدالحنان
19 ظہور الحسن قادری
20 محمد انور سعید
21 سیّد مزمل حسین
22 مراد سعید
23 حسین صحرائی
24 سیّد الف عین زیدی
25 رانا کاشف خان
26 زاہد سعید بھٹہ
27 محمد ہاشم عثمان
28 میاں عابد مراد
29 محمد شفیع گھلو
30 بابر احمد صدیقی
31 محمد سلیم بٹ
32 عامرہ احسان صاحبہ
33 ڈاکٹر محمود الحسن اویسی
34 مولانا محمد الیاس بالاکوٹی
35 ڈاکٹر اعجاز فاروق اکرم
36 ڈاکٹر ارشاد شاکر اعوان

1
ڈاکٹر طالب حسین سیال
اسلام آباد

مسلمانوں کی نشأۃِ ثانیہ کا نقیب

انجینئر مختار فاروقی صاحب جب گورنمنٹ کالج جھنگ میں ایف ایس سی فرسٹ ائیر کے طالب علم تھے، میں اس وقت بی اے فائنل میں پڑھتا تھا۔ان سے اس دور میں میری شناسائی نہ تھی۔ ان سے پہلی ملاقات 2010ء میں ہوئی میں ان دنوں اقبال انسٹی ٹیوٹ برائے تحقیق و مکالمہ، بین الاقوامی یونیورسٹی اسلام آباد، میں بطور ڈائریکٹر کام کرتا تھا۔ سول سروس سے ریٹائرمنٹ کے بعد میں نے یہ ادارہ جائن کرلیا تھا۔اپنے دفتر میں ایک دن ڈاک میں ایک میگزین دیکھا اس کے خوبصورت سرورق پر ''حکمت بالغہ'' لکھا ہوا تھا اور یہ نام قرآن حکیم کی ایک آیت سے ماخوذ تھا۔قرآن اکیڈمی جھنگ نے شائع کیا تھا۔ جھنگ کا نام اور تذکرہ میرے دل کو ہمیشہ اپنی طرف مائل کرتا ہے۔ میں نے فوراً مطالعہ شروع کردیا اوراس کے مضامین فکرانگیز دل کش اور معلومات افزا تھےاور طرزِتحریر میں روانی اور جوش وخروش تھا یہاں تک کہ میں نے ایک ہی نشست میں اداریہ اور سب مضامین پڑھ لیے۔ مجھے حیران کن خوشی ہوئی کہ میرے آبائی شہر جھنگ سے ایک معیاری اور کوالٹی جرنلزم کا آئینہ دار رسالہ شائع ہورہا ہے۔ میں اس قدر متأثر ہوا کہ میں نے فیصلہ کرلیا کہ پہلی فرصت میں قرآن اکیڈمی جھنگ جاؤں گا اور حکمت بالغہ کے مدیر مسئول جناب مختار فاروقی سے شرفِ ملاقات حاصل کروں گا۔ میری آمد پر مختار فاروقی بہت مسرور ہوئے۔ انھوں نے قرآن اکیڈمی کے مختص علمی بلاکوں رحصوں کا دورہ کرایا اور اس کے بڑے بڑے پراجیکٹ سے آگاہ کیا۔علوم قرآنی سے طلبا اور شائقین کوآگاہ کرنے کے لیے تربیتی پروگرامز کی تفصیل بتائی۔ دورانِ گفتگو میں نے دیکھا کہ شرعی وضع قطع سے مزیّن ایک پروقار قدآور شخص

میرے سامنے بیٹھا ہے۔ان کی تلخ وشیریں باتوں میں اقامت دین کا عزم اور اُمت مسلمہ کے انحطاط کا احساسِ زیاں نمایاں تھا۔ میں نے محسوس کیا کہ ان کا ہر جملہ جچا تلا اور ان کا ہر لفظ اسلامی معنویت کا ترجمان تھا۔ پہلی ملاقات سے ہی ہمارے درمیان ایک روحانی تعلق پیدا ہوگیا اور آئندہ ملاقاتوں سے یہ تعلق مضبوط تر ہوتا گیا۔ وہ ''حکمت بالغہ'' کی کاپی ہر ماہ ارسال کرتے تھے اور فون پر بھی ان سے رابطہ رہتا تھا۔فون پر وہ مختصر با مقصد بات کرتے تھے،طویل گفتگو سے گریز کرتے تھے، وہ ہر لمحۂ حیات کو دینی مقاصد کے تابع گزارتے تھے۔ وہ ہر سال نومبر کے مہینہ میں علامہ اقبال پر ایک سیمینار منعقد کراتے۔جس میں لاہور، اسلام آباد، جوہرآباد سمیت کئی دوسرے شہروں سے بھی اہل علم شرکت کے لیے آتے اور مقالے پڑھتے۔ میں بھی التزام کے ساتھ ان سیمیناروں میں شریک ہوتا۔ ان سے ہر ملاقات پر تبادلہ خیال ہوتا۔ مجھے فخر ہے کہ میرا ان سے گزشتہ دس سالوں سے مسلسل رابطہ رہا ہے۔ وہ ایک متقی مسلمان اور دردِ دل رکھنے والے سکالر تھے۔اقبال سے والہانہ محبت کرنے والے اقبال شناس تھے۔

ان کی شخصی زندگی مؤمنانہ فراست پر مبنی تھی۔ان کی ایک نمایاں خصوصیت یہ تھی کہ وہ کسی کی غیبت کرتے نہ لایعنی گفتگو کبھی زبان پر لاتے۔ ہر شخص کا احترام کرتے اور حفظ مراتب کا بھی خیال رکھتے۔ وہ ایک متین اور مخلص عالم دین اور قدیم وجدید علوم سے آراستہ سکالر تھے جن کو قلم پر قدرت حاصل تھی۔ عہد حاضر کے اخلاقی انحطاط میں وہ اسلامی اخلاقیات کا چراغ تھے، وہ کبھی قہقہہ نہیں لگاتے تھے صرف مسکراتے تھے یہاں تک کہ وہ کبھی کوئی لطیفہ بھی نہیں سناتے تھے۔ حاضرین کو ہنسانے کی خاطر کوئی غیر سنجیدہ گفتگو بھی نہیں کرتے تھے۔ان کو کسی کی داد وتحسین کی پرواہ تھی نہ وہ کسی خوف وخطر کو خاطر میں لاتے تھے۔ سچ بات ڈنکے کی چوٹ پر کہتے تھے۔

میں نے دو دفعہ ان کی امامت میں فجر کی نماز پڑھی۔ان کی قراءت کا منفرد انداز تھا۔ ایسا محسوس ہوتا تھا کہ قرآن کی روحانیت اور معنویت سینے میں اُتر رہی ہے۔ سوز وگداز میں ڈوب کر تلاوت کرتے تھے۔ صبح کے پُرسکوت سماں میں پورا ماحول ان کی تلاوت کے دل کش آہنگ میں ڈوبا ہوا محسوس ہوتا تھا۔ مجھ پر وجد وانبساط کی ایسی کیفیت طاری ہو جاتی کہ میں اپنی خودی کو کسی اور زمان ومکان میں پاتا تھا۔ ان کی رِقّتِ قلب اور قرآن حکیم سے ان کی اشد محبت کا فیضان تھا۔

انجینئر مختار فاروقی عالمی تاریخ بالخصوص یہود ونصاریٰ اور یورپ کی تاریخ کا عمیق اور وسیع علم رکھتے تھے۔ حالاتِ حاضرہ کا وہ اس قدر اپنے ذہن کے مطابق جامع تجزیہ کرتے تھے جن سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ انگریزی زبان میں لکھی گئی حالیہ کتب کا بھی مطالعہ کر چکے ہیں۔ ان کے میگزین کے مضامین میں تنوع ہوتا تھا اور وہ بیشتر ان کے رشحاتِ قلم پر مشتمل ہوتا تھا۔ حکمت بالغہ کے قارئین کے ہاں ایک نمایاں پہچان یہ تھی کہ اس کے خصوصی نمبر ضخیم صورت میں شائع کیے جاتے تھے۔ مثلاً یاجوج ماجوج نمبر، الصلوٰۃ والسلام علی رسول اللہ ﷺ نمبر، احیائے فکر اقبال نمبر اور دیگر موضوعات پر کئی نمبرز۔ مختار فاروقی ایک شخص کا نام نہیں بلکہ ایک ادارے اور ایک جماعت کا نام تھا۔ وہ تنہا ایک جماعت اور ایک ادارے کے برابر کام کرتے تھے۔

وہ اقبال کے خیالات کے تناظر میں جنوبی ایشیا میں ایک عظیم تر اسلامی ریاست کا خواب دیکھتے تھے۔ ان کی علمی وادبی کاوشوں کا مرکزی مضمون مسلمانوں کی نشاۃ ثانیہ ہوا کرتا تھا۔ ان کو امید واثق تھی کہ مسلمانوں کو پھر ایک بار عروج حاصل ہوگا اور پوری دنیا میں قرآنی نظام کا نور پھیلے گا۔ وہ اقبال کے ان اشعار کو اکثر پڑھتے اور سناتے تھے:

ے آبِ روانِ کبیر! تیرے کنارے کوئی
دیکھ رہا ہے کسی اور زمانے کا خواب
عالمِ نو ہے ابھی پردۂ تقدیر میں
میری نگاہوں میں ہے اس کی سحر بے نقاب
پردہ اُٹھادوں اگر چہرۂ افکار سے
لا نہ سکے گا فرنگ میری نواؤں کی تاب (مسجد قرطبہ)

مختار فاروقی نے قرآن اکیڈمی جھنگ کی عمارت کو جدید ڈیزائن کے مطابق تعمیر کرایا۔ وہ خود بھی انجینئر تھے ان کا ایک بیٹا بھی انجینئر ہے۔ اس میں ایک وسیع ہال ہے جو ائیر کنڈیشنڈ ہے۔ اس کی نشستیں آرام دہ اور دیدۂ زیب ہیں۔ مہمان سکالرز کے لیے دو گیسٹ رومز ہیں جن میں تمام ضروری سہولتیں موجود ہیں۔ قرآن اکیڈمی قرآنی علوم کی تعلیم وتربیت کا ایک گہوارہ ہے۔ دعوتِ دین کا پاکیزہ چشمہ ہے جوان شاءاللہ جاری رہے گا۔ انجینئر مختار فاروقی کے بیٹے اوران کے

ساتھی ان کے مشن کو جاری رکھیں گے، ایسے مردِ درویش مرتے نہیں وہ اپنے کارناموں سے زندہ جاوید ہوتے ہیں اوران کے نقش قدم سے سدا منزلوں کے چراغ جلتے رہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے مختار حسین فاروقی کو اپنی لامحدود رحمتوں کی آغوش میں جگہ دی ہے اوران کا ان آیات سے استقبال کیا گیا ہوگا:

يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ

''اے نفس مطمئنہ پھر چل اپنے رب کی طرف تو اس سے راضی ہو جا وہ تجھ سے راضی، پھر شامل ہو میرے بندوں میں اور داخل ہو میری جنت میں''

اللہ سبحانہ وتعالیٰ مختار حسین فاروقی مرحوم کے بیٹوں اور دیگر لواحقین اور احباب کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ مجھے عمر بھر یہ قلق رہے گا کہ میں بوجہ علالت ان کے جنازہ میں شریک نہ ہوسکا۔

2 ساجد محمود مسلم
پرنسپل اسلامک سائنٹفک سکول، جھنگ

13 ستمبر 2021ء کا اداس سورج ایک عالم کو سوگوار کر گیا، استاد محترم جناب انجینئر مختار فاروقی رحمۃ اللہ علیہ کا سانحۂ ارتحال امت مسلمہ کے لیے بالعموم اور مسلمانانِ پاکستان کے لیے بالخصوص ایک دردمند، مخلص، معتدل اور جامع المعقول والمنقول قائد سے محروم ہونے کا سندیسہ تھا جس پر ہم جس قدر تأسف کا اظہار کریں کم ہے۔ دین اسلام بالخصوص علومِ قرآن کے لیے ان کی خدمات قیامت تک یاد رکھی جائیں گی اور یقیناً ان کے لیے بلندئ درجات کا ذریعہ بنیں گی۔ ان شاء اللہ

جناب مختار فاروقی کی مسحور کن شخصیت سے میری شناسائی پہلی بار 1998ء کے لگ بھگ ایک عزیز دوست انور سعید صاحب کے توسط سے ہوئی، جب انہوں نے مجھے جھنگ کے ایک دیہاتی سے ماحول میں ایک چھوٹی سی مسجد میں جمعہ ادا کرنے کی دعوت دی، اوّل تو ایک غیر معروف سی مسجد میں جمعہ کی ادائیگی کی خصوصی دعوت ہی میرے لیے ''طرزِ کہن'' سے انحراف کے مترادف تھی، تاہم دوست کی دعوت کا احترام کرتے ہوئے میں دوست کے ساتھ خطبہ جمعہ میں حاضر ہوا۔ جناب مختار فاروقی صاحب نے بالکل ایک منفرد انداز میں توحید عملی کی وضاحت فرمائی،

جس سے زندگی میں پہلی بار مساوات کا وہ پہلو میرے سامنے آیا جس کے بارے میں نے کبھی سوچا بھی نہ تھا۔ فاروقی مرحوم کا اندازِ بیان، طرزِ سخن، سوز وساز، میرے لیے بالکل اجنبی تھا، ہمارے خطبا کے روایتی طرزِ خطابت والا تصنع، ملمع کاری اور جذبہ دادخواہی ان کے بیان میں ڈھونڈے سے بھی نہیں ملتا تھا۔ ان کے جذبہ اخلاص نے حقیقت میں مجھے موہ لیا تھا، چنانچہ ان کے دروسِ قرآن میں باقاعدگی سے استفادہ کرنے کی ٹھانی اور اسے عملی جامہ پہنانے کی کوشش بھی کی۔ اسی دوران انہوں نے پچیس روزہ قرآنی تربیت گاہ کا سلسلہ شروع کیا تو ان سے حقیقی معنوں میں فیضیاب ہونے کا موقع ملا۔

قرآنی علوم کی اشاعت وتبلیغ کے لیے ان کی مساعی جمیلہ کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہیں۔ چنانچہ اکتوبر 1998ء میں فاروقی صاحب نے جب انجمن خدام القرآن جھنگ کی بنیاد رکھی تو مجھ بندہ حقیر کو بھی اس کے تاسیسی اجلاس میں شرکت کی دعوت دی، یوں فدوی گویا لہو لگا کر شہیدوں میں داخل ہو گیا اور اس نالائق کو بھی انجمن مذکور کا فاؤنڈر ممبر بننے کا اعزاز حاصل ہوا۔

فاروقی صاحب کی وجہ سے ہی میرا بانی تنظیمِ اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ سے باقاعدہ تعارف ہوا اور فاروقی صاحب کی رہائش گاہ پر بانی محترم سے بالمشافہ ملاقات کا شرف بھی حاصل ہوا۔ فاروقی صاحب کے مہمیز پر ہی راقم نے ''مسلم سائنس'' کے نام سے ایک ماہنامہ کا اجرا کیا، جس کی تحریک مجھے ڈاکٹر اسرار احمد کا رسالہ ''اسلام کی نشاۃِ ثانیہ: کرنے کا اصل کام'' پڑھنے سے ملی۔ نامساعد حالات کے باعث رسالہ جاری رکھنا مشکل لگنے لگا تو فاروقی صاحب میری ہمت بندھاتے رہے۔

فاروقی صاحب نے مجھے سیرت النبی ﷺ جیسے عظیم الشان موضوع پر قلم اٹھانے کی ترغیب دی اور یوں سیرتِ امام المرسلین ﷺ کے عنوان سے حکمتِ بالغہ میں میرے سلسلہ وار مضامین کی اشاعت کی داغ بیل پڑی۔ یہ فاروقی صاحب کا مجھ نالائق پر احسان ہے کہ انہوں نے سیرت امام المرسلین ﷺ کے اب تک شائع ہونے والے ابواب کو یکجا کر کے قرآن اکیڈمی جھنگ کی جانب سے کتابی شکل میں شائع کرنے کے ارادے کا اظہار بھی فرمایا، مگر افسوس کہ اس سے پہلے ہی وہ راہی ملکِ عدم ہوئے۔

فاروقی صاحب کی ایک نمایاں خوبی یہ بھی ہے کہ وہ جس شے کی لوگوں کو دعوت دیتے تھے، اس کی سچائی پر نہ صرف کامل ایمان رکھتے تھے بلکہ اپنے اس ایمان کا عملی ثبوت انہوں نے یوں فراہم کیا کہ اپنی اولاد کو بھی قرآن کی خدمت پر مامور کیا۔ انہوں نے اپنی اولاد کو جدید پیشہ ورانہ تعلیم دلانے کے باوجود انہیں قرآن سے جوڑے رکھا، نیز ان کی تربیت اس نہج پر کی کہ وہ دعوت الی القرآن کے عظیم مشن کو بخوبی آگے بڑھا سکیں۔ آج کی معاشی مسابقت میں ہم دعوتِ دین کے تقاضوں کو بھلا بیٹھے ہیں، مگر فاروقی صاحب ہمارے لیے وہ روشن مثالیں قائم کر گئے ہیں، جو ہمارے لیے مشعلِ راہ ہیں۔ ہم اس مشعل کی روشنی میں اپنے مشاغل اور آرزوؤں کا تنقیدی جائزہ لے کر اپنی آخرت کے لیے ایک بہتر فیصلہ کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مختار فاروقی ﷫ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ہمیں بھی خدمتِ قرآن کی سعادت نصیب فرمائے۔ آمین۔

3 حافظ محمد موسیٰ بھٹو

مدیر ماہنامہ بیداری، حیدرآباد سندھ

مختار حسین فاروقی صاحب خوش نصیب انسان تھے کہ اللہ نے ان کو پوری زندگی خدمت قرآن اور دعوت الی اللہ کی توفیق عطا فرمائی ان کی تحریر میں جہاں علمیت اور وسعت مطالعہ شامل تھا وہاں اس میں دلسوزی بھی تھی، یہ دلسوزی دراصل ان کی گہری عبادت کا ثمر اور اس کا نتیجہ تھا، ان کی تحریر کی ایک خوبی یہ تھی کہ وہ کسی سے اُلجھتے نہیں تھے، مثبت طور پر اپنی فکر پیش کرتے تھے اور عالمی سطح کی مادہ پرست قوتوں جنہوں نے مسلم دنیا کو یرغمال بنا رکھا ہے ان کی سازشوں کو بے نقاب کرتے تھے۔ وہ علامہ اقبال اور ڈاکٹر محمد رفیع الدین کے شیدائی تھے اس معاملہ میں ہم دونوں کا اشتراکِ فکر تھا میں نے بھی اقبال اور ڈاکٹر محمد رفیع الدین پر کافی چیزیں لکھی ہیں انہوں نے تو ان پر حکمت بالغہ کے ضخیم نمبر نکالے تھے۔ وہ اس اعتبار سے بھی خوش نصیب تھے کہ ان کو ڈاکٹر رفیع الدین سے ملاقات کا شرف بھی حاصل تھا ان سے ان کی کافی علمی نشست ہوئی تھی۔ یہ ان کی طالب علمی کے دور کا واقعہ تھا۔

وقت کے فتنوں کا ادراک ہونا، ان فتنوں کو بے نقاب کرنا، افراد میں ان فتنوں کے حوالے سے شعور پیدا کرنا، قرآن کے ذریعہ رجوع الی اللہ کی تحریک شروع کرنا اور صبح سے رات

گئے تک اسی کام میں مصروف ہونا، ماہنامہ حکمت بالغہ جیسے علمی رسالہ کے تسلسل کو باقاعدہ جاری رکھنا، اپنی اولاد کو بھی اسی راہ پر گامزن رکھنا، یہ محترم مختار حسین فاروقی کی وہ خدمات ہیں جو ہم جیسے افراد کے لئے قابل تقلید ہیں۔ فتنوں کے اس دور میں اللہ سے گہرے تعلق کے ساتھ ساتھ اللہ کے دین کے لئے اس طرح کی فنائیت کا مظاہرہ کرنا یہ خوش نصیب افراد ہی کا کام ہے اور اللہ کے فضل خاص ہی کا نتیجہ ہے محترم مختار حسین فاروقی صاحب کے ساتھ اللہ کا یہ فضل خاص شامل تھا۔

آج سے غالباً ۱۸ سال پہلے کی بات ہے محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب حیدرآباد تشریف لائے حیدرآباد میں ایک وکیل صاحب نے اپنے وسیع بنگلہ میں قرآن کی تعلیم کا سلسلہ شروع کیا تھا ڈاکٹر صاحب ان کی دعوت پر حیدرآباد آئے۔ ڈاکٹر صاحب نے مجھے پیشگی اپنی آمد کی اطلاع دی تھی اور ملاقات کے لئے آنے کے لئے کہا تھا۔ وہاں ڈاکٹر صاحب کے ساتھ محترم مختار حسین فاروقی صاحب بھی تشریف لائے تھے ڈاکٹر صاحب وہاں دوسرے کاموں میں مصروف رہے۔ محترم مختار حسین فاروقی صاحب میرے ساتھ رہے اور وہ مسلم امت کے مسائل اور امت کو اس بحران سے نکالنے اور عالمی کفر کی سازشوں کے موضوع پر تفصیل سے گفتگو کرتے رہے میں نے محسوس کیا کہ بعد میں یہی فکر وہ اپنے رسالہ کے ذریعہ تفصیل سے پیش کرتے رہے۔

مختار حسین فاروقی صاحب حکومتی سطح پر اقامت دین کی جدوجہد کے علمبردار تھے، قرآن کے ذریعہ وہ اس فکر کے لئے افراد کی تیاری کا فریضہ سرانجام دیتے رہے، ہماری فکر اور ان کی فکر کے درمیان تھوڑا سا فرق رہا۔ وہ فرق یہ ہے کہ ہمارا نقطۂ نگاہ ہے کہ افرادِ معاشرہ کی اصلاح کی تحریک کا آگے بڑھنا دشوار ہے اس کے لئے پہلے مرحلہ پر افراد کے تزکیہ کے کام کو فیصلہ کن اہمیت دینا چاہئے، افراد کے تزکیہ سے وہ افراد ملیں گے جو معاشرہ کو اسلامی تعلیمات سے ہم آہنگ بنانے کے لئے کردار ادا کریں گے اس طرح کے افراد جب بڑے پیمانہ پر تیار ہوں گے تو اس کے اثرات ریاست کے سارے شعبوں پر از خود مرتب ہوں گے۔ اس طرح کے افراد کی تیاری کی صورت میں انقلاب کا ہدف بھی آسانی سے حاصل ہو سکے گا۔ بس حکمت عملی کا فرق رہا ہم حقیقی اہل اللہ کے ذریعہ تزکیہ کے کام کو ضروری سمجھتے رہے ہیں جب کہ موصوف قرآن کے ذریعہ تزکیہ

اور رجوع الی اللہ کی تحریک کو اہم سمجھتے رہے ہیں۔ دونوں میں کوئی بنیادی فرق نہیں ہے۔

محترم مختار حسین فاروقی صاحب سیرت و کردار کے اعتبار سے مستحکم شخصیت تھے، دوسروں کی تربیت کی صلاحیت رکھتے تھے، مزاج میں سنجیدگی تحمل و بردباری غالب تھی، اللہ ان کی مغفرت فرمائے اور انہیں جنت الفردوس نصیب فرمائے۔ (آمین)

4

ابو فیصل محمد منظور انور
سیٹلائٹ ٹاؤن، جھنگ

کُلُّ نَفۡسٍ ذَآئِقَةُ الۡمَوۡتِ

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

دینی و مذہبی سکالر انجینئر مختار حسین فاروقی مرحوم سے تقریباً پندرہ سولہ سال پہلے میری ملاقات ہوئی جب میں روزنامہ خبریں لاہور سے منسلک تھا تو کبھی کبھی ان سے ملاقات ہو جاتی تھی۔ ایک بار جب تنظیم اسلامی کے بانی جناب ڈاکٹر اسرار احمدؒ جھنگ تشریف لائے تو ان سے پہلی تفصیلی گفتگو ہوئی۔ چودھری صدیق صادق (مرحوم) نمائندہ پاکستان ٹائمز کے دفتر واقع ضلع کونسل جھنگ میں کئی ملاقاتیں ہوئیں۔ وہ اپنے ادارے قرآن اکیڈمی جھنگ سے ایک ماہنامہ شائع کرنے کا ارادہ رکھتے تھے اس لئے ماہنامہ حکمت بالغہ کے ڈِکلیریشن کے سلسلے میں اکثر ملاقاتیں رہیں۔ جب 2006ء میں ڈِکلیریشن مل گیا تو اس کا پہلا شمارہ جنوری 2007ء میں شائع ہوا تو وہ بہت مسرور نظر آئے تھے۔ انھوں نے راقم کو اپنے رسالہ کی مشاورت کی ٹیم میں شامل کیا ہوا تھا اور کبھی کبھی اس جریدے کی بہترین اور معیاری مضامین کی اشاعت بارے راقم کی رائے بھی لیا کرتے تھے۔ صحافت کے ساتھ ساتھ میں نے 2008ء میں ایک NGO ادارہ برائے امن و ترقیاتی اقدامات اسلام آباد میں ملازمت کر لی جس کے باعث کافی عرصہ ملاقات نہ رہی۔ انھوں نے شہر کے دیگر حصوں کی طرح سیٹلائٹ ٹاؤن جھنگ میں بھی ماہانہ درسِ قرآن کا سلسلہ شروع کیا تو میں بھی ان کے حلقہ ارادت میں شامل ہو گیا۔ پہلے یہ درس میرے گھر کے قریب ایک سکول میں

اور پھر ایک گھر میں ہوتا تھا۔ میں نے یہ درس ہر مہینے کے پہلے سوموار کو بعد نماز مغرب اپنے گھر میں منتقل کروا دیا، جس میں پچیس تیس لوگ شرکت کرتے۔ جب کبھی شرکاء کی تعداد کم ہوتی تو مجھے بڑا دکھ ہوتا اور میں اپنے تئیں غم و غصے کا اظہار کرنے لگتا تو موصوف ایسا کرنے سے روک دیتے اور کہتے ''آپ نے تو اپنے حصے کا کام کر دیا ہے اگر کوئی نہیں آتا تو آپ کا کیا قصور۔ آپ نے درسِ قرآن کی دعوت دے کر اور انتظام کر کے اپنا فرض پورا کر دیا ہے 'اذان' دے دی ہے اگر کوئی نہیں آتا تو نہ آئے ہر کسی کو پکڑ کر لے آنا آپ کے ذمہ نہیں ہے اپنے حصے کا کام کر کے آپ اللہ تعالیٰ کے حضور سرخرو ہو چکے ہو''۔ ہمیشہ مجھ سے اصرار کرتے کہ آپ ہمارے ساتھ قرآن اکیڈمی میں مستقل طور پر آ جائیں اور ہماری ٹیم کا حصہ بنیں تا کہ ہم مل جل کر خدمت قرآن کے فرائض احسن طریقے سے سرانجام دے سکیں۔ میں نے اپنی ملازمت سے ریٹائرمنٹ کے بعد جنوری 2014ء میں قرآن اکیڈمی (اعزازی طور پر) جائن کر لی۔ ہفتے میں پانچ روز بشمول جمعۃ المبارک صبح نو بجے اکیڈمی پہنچ جاتا۔ ان کی ٹائم کی پابندی کا یہ عالم تھا کہ دفتر میں ان کو ہمیشہ سب سے پہلے موجود پاتا۔ کبھی کبھی کسی وجہ سے چند منٹ لیٹ ہو جانے پر سرزنش کا سامنا بھی کرنا پڑتا۔ میرا کالم ''اذانِ حق'' 2012ء سے باقاعدگی سے حکمت بالغہ میں شائع ہوتا ہے ہر ماہ کے کالم لکھنے میں ان کی طرف سے گائیڈ لائن دی جاتی کہ کونسے کرنٹ ایشو پر لکھیں۔ حرف آرزو اداریہ لکھتے تو مجھے دکھاتے اور دیگر مضامین کے قابل اشاعت ہونے یا نہ ہونے پر اکثر میری رائے بھی لیتے تھے۔ ان کو علامہ اقبال سے بہت محبت تھی ہر سال علامہ اقبال علیہ الرحمہ کی یاد میں سیمینار منعقد کرواتے مجھے بزمِ اقبال بنانے اور اس کو ایکٹیویٹ کرنے کی ذمہ داری بھی دی جس پر کئی ایک پروگرام ہوئے۔ قرآن آڈیٹوریم میں ہونے والے ہر پروگرام میں ہمیشہ مجھے اسٹیج سیکرٹری کی ذمہ داری دیتے اور پروگرام کو بروقت ختم کرنے کی تلقین ضرور کرتے۔

فاروقی صاحب نے پچیس روزہ قرآن فہمی کورس کا نصاب زبردست طریقے کے ساتھ ترتیب دیا کہ جس میں قرآن و حدیث، تاریخ اسلام، عربی گرائمر، اور علامہ اقبال کی شاعری کا منتخب حصہ شامل ہے۔ شرکا کورس پچیس دنوں میں حکمت قرآن و حدیث سے بخوبی آگاہی حاصل

کر لیتے ہیں بلا شبہ یہ ان کا عظیم کارنامہ کہا جا سکتا ہے۔ میں نے دو بار پچیس روزہ قرآن فہمی کورس کیا۔ تکمیل کورس کے بعد یوں لگا جیسے میں اب مسلمان ہوا ہوں۔ پچیس روزہ قرآن فہمی کورس کی اختتامی تقریب اور اسناد کی تقسیم میں مجھے ہر صورت بلاتے تھے، حکمت بالغہ کے ہر شمارے میں ان کے مضامین شائع ہوتے رہے اس کے ساتھ ساتھ تقریباً پندرہ سے زائد کتابوں کے مصنف بھی ہیں۔ میں نے دس بارہ سالوں میں ان کی رفاقت سے بہت کچھ سیکھا، مجھے دین اسلام کی طرف زیادہ رغبت دینے میں ان کی کوشش کا عمل دخل ہے جس کا میں زندگی بھر احسان منداور ممنون رہوں گا۔ بہت ہی محنتی اوران تھک انسان تھے گھنٹوں لیکچر دینے پر میں کئی بار کہتا کہ آپ ریسٹ بھی کر لیا کریں مگر وہ کبھی نہیں مانے اور ہمیشہ آج کا کام آج ہی کرنے کے فارمولے پر عمل پیرا رہے۔ ان کی اچانک موت کی خبر نے اوسان خطا کر دیے دل بڑا دکھی ہے۔ کافی دیر تک ان کی موت کا یقین نہیں آ رہا تھا۔ ان کی نماز جنازہ میں ہزاروں کی تعداد میں احباب کی شرکت نے ان کی خدمت قرآن اور علم دوستی کا ثبوت فراہم کر دیا جس میں ہر مکتب فکر سے تعلق رکھنے والے لوگ شریک ہوئے۔ ان کی رحلت سے ہونے والا خلا مدتوں تک پورا نہیں ہو سکے گا بیشک قرآن اکیڈمی جھنگ کی علمی و دینی خدمات کی سرگرمیاں جاری تو رہیں گی مگر متأثر ضرور ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے آمین ثم آمین یارب العالمین۔

ے بچھڑا کچھ اس ادا سے کہ رُت ہی بدل گئی
اک شخص سارے شہر کو ویران کر گیا

5 پروفیسر صفدر علی شاہ
سمن آباد۔ جھنگ

خیال وفکر کا روشن ستارہ

بہت کم ایسی شخصیات ہوتی ہیں جن کا نام ان کے کام کی پہچان سے بنتا ہے۔ ایسی ہی دھیمے مزاج، کم گو اور نمود و نمائش سے بے نیاز شخصیت کا نام انجینئر مختار حسین فاروقی مرحوم ہے۔ اس درویش صفت شخصیت نے قرآن اکیڈمی کے نام سے ادارہ قائم کر کے تعلیم القرآن اور فکر اقبال کو فروغ دینے کے لیے اپنے شب و روز صرف کر دیے۔ تعلیم قرآن کے مختلف گوشوں کے

لیے شعبہ جات قائم کیے تا کہ ایک نظم وضبط کے ساتھ چہار سو روشنی بکھیری جا سکے۔

میرا تعارف انجینئر مختار حسین فاروقی سے اس دور میں ہوا جب میں گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج جھنگ میں بطور اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اردو تعینات تھا۔ ایک دن ایسا ہوا کہ پروفیسر محمد نجیب خالد پرنسپل ادارہ ہٰذا نے مجھے آفس میں بلایا۔ جب میں وہاں پہنچا تو ایک روشن چہرے والی شخصیت سفید دستار باندھے، سفید لباس زیب تن کیے اور سفید ریش سے متاثر کرنے والی موجود تھی۔ پرنسپل صاحب نے کہا کہ ان سے ملیے اور جس مقصد کے لیے تشریف لائے ہیں ان کی بات سنیے تھوڑی دیر کے لیے الگ بیٹھ گئے۔ دونوں کا آپس میں تعارف ہوا۔ موضوع سے متعلق بات چیت ہوئی تو میں نے پرنسپل صاحب کو بریف کیا کہ فاروقی صاحب اپنے ادارہ قرآن اکیڈمی کی طرف سے ایسے طلبہ جو انٹرمیڈیٹ میں فرسٹ ڈویژن حاصل کر کے تھرڈ ائیر میں زیر تعلیم ہیں ان کو قرآن مجید کا ایک نسخہ تحفہ میں دینا چاہتے ہیں تا کہ گھر جا کر تلاوت کریں، منشائے خداوندی کو سمجھنے کی کوشش کریں اور اپنے قلب وذہن کو قرآنی نورانیت سے منور کریں۔ چونکہ ادارہ ہٰذا یعنی اپنے کالج میں علمی وادبی سرگرمیوں کے علاوہ تقریبات کا انچارج بھی تھا اس لیے یہ ذمہ داری مجھے سونپی گئی۔ پرنسپل صاحب نے کچھ احباب کے ساتھ مشورہ کرنے کے بعد فیصلہ کیا کہ صبح کی اسمبلی میں تقسیم قرآن کی بابرکت تقریب منعقد کی جائے اور اس میں انجینئر مختار حسین فاروقی صاحب خطاب بھی فرمائیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اس تقریب میں پروفیسر صاحبان اور طلبہ کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ شرکائے تقریب نے مختار حسین فاروقی صاحب کے اس جذبے اور کوشش کو خوب سراہا۔ اس طرح فاروقی صاحب سے میرا محبت، ادب، احترام، خلوص، شفقت، پیار، اپنائیت اور وابستگی کا سلسلہ شروع ہوا۔ کئی سالوں تک فاروقی صاحب میٹرک اور انٹرمیڈیٹ سے فرسٹ ڈویژن حاصل کرنے والے طلبہ اور پھر پوسٹ گریجویٹ کی طالبات میں قرآن کریم کے نسخہ جات تحفہ میں دیتے رہے۔ مجھے قرآن اکیڈمی میں وزٹ کرنے کی دعوت دی۔ میں نے مختلف شعبہ جات، لائبریری، آڈیٹوریم، مسجد اور دیگر کمرہ جات بھی دیکھے۔ وہاں میں نے مشورہ دیا کہ آپ مختلف مواقع پر تعلیمی اداروں کے طلبہ کے مابین علمی، ادبی مقابلہ جات کروائیں۔ حسن قرأت، نعت پاک، کلامِ اقبال کے لیے خصوصی تحریک کریں۔ انہوں نے کمال شفقت کا مظاہرہ

کرتے ہوئے حامی بھرلی۔ان پروگراموں کی ترتیب،انعقاداور دیگرامور میں مشاورت کے لیے کئی بار میرے گھر میں مختار حسین فاروقی صاحب،حاجی منظورانور صاحب،عبدالمجید کھوکھر صاحب اور یعقوب ابوالخیری صاحب تشریف لائے۔ایک دو مقابلہ جات میں بطور جج بھی میں نے شرکت کی۔باتیں تو بہت سی ہیں مگر کہاں تک سنو گے کہاں تک سنائیں والی بات ہے۔فاروقی صاحب نے فکرِاقبال کوفروغ دینے کے لیے بزمِ اقبال بنائی جس کے روح رواں حاجی منظورانور صاحب تھے۔میں نے بطور ممبر متعدد میٹنگ میں شرکت کی اور کئی بار اپنے خیالات کا اظہار کرنے کا موقع ملا۔لیکن جب بھی اس ادارہ میں گیا فاروقی صاحب اور دیگر رفقاء نے بے حد احترام و اکرام کیا۔فاروقی صاحب کا دیگر کاموں کے علاوہ ایک بہت بڑا کارنامہ''حکمت بالغہ'' کا اجراء ہے جس میں نہایت ہی وقیع و تحقیقی فکر پرور مضامین ومقالات ہوتے ہیں۔میری خوش قسمتی ہے کہ مجھے یہ ماہنامہ باقاعدگی سے گھر کے پتہ پر ملتا ہے۔کئی بار میری تحریریں بھی''حکمتِ بالغہ'' میں شائع ہوچکی ہیں۔ہر سال خصوصی شمارہ بھی شائع ہوتا ہے۔گفتگو کے تو میرے پاس کئی اور حوالے بھی ہیں لیکن میں دعا گو ہوں کہ جس مشن کو لے کر فاروقی صاحب نکلے تھے اس کی چمک اور فیض کبھی ماند نہ پڑے۔آخر میں ان کے درجات کی بلندی کی دعا کے بعد اتنا کہوں گا کہ یہ صاحبِ کردار شخص تھا ع خدا بخشے بہت سی خوبیاں تھیں مرنے والے میں

6 قیصر زبیری

کالم نگار روزنامہ جرأت لاہور۔(جھنگ)

وہ مولوی بھی اور طرح کے تھے انہوں نے کچھ سال پہلے علامہ اقبال کی نظموں ''شکوہ اور جوابِ شکوہ'' کے سو سال پورے ہونے پر ایک تقریب قرآن اکیڈمی میں منعقد کی اس میں لاہور،فیصل آباد اور سرگودھا سے''اقبالیات'' سے شغف رکھنے والے سکالرز بلائے گئے۔مقامی دانشور بھی مدعو تھے۔ہمارے عام علماء حضرات اپنی تقریروں اور خطبوں میں علامہ اقبال کے شعر تو پڑھتے ہیں لیکن ایسی تقریب کا انعقاد ان کے تصور میں بھی نہ آیا ہوگا۔یہ ایک منفرد موضوع پر منفرد تقریب تھی۔اس میں اقبالیات تحت اللفظ پڑھنے کا بھی ایک دور تھا۔بعد میں انہوں نے جھنگ کے سکولوں اور کالجوں کے طلبا میں بھی اقبالیات تحت اللفظ پڑھنے کا مقابلہ کرایا۔کچھ عرصہ بعد

انہوں نے ''یومِ اقبال'' پر ''اقبال اور قرآن'' کے موضوع پر ایک سیمینار کا اہتمام کیا۔ ہم قرآن اکیڈمی پہنچے تو معلوم ہوا کہ پروگرام منسوخ ہو گیا ہے۔ منتظمین میں سے ایک دو حضرات سے معلوم ہوا کہ اس پروگرام کے لیے حکومت نے اجازت نہیں دی۔ دفعہ 144 کو بہانہ بنایا گیا۔ ہم نے کالم لکھا ''اقبال اور قرآن پر بھی دفعہ چوالیس لگ گئی''۔ پابندی ناقابل فہم تھی۔ سیمینار اکیڈمی کے اندر ہونا تھا معلوم نہیں حکومت اقبال سے ڈر گئی یا قرآن سے! ہمارے خیال میں حکومتوں کو اقبال اور قرآن، دونوں سے ڈرنا بھی چاہیے کیونکہ قرآنی تعلیمات اور ان کی روشنی میں افکارِ اقبال ہمارے حکمرانوں کو ڈرا کر صحیح راستے پر آنے کے لیے مجبور کرتے ہیں۔

ے فلک نے ان کو عطا کی ہے خواجگی کہ جنہیں
خبر نہیں کہ روشِ بندہ پروری کیا ہے؟

اقبال چاہتے تھے کہ حکمرانوں کو روشِ بندہ پروری پر چلنا چاہیے اور قرآن بھی اللہ کے بندوں کے حقوق کو پورا کرنے کی تلقین کرتا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کا بھی فرمان ہے کہ ان راعیوں سے اپنی رعیت کے بارے سوال کیا جائے گا۔ خاتم الانبیاء وختم الرسل ﷺ کی ذات مبارکہ اور قرآن، دونوں سے اقبال کو عشق تھا۔ فاروقی صاحب کو اقبال سے عشق تھا تو اس لیے کہ اقبال کو قرآن اور صاحب قرآن ﷺ سے عشق تھا۔ اس لیے اس سیمینار کا موضوع تھا ''اقبال اور قرآن''۔ لیکن حکومت نے اجازت نہ دی۔ اس لیے کہ اقبال حکمرانوں کو جس روشِ بندہ پروری کی تلقین کرتا ہے وہ ان کی شکم پروری کے راستے کی بہت بڑی رکاوٹ ہے۔ پابندی اس لیے لگی کہ عوام قرآن اور اقبال کے حروفِ حق کو نہ سنیں اور اپنی شکم پروری کی خاطر خواجگی کے منصب پر دوڑ دوڑ کر آنے سے انہیں کوئی نہ روک سکے۔

فاروقی صاحب فنا فی القرآن تھے۔ فہم قرآن کے بحر بے کراں کے شناور تھے۔ تعلیماتِ قرآن کے جو گوہر آبدار نکال کر لاتے، تعلیم القرآن کے نام پر پروگراموں میں انہیں سامعین میں تقسیم کر دیتے۔ مختلف دورانیہ کے تعلیم القرآن کے کورسز سارا سال ان کی قرآن اکیڈمی میں چلتے رہتے۔ رمضان المبارک میں ان کا مستقل سلسلہ تھا کہ ہر چار رکعت تراویح میں قرآن پاک کا جو حصہ تلاوت کیا جاتا، اس کا خلاصہ بیان کرتے۔ بیس تراویح کے اختتام پر قرآن

کریم کے تلاوت کیے گئے حصہ پر قدرے مفصل بیان ہوتا۔اس کے بعد شرکاء کی چائے وغیرہ سے تواضع کی جاتی۔ یہ پروگرام جامع مسجد مولوی عبیداللہ محلّہ سلطان والا میں چلتا رہا جوان کی رہائش سے زیادہ دور نہیں تھی۔ ان کا گھر ہمارے موجودہ گھر کے قریب ہی تھا۔ وہ اپنے مقصد حیات، قرآن پاک کی تعلیمات کی ترویج واشاعت کو وسیع پیمانہ پر لانا چاہتے تھے۔اس کے لیے انہوں نے ٹوبہ روڈ پر لالہ زار کالونی میں ایک بڑا قطعہ اراضی خریدا اوراس پر قرآن اکیڈمی کی اپنی ڈیزائن کردہ شاندار عمارت تعمیر کرائی۔اس میں دیگر شعبوں کے علاوہ تقریبات کے لیے ہال، دارالمطالعہ اور ایک وسیع مسجد بھی تعمیر کرائی۔ رمضان المبارک میں نماز تراویح کے دوران اور بیس رکعات کے بعد درسِ قرآن بھی یہاں ہونے لگا۔ باقی پروگرام بھی باقاعدگی سے چلنے لگے۔ان کے ساتھ مخلص ساتھیوں کی ایک ٹیم تھی۔ حاجی منظور صاحب جو ایک قومی اخبار کے نمائندہ خصوصی تھے، اسے چھوڑ کران سے آملے۔ ہمارے ہیڈ ماسٹر بھائی ملک عبدالمجید صاحب ریٹائرمنٹ کے بعد اس انجمن سے منسلک ہوگئے۔نسیم سیال صاحب بھی محکمہ ٹیلی فون سے ریٹائر ہوگئے تو اس ٹیم کا حصہ بن گئے۔ اسی طرح اور حضرات نے فاروقی صاحب کے نصب العین میں ان کی معاونت کے لیے اپنے آپ کو وقف کردیا۔قرآن اکیڈمی، معروف دینی سکالر ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کی بنائی ہوئی انجمن خدا القرآن کا ایک بڑا مرکز بن گئی۔ فاروقی صاحب نے اپنے شہر میں آنے سے پہلے کراچی، ملتان اور کئی جگہوں پر قرآن مجید کے لیے عظیم خدمات سرانجام دیں۔ 2007ء انہوں نے قرآن اکیڈمی انجمن خدام القرآن کے زیر اہتمام ''حکمت بالغہ'' کے نام سے ایک گرانقدر علمی جریدہ کا اجراء کیا۔ اس کے علاوہ بھی فہم قرآن اور قرآنی تعلیمات کے فروغ کے لیے چھوٹے بڑے پمفلٹ شائع کرتے رہتے تھے۔ان کا انتقال دینی حلقوں کے لیے ایک سانحہ تھا۔ان کی نماز جنازہ میں ایک جم غفیر موجود تھا۔علما، دینی مدارس کے طلباء، دانشور، ان کی فکر سے متاثر حضرات کی ایک بہت بڑی تعداد تھی۔تنظیم اسلامی کے مرکزی نائب امیر بھی لاہور سے تشریف لائے تھے۔ ماشاءاللہ ان کے صاحبزادگان، ان کے مقصد حیات کو بعد از حیات بھی آگے بڑھانے والے ہیں۔امید ہے وہ ان کے صحیح معنوں میں جانشین ثابت ہوں گے۔ع آسماں تیری لحد پہ شبنم افشانی کرے

7

ڈاکٹر ہارون الرشید تبسم
اقبال کالونی سرگودھا

قرآن اکیڈمی جھنگ سے نے فون پر اطلاع ملی کہ انجینئر مختار فاروقی ۱۳؍ستمبر ۲۰۲۱ء بروز پیر ہمیں داغ مفارقت دے گئے۔ وہ روبصحت تھے صبح نماز فجر ادا کی، دوسری عبادات کی تکمیل کے بعد 8 بجے صبح اچانک طبیعت خراب ہوئی۔ ہارٹ اٹیک کی وجہ سے وہ اپنے مالک حقیقی سے جا ملے۔ اُنھیں 5 بجے شام بعد نماز عصر سپرد خاک کر دیا گیا۔

انجینئر مختار حسین فاروقی سے ''حکمتِ بالغہ'' اور ''ندائے خلافت'' کے ذریعے ملاقات کا سلسلہ ایک عرصہ جاری رہا۔ اُن سے جب بھی رابطہ ہوا اُنھیں نہایت شفیق، معاون اور اسلام دوست پایا۔ عصرِ حاضر میں انجینئر مختار حسین فاروقی ایسے احباب کا وجود غنیمت ہے جو فکرِ اسلامی کی ترویج کے لیے ہمہ وقت مصروفِ عمل رہتے ہیں۔ مختار حسین فاروقی نے یہ فریضہ ایمانداری اور دیانتداری سے انجام دیا۔ مشاہیرِ اسلام کے فرمودات عوام الناس تک پہنچانے کے لیے وہ سرگرداں رہتے۔ ڈاکٹر علامہ محمد اقبال کے فکر و فن پر اُن کے تحریر کردہ مضمون اقبال کے شاہینوں کے لیے جادۂ راہ ہیں۔ قومی زبان اُردو کے لیے علاوہ اُنھوں نے فارسی زبان کو بھی فروغ دیا کیوں کہ ہمارا علمی ادبی اور صوفیانہ ادب فارسی زبان میں مثلِ نگینہ آج بھی اپنی چمک دمک رکھتا ہے۔ جھنگ کے حوالے سے کئی کتب میں یہاں کی افادیت واہمیت کے بارے میں بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔

جھنگ صرف مائی ہیر کا شہر نہیں ہے بلکہ اس کا بڑا حوالہ یہاں کے اہلِ علم ودانش ہیں۔ جھنگ کے لیے بہت بڑی پہچان یہ ہے کہ اس نے پروفیسر ڈاکٹر طاہر القادری، مجید امجد، ڈاکٹر عبدالسلام، شیر افضل جعفری، پروفیسر صفدر سیال، صاحبزادہ رفعت سلطان، ڈاکٹر ناصر عباس نیر، ڈاکٹر وزیر آغا، شفیع ہمدم، محسن مگھیانہ، اشتیاق احمد، ڈاکٹر ملا خاں حیدری، پیر حبیب احمد، طالب حسین سیال اور ایسے ہی کئی دانشوروں کو متعارف کروایا۔ علم وادب کے اعتبار سے جھنگ اپنی انفرادیت رکھتا ہے۔ ڈاکٹر علامہ محمد اقبال کے فکر وفن پر جھنگ سے تعلق رکھنے والے بہت سے ماہرین اقبالیات نے کام کیا ہے۔ ''اقبال اور جھنگ'' اس ضمن میں اقبالیاتی ادب کا ایک اہم حوالہ ہے۔ فکرِ اقبال کی ترویج کے لیے بھی یہاں کام کرنے والوں کی کوئی کمی نہیں ہے۔

مختار حسین فاروقی عرصہ دراز سے اسلامی فکر و فلسفہ کی تبلیغ کے ساتھ ساتھ افکارِ اقبال کی نشر و اشاعت کا فریضہ بھی انجام دیتے رہے۔ وہ پیشے کے اعتبار سے انجینئر تھے لیکن علمی و ادبی حلقوں میں مختار حسین کی شناخت مختار فاروقی سے ہوئی۔ کھوکھر خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ وہ ۱۲ستمبر ۱۹۵۰ء کو جھنگ صدر میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۶۵ء کی جنگ کے ساتھ ہی اسلامیہ ہائی سکول جھنگ صدر سے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ ایف ایس سی، پری انجینئرنگ ۱۹۶۷ء میں اور بی ایس سی (سول انجینئرنگ) ۱۹۷۱ء میں پاس کی۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ میٹرک ۱۹۶۵ء کی جنگ اور بی ایس سی ۱۹۷۱ء کی جنگ کے استعارے میں اُن کی شخصیت کا قومی جذبوں سے تعلق جوڑتی ہے۔ انجینئر مختار فاروقی کی پیشہ ورانہ خدمات یادگار رہیں گی۔ اُنھوں نے تکنیکی خدمات کے ساتھ ساتھ ادبی خدمات کو اپنا ہم قدم بنائے رکھا۔ ممتاز ادبی سکالر ڈاکٹر انور سدید کی طرح وہ انجینئرنگ کے ساتھ ساتھ علم واَدب کی آبیاری بھی کرتے رہے۔ بحیثیت سول انجینئر رسول ۱۹۷۱ء تا ۱۹۷۷ء ایم ڈی پری کاسٹ بلڈرز پرائیویٹ لمیٹڈ لاہور، کراچی ۱۹۷۸ء تا ۱۹۸۷ء جبکہ ڈیرہ غازی خان، صادق آباد اور دیگر مقامات پر بطور سول انجینئر اُن کی خدمات کے نشانات موجود ہیں۔

انجینئر مختار حسین فاروقی نے جنوری ۲۰۰۷ء میں ''ماہنامہ حکمت بالغہ'' جاری کیا۔ علاوہ ازیں انجمن خدام القرآن (رجسٹرڈ) جھنگ کے صدر کی حیثیت سے اُنھوں نے تبلیغ دین کے لیے اپنی ذات کو وقف کر کے اپنے نام کو لامحدود کرلیا۔ جھنگ لالہ زار کالونی نمبر۲، ٹوبہ روڈ جھنگ میں قرآن اکیڈمی کا قیام اُن کا بہت بڑا کارنامہ ہے۔ وہ قرآن اکیڈمی کے زیرِ اہتمام مختلف اہم موضوعات پر تقریبات کا اہتمام کرتے رہے۔ پاکستان بھر سے مختلف دانش وروں کا ایک مرکز پر آنا انجینئر مختار فاروقی کا کارنامہ رہا۔ ''حکمتِ بالغہ'' میں فکرِ اقبالؒ کی کرنیں نمایاں نظر آتی ہیں۔ اقبالؒ کے فکر و فلسفہ کے مختلف پہلوؤں پر مضامین بہت بڑی اقبالیاتی خدمت ہے۔ ہفت روزہ ''ندائے خلافت'' لاہور ایک مدت سے اسلامی فکر و فلسفہ کے حوالے سے خدمات انجام دے رہا ہے۔ مرحوم اقتدار احمد نے ''ندائے خلافت'' جاری کر کے ایک بہت بڑا اسلامی کارنامہ انجام دیا۔ تنظیمِ اسلامی کا یہ مشن آگے بڑھانے میں جہاں حافظ عاکف سعید، ایوب بیگ مرزا، فرید اللہ مروت، شیخ رحیم الدین، محمد سعید اسد، رشید احمد چودھری کا کردار واضح ہے۔ اِسی طرح مختار فاروقی بھی اس کارِ نیک

میں شامل رہے۔''مطالعہ کلامِ اقبال'' کے نام سے کلامِ اقبال فارسی، اُردو میں ڈھالنے کا فریضہ بخوبی انجام دیا۔اقبال کو سمجھنے کے لیے اُن کا فارسی کلام پڑھنا بہت ضروری ہے۔مختار فاروقی یہ کام بڑی اسلوبی سے انجام دیتے رہے۔''ندائے خلافت'' اور''حکمتِ بالغہ'' ایک تحریک کا درجہ رکھتے ہیں۔اس نوعیت کا کام پیغامِ اقبال کو کونے کونے تک پھیلانے کا ذریعہ ثابت ہوگا۔

لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب وجگر　　　تا خلافت کی بنا، دنیا میں ہو پھر استوار

مختار فاروقی اپنی جنم بھومی جھنگ میں ہی ۱۹۹۸ء سے دینی خدمات انجام دیتے رہے۔ ۱۹۹۶ء میں حرمین شریفین کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔۲۰۰۸ء میں اُنھوں نے حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی۔ مکہ و مدینہ میں گزرے ہوئے لمحات اُن کی شخصیت میں انقلاب کا باعث ہوئے۔روح پرور مناظر نے اُن کے شعور پر گہرا اثر قائم کیا۔یہی وجہ ہے کہ ۱۹۹۸ء سے اُنھوں نے خود کو اسلام کی تبلیغ کے لیے وقف رکھا۔اُن کا ایک قابلِ ذکر سفر پشاور تا کابل ہے جب وہ ۱۹۹۸ء میں ۱۵ دن عازم سفر رہے۔سفر کی حسین یادیں اُن کی بہت سی تحریروں میں نظر آتی ہیں۔انسان جو کچھ دیکھتا ہے وہ اُس کی یادوں کا حصہ بن جاتا ہے۔اگر قرطاس وقلم سے تعلق رکھنے والا ایسے عمل سے گزرے تو بیتے لمحات قرطاس کا حصہ بن جاتے ہیں۔مختار فاروقی کی تحریروں میں اُن کے سفر نامے کی جھلکیاں نمایاں نظر آتی ہیں۔سفر وسیلۂ ظفر ہے۔مختار فاروقی نے بحیثیت سول انجینئر چترال تا کراچی، کوئٹہ سے کشمیر تک کے بہت سے علاقہ جات دیکھے۔تجربہ میرا اُستاد اور ٹھوکریں میری تعلیم کے مصداق اُنھوں نے عوام الناس کے لاتعداد مسائل کا مشاہدہ کیا۔سیاحت کا یہ تجربہ اُن کے تخلیقی شعور پر گہرے نقش چھوڑتا چلا گیا۔وہ مطالعہ کا گہرا شغف رکھتے تھے،اس لیے سیر وسیاحت نے اُن کے لیے خزینۂ معلومات کا اہتمام بھی کیا۔مختار فاروقی کو مختلف رسائل وجرائد میں طبع آزمائی کا شوق رہا۔''حکمتِ بالغہ'' میں تحریر کردہ اداریہ اُن کی فکری صلاحیتوں اور اسلوب کے آئینہ دار ہیں۔ اُنھوں نے تحریر کو مقصدیت کے سانچے میں ڈھالا۔تنظیمِ اسلامی سے وابستگی نے اُن کی دینِ متین سے محبت کو جلا بخشی۔اُن کی چھوٹی بڑی تصانیف کی تعداد بہت زیادہ ہے۔

احیائے فکرِ اقبالؒ،حکمتِ اقبال،نظریۂ پاکستان،اسلامی نظامِ حکومت،دوقومی نظریہ اور عشقِ رسول ﷺ،ایسے موضوعات پر مختار فاروقی کا قلم عقیدت سے رواں دواں رہا۔کلامِ اقبال

کی تفہیم کے لیے وہ بھرپور جدوجہد کرتے رہے۔ اقبال کے فارسی کلام کو اُردو میں ڈھالنے کا فریضہ بھی انجام دیا۔ اُمتِ مسلمہ کی کردار سازی اور دینِ متین پر عمل کرنے کی دعوت مختار فاروقی کا مشن تھا۔ پروفیسر ڈاکٹر طالب حسین سیال کی طرح مَیں بھی مختار فاروقی کے عزم و استقلال کا معترف ہوں کہ وہ اپنے لفظوں کو علامہ محمد اقبالؒ کے عمیق خیالات کے لیے وقف رکھتے۔ اُن کی شفقت سے ماہنامہ ''حکمت بالغہ'' راقم الحروف کو بھی بڑی باقاعدگی سے آج بھی ملتا ہے۔ ۹/اپریل ۲۰۱۷ء کو مختار فاروقی صاحب کی عزیز پروری سے جھنگ میں اقبال اور نظریۂ تعلیم کے حوالے سے منعقدہ تقریب میں شرکت کی دعوت ملی تھی۔ یہ تقریب نامساعد حالات کی بنا پر ملتوی کر دی گئی۔ اس تقریب کا دوبارہ انعقاد ۲۱/اپریل ۲۰۱۷ء ہوا۔ راقم الحروف (ہارون الرشید تبسم) کی بدقسمتی کہ وہ اس تقریب میں شریک نہ ہو سکا کیونکہ قومی کتب میلہ، اسلام آباد کی تقریبات کا دعوت نامہ پہلے موصول ہو چکا تھا۔ ۲۱/اپریل کو یومِ اقبال اور ۲۲/اپریل ۲۰۱۷ء کو یومِ کتاب کی تقریبات چائنہ سنٹر اسلام آباد میں منعقد ہوئیں۔ جھنگ میں منعقدہ تقریب کا حال ڈاکٹر طالب حسین سیال کے توسط سے پتا چلا۔ میرے محبّ و مربی، طالب حسین سیال، اقبالؒ شناسوں کی ٹیم کا حصہ ہیں۔ بعدازاں تقریب کی کیسٹ سننے کا موقع ملا۔

مختار حسین فاروقی فکرِ اقبالؒ کی روح سمجھتے تھے۔ خدا، خودی اور کائنات، ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ کی شاعری کی اہم موضوعات ہیں۔ مختار صاحب ''حکمتِ بالغہ'' کے ذریعے یہ پیغام عام کر رہے تھے۔ مَیں نے مختار فاروقی صاحب کی مشاورت سے ''حکمتِ بالغہ'' کے جن شمارہ جات میں اقبال شناسی کے حوالے سے مضامین زینت قرطاس ہوتے رہے، اُن پر میری ایک کتاب ''حکمتِ بالغہ اور اقبال شناسی'' ۳۰۴ صفحات پر مشتمل، ۲۱/اپریل ۲۰۲۰ء کو منظرِ عام پر آئی۔ اس پر اُنھوں نے اظہارِ تشکر کا نہ صرف خط لکھا بلکہ اپنی خوشی کا اظہار بذریعہ فون بھی کیا۔ اُن کی ایک کتاب ''جنوبی ایشیا میں مسلم بیداری کے سو سال'' کے دوسرے ایڈیشن کے بارے میں میرے تاثرات شامل ہیں۔ یہ کتاب جنوری ۲۰۱۲ء میں شائع ہوئی تھی۔ دوسرا ایڈیشن مئی ۲۰۱۸ء بمطابق شعبان ۱۴۳۹ھ کو منصۂ شہود پر آیا۔

جنوبی ایشیا میں اسلام کب طلوع ہوا؟ یہ ایک طویل کہانی ہے۔ اگر ہم مخزن اسرار ربانی،

مرکز انوار رحمانی، مصدر فیوض یزدانی، قاسم برکات ہمدانی، دانش برہانی کے اُسوۂ حسنہ کا مطالعہ کریں تو اشاعتِ اسلام کا راز سمجھ میں آجاتا ہے۔ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بشارت دی ''مجھے ہند کی جانب سے ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا محسوس ہوتی ہے'' جسے ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ نے لفظی جامہ یوں پہنایا

میرِ عرب کو آئی ٹھنڈی ہوا جہاں سے — میرا وطن وہی ہے میرا وطن وہی ہے

مختار حسین فاروقی کی کتاب کا عرصہ ۱۹۱۰ء سے ۲۰۱۰ء تک ہونے والی عالمی مغربی سپر طاقتوں کے زوال اور مسلم بیداری پر مشتمل ہے۔ مختار فاروقی نے ڈاکٹر علامہ محمد اقبال کے افکار سے بھرپور استفادہ کیا ہے۔ پہلا دور ۱۹۱۰ء سے ۱۹۳۸ء تک اور پھر ۱۹۳۸ء سے تا حال ہونے والی اسلامی بیداری تک پھیلا دیا ہے۔ ضمیمہ میں نوید خلافت، قربِ قیامت میں عالمی غلبہ اسلام کو احادیث کی روشنی میں پیش کیا ہے۔ ۱۹۱۰ء سے ۲۰۱۰ء تک دو عالمی جنگیں لڑی گئیں۔ پہلی عالمی جنگ ۱۹۱۴ء تا ۱۹۱۸ء تک اور دوسری عالمی جنگ ۱۹۳۹ء سے ۱۹۴۵ء تک جاری رہی۔ ان دونوں جنگوں میں مسلمانوں کو ابھرنے کا موقع ملا۔ مفکرین نے ان جنگوں کو مسلمانوں کے لیے Blessing in Disguise قرار دیا۔ ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ نے انجمن حمایت اسلام کے پلیٹ فارم سے امت مسلمہ کو آزادی کا پیغام دیا۔ ان کی عروق مردہ میں خون زندگی دوڑا دیا۔ ان کی نظم ''طلوع اسلام'' کے مطالعہ سے اقبال کی بصیرت کا پتا چلتا ہے۔

مختار فاروقی کی سوچ ایک ایسے انجینئر کی سوچ تھی۔ جو اعلیٰ انسانوں کی روحانی اور ثقافتی عمارت تعمیر کرنے کا خواب دیکھتے تھے۔ وہ برعظیم پاک وہند میں پاکستان کو عالم اسلام کا مرکز دیکھنے کے متمنی رہے۔ میری ذاتی رائے یہ ہے کہ آج ہمیں مختار فاروقی کی بصیرت سے استفادہ کرتے ہوئے خود پر فخر کرنا چاہیے۔ عالم اسلام کی پہلی اسلامی ریاست مدینہ ہے۔ ذرا غور کریں مدینہ طیبہ کا مطلب پاک جگہ، پاکستان کا مطلب پاک جگہ۔ وہ بھی اسلامی نظریاتی مملکت، یہ بھی اسلامی نظریاتی مملکت، مدینہ بھی کلمہ طیبہ کا ثمر اور پاکستان بھی کلمہ طیبہ کا تحفہ حسیں۔ مدینہ معرض وجود میں آیا ایک ہجرت کے نتیجہ میں، پاکستان منصۂ شہود پر آیا تو ایک ہجرت کے ثمر میں۔ مدینہ بھی رمضان شریف میں اور پاکستان بھی رمضان المبارک میں۔ گنبدِ خضریٰ کا رنگ سبز اور پاکستان کا پرچم بھی سبز۔ ادھر جنگ بدر تو ادھر ۱۹۶۵ء کا معرکہ۔ ادھر معرکہ اُحد تو اس طرف ۱۹۷۱ء کی جنگ۔

مدینہ میں غزوہ خندق تو پاکستان میں معرکہ کارگل۔ادھر فتح مکہ ہوئی تو ادھر فتح مکہ کی امید ہے۔

کریں گے اہلِ نظر تازہ بستیاں آباد　　مری نگاہ نہیں سوئے کوفہ و بغداد

انجینئر مختار حسین فاروقی کی اس کتاب کا اسلوب بہت سادہ ہے۔اُنھوں نے اپنا زاویۂ نظر قاری تک پہنچانے کے لیے ہر ممکن کوشش کی ہے۔اقبال کہتے ہیں:

میری نوائے پریشاں کو شاعری نہ سمجھ　　کہ میں ہوں محرمِ رازِ درونِ مے خانہ

اقبال کے مذکورہ اندازِ فکر کے مطابق مختار حسین فاروقی نے بڑے سادگی سے، سلاست سے اپنا موضوع نبھایا ہے۔

مختار فاروقی پاکستان کی نظریاتی سرحدوں کے امین تھے۔انھوں نے نہایت مثبت اندازِ فکر اپناتے ہوئے حالاتِ حاضرہ کو ''سوئے حرم'' لے کر چلنے کا عزم رکھتے تھے۔جیسا کہ علامہ فرماتے ہیں:

زندگی در جستجو پوشیدہ است　　اصل او در آرزو پوشیدہ است

مختار فاروقی بھی جستجو اور آرزوؤں کا خزینہ لیے پاکستان اور عالمِ اسلام کی بیداری کے لیے ہمہ وقت مصروفِ عمل رہے۔پاکستان عطیہ خداوندی ہے۔لیلۃ القدر کی تمام تر برکتوں اور رحمتوں کے ساتھ ۲۷ رمضان المبارک ۱۳۶۶ھجری بروز جمعرات پاکستان معرضِ وجود میں آنا عالمی تاریخ کا اہم واقعہ ہے۔قیامِ پاکستان نے دنیا کا نقشہ بدل دیا۔ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ کا خواب، قائداعظم محمد علی جناحؒ کی ولولہ انگیز قیادت نے شرمندہ تعبیر کر دیا۔قیامِ پاکستان سے اب تک پاکستان نے ہمیں سب کچھ عطا کیا ہے۔سوچنا یہ ہے کہ ہم پاکستان کو کیا دے رہے ہیں۔اپنی ذات کے غارِ حرا میں بیٹھ کر فیصلہ کرنا ہے کہ ہم روزانہ پاکستان کے لیے کیا کرتے ہیں؟اگر ہر پاکستانی روزانہ چھوٹی چھوٹی دو نیکیاں انجام دے تو پاکستان میں ۵۰ کروڑ نیکیاں جنم لے سکتی ہیں۔جس ملک میں اتنی نیکیاں چارسو بکھرنے لگیں اُس ملک کو کبھی کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا۔بس اتنا یاد رہے کہ جو حکومت تعلیم اور صحت کو کاروبار کے سانچے میں ڈھالنے کا موقع فراہم کرتی ہے وہ مستحکم نہیں رہ سکتی۔مختار فاروقی کی سوچ کا دھارا یہی رہا کہ ہم اسلامی جمہوریہ پاکستان کو نظریاتی پیرہن عطا کریں۔مجھے امید واثق ہے کہ مختار فاروقی کا یہ تحفہ ''جنوبی ایشیا میں مسلم بیداری کے سو سال''، نسلِ نو اور عوام الناس کی بیداری کا باعث ہوں گے۔

لہو برسا، بہے آنسو، لٹے راہ رو، کٹے رشتے
ابھی تک نامکمل ہے مگر تکمیل آزادی

انجینئر مختار حسین فاروقی کی اسلامی تحریک اہلِ وطن کے لیے مشعل راہ ہے۔ اُنھوں نے جھنگ میں بیٹھ کر دنیا بھر کے مسلمانوں کو ایک پلیٹ فارم پر لانے کی جو کوشش کی اُسے عملی جامہ پہنانے کی ضرورت ہے۔ وہ ہماری آنکھوں سے اوجھل ہوئے ہیں لیکن اُن کا تحقیقی اور تخلیقی کام اُنھیں ہمیشہ زندہ رکھے گا۔

8 پروفیسر احسان الرحمٰن

سابقہ چیرمین انگلش ڈپارٹمنٹ انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

سب کہاں کچھ لالہ وگل میں نمایاں ہوگئیں
خاک میں کیا صورتیں ہونگی کہ پنہاں ہوگئیں

انجینئر مختار فاروقی صاحب کی شخصیت نے مجھے حکمت بالغہ کی طرف ایسا کھینچا کہ کھنچتا ہی چلا گیا عالم اسلام کے ماضی اس کے سنہری دور کی یادیں ہوں، حال کے مسائل ناگفتہ بہ ہوں یا مستقبل کے حوالے سے ویژن اور مشن ہو، کفار کی فتنہ سازیاں ہوں یا اپنے حکمرانوں کی بے وفائیاں ____ محترم کی عبقریت ان سب پر پوری دسترس علم اور حکمت سے حاوی تھی۔ آپ سے ملاقات کا شرف تو مجھے حاصل نہ ہوسکا، حسرت ہی رہی مگر آپ کے قلم سے نکلے دریا میں کتنے ہی بار غوطہ زن ہونے کا موقع ملا اور ''یار زندہ صحبت باقی'' کی امید پر زندگی چلتی رہی مگر زندگی کی بے وفائی کا کیا کہئے اچانک ان کی رحلت کا مژدہ حیران و پریشان کر گیا ان کی جدائی کا ملال تو ایک طرف مگر یہ احساس کہ جس گہرائی، حکمت اور دلائل کے ساتھ امت کا کیس لڑ رہے تھے اس کا کیا بنے گا۔ میں دست بدعا ہوں کہ اللہ برخورداران کو یہ توفیق عطا فرمائے اور ان کے درجاتِ عالیہ میں اضافہ فرمائے۔ آمین یارب العالمین۔

سلام اور ملاقات کی امید کے ساتھ اللہ حافظ

9
ڈاکٹر شفیق عجمی
سابق صدر، شعبہ اردو، جی سی یونیورسٹی، لاہور

بجھتے جاتے ہیں چراغ

مرحوم مختار حسین فاروقی (12 ستمبر 1950ء-13 ستمبر 2021ء) کے ساتھ راقم کا کوئی دیرینہ تعلق نہیں تھا اور نہ ہی اس تعلق میں کبھی کوئی میل ملاقات کی صورت ہی پیدا ہوئی۔ البتہ یہ احساس ضرور تھا کہ جیسے وہ مدتوں سے دل کے قریب رہے ہوں۔ پروفیسر بشیر بدر نے مومنؔ کی زمین میں کہی گئی اپنی غزل کے ایک شعر میں شاید ایسی ہی کسی کیفیت کو گرفت میں لینے کی کوشش کی ہے: ؎

گفتگو ان سے روز ہوتی ہے
مدتوں سامنا نہیں ہوتا

فون پر گفتگو کے دوران بھی محسوس ہوتا تھا کہ وہ روبرو بیٹھے ہیں اور بات چیت جاری ہے حالانکہ ان کی کوئی تصویر بھی کبھی نظر سے نہیں گزری، حتیٰ کہ ان کے اپنے رسالے میں بھی نہیں۔ لگتا ہے کہ وہ تصویر کشی کے قائل نہیں تھے۔ رسالے میں تبصرۂ کتب کے سیکشن میں اگر کسی کتاب کے ٹائٹل پر کوئی تصویر ہوتی تو چہرہ سپاٹ کر دیا جاتا۔

مرحوم کے ساتھ اس پرخلوص تعلق کا آغاز دو سال قبل ستمبر 2019ء کے کسی دن، اُن کی فون کال سے ہوا۔ انھوں نے بتایا کہ بزمِ اقبال کے دوستوں سے آپ کا رابطہ نمبر حاصل کیا اور اس کی ضرورت اس لیے پیش آئی کہ ''حکمت بالغہ'' کا آئندہ شمارہ ''ڈاکٹر محمد رفیع الدین کی اقبال شناسی'' پر شائع کیا جا رہا ہے۔ مجھے یاد پڑتا ہے کہ انھوں نے ڈاکٹر رفیع الدین کے صاحبزادے صلاح الدین محمود صاحب کا تذکرہ بھی کیا۔ ڈاکٹر محمد رفیع الدین کی اقبال شناسی راقم کے ڈاکٹریٹ کا موضوع تھا اور یہ مقالہ 2010ء میں بزمِ اقبال کی جانب سے شائع بھی ہو چکا ہے۔ وہ رسالے کی خصوصی اشاعت کے لیے اس تحقیقی مقالے کے حصول کو ضروری خیال کرتے تھے۔ ان کی خواہش کو دیکھتے ہوئے کتاب ان کو ارسال کر دی گئی جس سے انھوں نے استفادہ بھی کیا۔ خصوصی اشاعت میں اس کا اشتہار بھی شائع کیا جسے صفحہ 246 پر ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔ یہ ضخیم شمارہ مجھے اعزازی طور پر ارسال کیا گیا اور اس کے بعد سے آج تک ہر شمارہ باقاعدگی سے موصول ہوتا

رہا ہے۔ راقم نے ''حکمت بالغہ'' کی خصوصی اشاعت پر ایک مختصر تبصرہ بھی انہیں بھیجا جسے انھوں نے بلا کم و کاست اگلے شمارے (دسمبر 2019ء) میں شائع کیا:

''حکمت بالغہ'' کا تازہ شمارہ موصول ہوا۔ ڈاکٹر رفیع الدین کے ایک طالب علم اور ریسرچر کی حیثیت سے میرے لیے اس کی خاص اہمیت ہے۔ البتہ چند نکات پر آپ کی توجہ درکار ہے:

1۔ دراصل علامہ اقبال اور ڈاکٹر محمد رفیع الدین (علمی و فکری تقابل) میرے ڈاکٹریٹ کا مقالہ ہے، تالیف نہیں جیسا کہ 246 کے اشتہار میں لکھ دیا گیا ہے۔

2۔ مذکورہ تصنیف کے پچاس صفحات کو شمارے میں شامل کیا گیا ہے جو تلخیص نہیں انتخاب کے زمرے میں آتا ہے۔

3۔ مشمولہ حصوں کے حواشی و حوالہ جات کو حذف کر دیا گیا ہے جو تحقیق کی اساس ہیں اور قاری ماخذ جاننے سے محروم رہتا ہے۔ ایسی صورت جس تحقیق اور محقق کے بارے میں کوئی حتمی رائے قائم کرنا ممکن نہیں رہتا۔

مندرجہ بالا معروضات کی اہمیت آپ سے بڑھ کر کون جان سکتا ہے۔ یہ شکایت نہیں وضاحت ہے اور امید ہے کہ آئندہ شمارے میں اسے شائع کیا جا سکے گا۔ شکریہ

آخری بار ان کی آواز ان کی وفات سے ٹھیک چار روز قبل سنی، لہجہ ہمیشہ کی طرح پرجوش اور پرخلوص، گفتگو مختصر اور بامقصد۔ کتاب دوستی کو اس تعلق کی بنیاد اور اقبال شناسی کو دلچسپی کا مشترکہ موضوع قرار دیا جا سکتا ہے۔ انھوں نے بتایا کہ وہ آئندہ شمارہ ''فلسفہ خودی'' کے حوالے سے شائع کر رہے ہیں۔ تازہ تحریر کے ساتھ ساتھ انھیں ڈاکٹر رفیع الدین کا کتابچہ ''پاکستان کا مستقبل'' بھی درکار تھا۔ راقم نے تعمیل کی یقین دہانی کرائی۔ اس تعلق کا آغاز کتاب سے ہوا اور کتاب ہی پر اپنے اختتام کو پہنچا۔

مرحوم کے ساتھ ہونے والی ہر گفتگو کے بعد یہ خیال آیا کہ اپنی ذات کے حوالے سے بات کرنا، شاید انھیں پسند نہیں تھا۔ ہمیشہ بات کسی علمی نکتے سے شروع ہوتی اور علمی نتیجے پر ختم ہو جاتی۔ حقیقت یہ ہے کہ ان کے لیے اپنی ذات سے زیادہ اہم وہ علمی و فکری تحریک تھی جس کا علَم انھوں نے اپنی پوری زندگی میں بلند کیے رکھا۔

وہ برصغیر میں اسلامی فکر کی روایت میں اقبال اور ڈاکٹر محمد رفیع الدین کی علمی خدمات

کے معترف تھے۔ ڈاکٹر اسرار احمد مرحوم کی طویل رفاقت نے ان کے اندر ان دونوں اصحاب کے حکیمانہ افکار سے گہری وابستگی پیدا کر دی تھی، جس کی جھلک 2007ء میں جاری ہونے والے ''حکمت بالغہ'' کے ہر شمارے میں دیکھی جاسکتی ہے۔ ''حکمت بالغہ'' نے اپنی اشاعت کے چودہ برسوں میں چودہ خصوصی نمبر شائع کیے جو علمی رسائل کی روایت میں کسی علمی معرکے سے کم نہیں۔ ان خصوصی اشاعتوں پر بھی اقبال اور ڈاکٹر رفیع الدین کے افکار کی گہری چھاپ محسوس کی جاسکتی ہے۔ نومبر 2019ء کی خصوصی اشاعت کا عنوان: ''ڈاکٹر محمد رفیع الدین کی اقبال شناسی'' ہے۔ یہی وہ خصوصی نمبر ہے جو مرحوم کے ساتھ راقم کے تعلق کا باعث بنا۔

اس اشاعت کے پہلے سو صفحات حضرت علامہ کی حیات اور اسلامی نشاۃ ثانیہ کے لیے ان کی مساعی کا احاطہ کرتے ہیں۔ دوسرا حصہ ڈاکٹر رفیع الدین کے تعارف، شخصیت اور تصانیف سے متعلق ہے۔ اسی حصے میں ڈاکٹر صاحب کی اقبال شناسی کے حوالے سے قابل قدر مباحث شامل ہیں، جن میں سے بیشتر راقم کے تحقیقی مقالے سے اَخذ کیے گئے ہیں۔

نومبر 2020ء کے شمارے کو اب تک کی آخری خصوصی اشاعت سمجھا جانا چاہیے جو کہ اقبال اور محمد علی جناح کے پاکستان اور اس کے استحکام پر مبنی ہے۔ جنوبی ایشیا میں مسلم بیداری کی مختلف تحریکوں کے تناظر میں اقبال اور جناح کی سیاسی فکر اور ایک آزاد مسلم ریاست کے لیے ان کی عملی جدوجہد کا نقشہ پیش کرتی ہے۔

راقم کو ان کے ہر خصوصی شمارے کے آغاز میں دیے گئے ''مشمولات'' کا ادھورا پن ہمیشہ کھٹکتا تھا کیونکہ اس میں عنوانات کا اندراج نظر آتا ہے لیکن صاحب تحریر کا نام دینا کبھی ضروری خیال نہیں کیا گیا۔ شاید اس کی ایک وجہ یہ بھی رہی ہوگی کہ رسالے کے اکثر مضامین، مرحوم فاروقی صاحب کے زورِ قلم کا نتیجہ ہوتے تھے۔ پھر جیسا کہ پہلے نشاندہی کی جاچکی ہے کہ تحقیقی مضامین کے آخر میں مصادر و مراجع کو شائع کرنا بھی ان کے نزدیک لازم نہیں تھا۔

مرحوم نے اختلافی نقطۂ نظر کے نتیجے میں پیدا ہونے والی CONTROVERSY سے بچنے کا حل یہ تلاش کیا تھا کہ ایسی تحریروں کی اشاعت سے گریز کیا جائے۔ حتیٰ کہ ایسے مکاتیب کو بھی اسی سلوک کا مستحق سمجھا جاتا۔ راقم کا ایک مکتوب بھی اسی پالیسی کی زد میں آیا حالانکہ اس

میں بظاہر کسی اختلافی شدت کا اظہار نہ تھا۔ ملاحظہ فرمایے

''بلاشبہ حکمت بالغہ، علامہ اقبال، ڈاکٹر محمد رفیع الدین اور ان کے کاروانِ علم وفکر سے وابستہ دیگر اصحاب کی علمی وفکری کاوشوں کے فروغ کا ایک اہم مرکز ثابت ہو رہا ہے۔ اس ضمن میں مکرمی مختار فاروقی صاحب اور ان کے رفقاء کی بے لوث اور انتھک جدوجہد لائق تحسین ہے۔

ڈاکٹر رفیع الدین کی اقبال شناسی کے حوالے سے ''حکمت بالغہ'' کی خصوصی اشاعت (نومبر 2019ء) بھی دراصل ایک علمی کارنامہ ہے جسے علم دوست شخصیات نے بجا طور پر سراہا ہے۔ حالیہ شمارے (مارچ 2020ء) میں ڈاکٹر طالب حسین سیال، ڈاکٹر محمد امین، عبدالمتین اخونزادہ، محمد الیاس کھوکھر، عبدالرشید ارشد اور پروفیسر اعظمی کے خیالات حوصلہ افزاء ہیں۔

ڈاکٹر محمد امین صاحب نے البتہ ڈاکٹر رفیع الدین کی اقبال شناسی کے حوالے سے جو سوالات اٹھائے ہیں راقم ڈاکٹر رفیع الدین کے ایک طالب علم کی حیثیت سے ان کی جواب دہی ضروری خیال کرتا ہے۔ اقبال شناسی کی عالمی روایت اپنی ایک صدی کی تکمیل کے بعد دوسری صدی میں داخل ہو چکی ہے، جس میں مشرق ومغرب کے نامور محققین و مستشرقین کی کاوشوں سے اہل نظر آگاہ ہیں۔ راقم نے اس روایت کا ایک اجمالی جائزہ ''اقبال شناسی عالمی تناظر میں'' کے عنوان سے مرتب کیا ہے۔

برصغیر میں اقبال شناسی کی مستحکم روایت ایک تسلسل کے ساتھ آگے بڑھ رہی ہے۔ برصغیر کے اقبالیاتی ادب میں اب تک جن چار کتب کو ''کلاسیک'' کا درجہ حاصل ہے ان میں روحِ اقبال (ڈاکٹر یوسف حسین خان)، اقبال نئی تشکیل (عزیز احمد)، فکرِ اقبال (ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم) اور حکمتِ اقبال (ڈاکٹر رفیع الدین) شامل ہیں۔

صرف یہ مقداری فیصلہ کافی نہیں کہ ڈاکٹر رفیع الدین نے فکر اقبال پر فقط ایک کتاب تصنیف کی ہے۔ افسوس کہ یہ فیصلہ دیتے ہوئے ''حکمت اقبال'' کے معیار اور ڈاکٹر رفیع الدین مرحوم کے علمی مقام کو پیش نظر نہیں رکھا گیا۔ ۔ ۔ یہ فیصلہ بھی ڈاکٹر مرحوم کا ہے اور جس کا وہ فخر کے ساتھ اعلان کرتے ہیں کہ ان کے افکار فکر اقبال کی توضیح وتشریح کی حیثیت رکھتے ہیں (دیکھئے دیباچہ حکمت اقبال)۔ حالانکہ عالمی سطح کے فلسفہ دانوں، جن

میں سابق صدر جمہوریہ ڈاکٹر رادھا کرشنن، سیّد ظفر الحسن، پروفیسر ولیم للّی اور وارن سٹینکرس نے ڈاکٹر صاحب کے فلسفہ، داعیہ الیٰ العین (URGE FOR IDEAL) کو طبع زاد قرار دیا ہے۔

ڈاکٹر امین صاحب اگر غور سے راقم کے مقالہ (علامہ اقبال اور ڈاکٹر محمد رفیع الدین _ علمی وفکری تقابل) کا مطالعہ فرمائیں تو ان کی ڈاکٹر صاحب کی اقبالیاتی کاوشوں سے متعلق معلومات میں اضافہ ہوگا۔ حکمت اقبال کے علاوہ ڈاکٹر صاحب کے اقبال پر مطبوعہ مقالات کی تعداد پانچ ہے اور کانفرنسوں میں پڑھے جانے والے مقالات بھی اقبال سے INSIPIRATION کا نتیجہ ہیں۔

ڈاکٹر رفیع الدین کی عمر بھر کی علمی وفکری کاوشوں کا حاصل ان کا تصور، جدید علوم کی اسلامی تشکیل (ISLAMIZATION OF THE KNOWLEDGE) ہے جو بتمام وکمال اقبال کے تصورِ تعلیم کی توسیع پر مبنی ہے جس کی اساس پر وہ "THE HOLY QUR'AN UNIVERSITY OF SCIENCES" قائم کرنے کے خواہش مند تھے اور اس کا ایک خاکہ بھی مرتب کر چکے تھے۔

ڈاکٹر امین صاحب کے نزدیک ڈاکٹر محمد رفیع الدین کی فکر وشخصیت کا مرکزی نکتہ مغربی فکر وتہذیب کا مدلل رد تھا لیکن وہ اس حقیقت کو فراموش کر گئے کہ یہ نکتہ بھی ان کو حضرت علامہ کی دین تھا۔

ڈاکٹر محمد رفیع الدین کے بعد تو بیشتر مذہبی رہنماؤں نے مغربی تہذیب کے استرداد کو ایک سیاسی نعرے کے طور پر استعمال یا اختیار کیا لیکن اپنی اولادوں کو اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے اسی ''ملحد مغرب'' کی آغوش میں دے دیا۔''

10

ریاض احمد چودھری
ڈائریکٹر بزم اقبال لاہور

انجینئر مختار فاروقی کی حیات وخدمات

ہمارے محترم دوست، عظیم سکالر، انجینئر مختار حسین فاروقی مدیر اعلیٰ ماہنامہ حکمت بالغہ، ڈائریکٹر قرآن اکیڈمی جھنگ، پیر کی صبح اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ ۔

محترم فاروقی صاحب نے بحیثیت سول انجینئر پاکستان میں کئی مقامات پر خدمات انجام دیں۔ وہ گوادر سے لاہور تک اور گلگت سے کراچی تک سارے ملک میں بارہا سفر کر چکے تھے اور پاکستان کے مختلف حصوں میں بسنے والے لوگوں کی تہذیب وتمدن اور رہن سہن سے بخوبی آگاہ تھے۔ انہوں نے بارہا قرآن اکیڈمی جھنگ کے آڈیٹوریم میں علامہ اقبال کے افکار کے بارے میں اہم تقریبات کا اہتمام کیا۔ 2007ء میں علامہ اقبال، قائداعظم اور قرآن کے افکار کے اِبلاغ کے لیے ماہنامہ حکمت بالغہ جاری کیا، جواب تک باقاعدگی سے شائع ہو رہا ہے اور ملک وقوم اور دین اسلام کی بھرپور خدمت انجام دے رہا ہے۔ فاروقی صاحب مرحوم سے راقم الحروف کی چار روز پہلے فون پر بات ہوئی تو وہ میری خیریت دریافت کر رہے تھے، فرما رہے تھے کہ میں بزمِ اقبال سے تعلق رکھنے والے علم دوست اور صاحب فکر دوستوں سے گزارش کروں کہ وہ ماہنامہ حکمت بالغہ کے لیے بھی کچھ لکھیں، وہ میری جلد صحت یابی کے لیے بھی دعا گو تھے، ان کی باتوں سے یہ معلوم ہی نہیں ہوتا تھا کہ وہ اتنی جلدی اپنے خالق حقیقی سے جاملیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا کرے ان کے صاحبزادوں اور دیگر اہل خانہ کو یہ صدمہ برداشت کرنے کی ہمت اور سکون عطا فرمائے۔ مختار حسین فاروقی مرحوم کا سانحۂ ارتحال ملک وقوم اور دینی حلقوں کے لیے دکھ اور صدمے کا باعث رہے۔

مختار حسین فاروقی مرحوم اپنے جریدے حکمت بالغہ میں لکھتے ہیں کہ انہوں نے جھنگ پوسٹ گریجویٹ کالج سے 1967ء میں انٹرمیڈیٹ (پری انجینئرنگ) کر کے UET لاہور میں داخلہ لیا۔ اپنے گھریلو دینی ماحول، ذہنی ہم آہنگی اور سکول وکالج کلاس فیلو دوستوں کے اثرات سے لاہور میں جلد ہی ڈاکٹر اسرار احمد سے رابطہ ہو گیا تھا۔ غالباً ان سے پہلی ملاقات 4 جنوری 1968ء کو ان کے مکان واقع کرشن نگر (حال اسلام پورہ) میں ہوئی تھی۔ اس وقت نہ انجمن خدام القران لاہور قائم ہوئی تھی نہ تنظیم اسلامی تھی۔ سمن آباد میں ایک ہفتہ وار درسِ قرآن ہوتا تھا اس میں شرکت کے لیے ڈاکٹر صاحب نے دعوت دی اور یہ اس میں شریک ہوتے رہے۔ بعد میں یہ درسِ مسجد خضراء سمن آباد اور پھر وہاں سے مسجد شہداء شاہراہ قائداعظم منتقل ہوا۔ بعد ازاں قرآن اکیڈمی ماڈل ٹاؤن اور کچھ وقفے کے بعد قرآن آڈیٹوریم لاہور میں منتقل ہو گیا۔ یہ سلسلہ اب ان کی وفات کے

بعد ان کے فرزند ارجمند ڈاکٹر عارف رشید جاری رکھے ہوئے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ ’’UET کی لائبریری سے استفادہ کرتے رہے بلکہ فارغ وقت عموماً لائبریری ہی میں گزارتے تھے۔ انجینئرنگ کی درسی کتب کے علاوہ اضافی مطالعہ کے ساتھ ساتھ دینی مذہبی کتب کا مطالعہ مستقل معمول میں شامل رہا۔ 1968ء کے اوائل میں ہی لائبریری سے ڈاکٹر محمد رفیع الدین صاحب کی کتاب ’’قرآن اور علم جدید‘‘ لی اور مطالعہ کر رہے تھے کہ اس کتاب کے مندرجات سے کئی سوالات کے جوابات مل گئے اور کئی نئے سوالوں نے جنم لیا۔ بالآخر خواہش پیدا ہوئی کہ اس کتاب کے مصنف سے ملا جائے۔ ڈاکٹر اسرار احمد سے ایک ملاقات میں ’’قرآن اور علم جدید‘‘ کے مطالعے اور صاحب کتاب ڈاکٹر رفیع الدین سے ملاقات کی خواہش کا تذکرہ ہوا تو انہوں نے مصنف سے اپنے ذاتی مراسم اور تعلقات کی بنا پر ملاقات کی سبیل پیدا فرما دی۔ ڈاکٹر رفیع الدین سے ملاقات جولائی 1968ء ان کی رہائش گاہ پر ہوئی تھی۔ اس ملاقات میں کافی سوالات زیر گفتگو رہے۔ اسی ملاقات میں انہوں نے پہلا شمارہ ISLAMIC EDUCATION بھی عطا فرمایا جو میرے پاس اب تک محفوظ ہے۔ ان کے پاس کچھ وقت کم تھا۔ ملاقاتوں کا یہ سلسلہ چند ملاقاتوں تک پھیل گیا۔ ان کی دوسری کتابوں سے بھی تعارف حاصل ہوا۔ مرحوم کا کہنا تھا کہ تعلیم کے دوران ہوسٹل میں قیام کی وجہ سے انہوں نے ڈاکٹر محمد رفیع الدین کی تمام کتابیں مطالعہ کر لی تھیں۔ ڈاکٹر رفیع الدین اور ڈاکٹر اسرار احمد کی وساطت سے علامہ اقبال سے ذہنی تعلق قائم ہوا جو آخری وقت تک قائم رہا۔ 1987ء میں کراچی سے کاروبار سمیٹ کر واپسی ہوئی تو کئی جگہ پیشہ وارانہ مصروفیات رہیں، مگر اس دوران دینی مصروفیات بھی ساتھ ساتھ رہیں۔ جولائی 1998ء میں دوبارہ جھنگ آیا تو وہاں قرآن مجید کی تعلیمات کے فروغ کے لیے انجمن خدام القرآن جھنگ کی تشکیل ہوئی۔ 2002-03ء میں اکیڈمی کی عمارات پایہ تکمیل کو پہنچیں تو باقاعدہ دینی کام بہتر انداز سے شروع ہو گیا جو الحمدللہ اب تک جاری ہے‘‘۔

11 عبدالمتین اخونزادہ
آرگنائزر مجلس دانش و فکر، کوئٹہ

زندگی مختصر ہے وقت فرصت نہیں ملتی ہے۔ علمی و فکری کاموں میں مصروف احباب و

اداروں کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے خیالات واحساسات اور جذبات ودانش مندی کا میکنزم تشکیل دینے میں سنجیدگی وفکری مکالمے کے سلسلے میں ایک دوسرے سے بروقت اور برمحل استدلال ومعاونت فرمائیں۔ زمانہ طالب علمی سے جس فکری ونظریاتی ترقی کے لئے کوشاں ہیں اس میں 2015ء سے معروف مصنف ومعتبر سکالر ڈاکٹر محمد رفیع الدین مرحوم کے افکار وتصورات اور زندہ سوالات کے جوابات فراہم کرنے کی ضرورت کے طور پر نئے پیراڈایم میں عمرانی وسماجی شعور کی بیداری اور انسانوں کی عالمی انسانی سوسائٹی کے لئے نئے زمانے کے بدلتے ہوئے رجحانات و ترجیحات میں دانش مندی سے عقیدت واحترام کے ساتھ ساتھ تہذیبی اور ارتقائی مراحل میں بھرپور شرکت وجدوجہد کے لئے خدوخال اور میکنزم تشکیل دینے میں سنجیدگی سے مصروف عمل ہیں اور بعض اوقات وقت ووسائل کی کمی کے باعث انتہائی معتبر ومعروف افراد سے ملاقات بھی نہیں ہو پاتی ہے کہ وقتِ اجل سر پر آجاتا ہے ایسی ہی دردناک اطلاع آج جھنگ کے قرآن اکیڈمی سے احباب نے انجینئر مختار حسین فاروقی صاحب کے انتقال پر ملال کی دی ہے۔

جناب انجینئر مختار حسین فاروقی صاحب درد دل رکھنے والے فکر مند شخصیت تھے۔ میری ان سے فون پر گفتگو ہوتی رہی۔ ملاقات کی خواہش پوری نہیں ہوئی۔ ابھی ہم جون 2021ء میں جھنگ جانے کے لئے اسلام آباد سے کمربستہ ہوگئے تھے جہاں مرحوم مختار فاروقی صاحب سے ملاقات اور ان کے زیر انتظام قرآن اکیڈمی جھنگ کا تفصیلی جائزہ مطلوب تھا وہی مستقبل بینی اور مستقبل گیری کے ساتھ جھنگ ہی کے نامور شخصیت جناب گوہر صدیقی صاحب مرحوم کی دعائے مغفرت وتعزیت کے لئے ان کے گرانقدر صاحب زادے کمانڈر صہیب صاحب کے پاس حاضر ہونا تھا مگر میری کوشش اور استاد محترم جناب پروفیسر ڈاکٹر محمد عارف خان صاحب کے خواہش کے باوجود وہ سفر ممکن نہیں ہوسکا یوں انجینئر مختار فاروقی صاحب دنیا سے کوچ کر گئے۔ ہم سب نے بالآخر مالک ارض وسما کے پاس حاضر ہونا ہے خوش قسمت ہے وہ شخص وہ مرد وعورت اور وہ جوان وبزرگ جو جناب مکرم گوہر صدیقی صاحب اور جناب انجینئر مختار فاروقی صاحب کی طرح بھرپور توانائی وفکری زندگی گزار کر مالک دوجہاں کے پاس حاضری دیں۔

12
حافظ محمد عمیر الغزالی
چیئر مین پاکستان ذمہ دار شہری تنظیم، جھنگ

ایک دن مجھے معلوم ہوا کہ اس سال جامع مسجد عبید اللہ المعروف سلطان والی مسجد میں میرے والد گرامی مولانا ذوالفقار علی نقشبندی تراویح کے بعد درس قرآن دیں گے کیونکہ وہاں پر مسند درس پر سالوں سے مسند نشین شخصیت نے اپنی اکیڈمی بنائی ہے اب نماز تراویح کے بعد درسِ قرآن کی مسند وہاں سجے گی تو دل میں اشتیاق پیدا ہوا کہ آخر وہ کون شخصیت ہے جس کو میرے والد گرامی باقی علماء کی نسبت زیادہ رغبت سے اور محبت سے یاد کرتے ہیں تو ایک دن چوہدری ناصر علی صاحب نے بتایا کہ وہ شخصیت ہمارے مرکز آ رہی ہیں اس وقت عاجز کی عمر صرف اور صرف بارہ سال تھی۔ فجر کی نماز کے بعد سر پر رومال باندھے سفید لمبی گھنی داڑھی جو قد وقامت کو خوبصورت بنائے ہوئے تھی۔ سفید لباس میں ملبوس نورانی چہرے والی شخصیت ناصر بھائی کے ہمراہ ہمارے مرکز کے دفتر میں موجود تھی۔ ابا جان نے کہا ان سے ملو یہ ہیں انجینئر مختار حسین فاروقی۔ ایک ہلکی سی مسکراہٹ سے فاروقی صاحب نے مصافحہ کیا اور وہ منظر ہمیشہ کے لیے میرے دل میں نقش ہو گیا۔ ایک وقت ایسا بھی آیا کہ عاجز کو خلافت کے احیاء اور اعلائے کلمۃ الحق کی جدوجہد کی سوچ اور اپنے شیخ مولانا سلیم اللہ خان غازی کی راہنمائی اور دیگر خاص راہنمائیوں کے ذریعہ پیدا ہوئی۔ اس دوران ناصر بھائی پھر ہمارے آفس میں آئے اور عاجز کو دعوت دینے لگے کہ آپ کو فاروقی صاحب سے کورس کرنا چاہیے میں نے اپنے پانچ رفقاء کے ساتھ اس کورس میں شرکت کی تمام مصروفیات کو ترک کیا مگر دورۂ سندھ کو ترک نہ کر سکا مگر فاروقی صاحب کی مہربانی تھی کہ انہوں نے مجھے برداشت کیا کیونکہ وہ اصول پرست اور سخت منتظم تھے اور دوران کورس فرمایا کرتے تھے اللہ آپ سے کام لے گا بس آپ محنت کریئے گا اللہ آپ کو ضرور قبول کرے گا۔ ان کے الفاظ ’’ہمارا دور ختم ہو چکا، اب آپ کا دور ہے‘‘ دل میں بیٹھ گئے۔

قرآن کا درس وہ ایسے دیتے تھے کہ قرونِ اولیٰ کے مفسرین کی یاد تازہ کرتے تھے۔ ڈاکٹر اسرار احمد مرحوم کے بعد اگر ان کے تلامذہ میں اس قدر جامع ملکہ دیکھا تو وہ استاد مرحوم کے اندر دیکھا۔ علم وعمل کی سچی اور گہری تصویر اور سراپا اخلاص اور مشن سے محبت کرنے والے عظیم انسان آج اس دنیا میں نہیں ہیں۔ ان کے انتقال کی خبر سن کر دل غم سے ڈوب گیا اور ایسے محسوس ہوا

کہ جیسے ہم یتیم ہوگئے۔ سراپا عاجزایسے تھے کہ ایک معاملے پر میرے والداوران کے درمیان تھوڑی ناراضگی پیدا ہوئی تو ناصر بھائی کے ساتھ خود ہمارے مرکز تشریف لائے اور ناراضگی کو دور فرمایا۔ چلتے پھرتے جنتی انسان تھے۔ مزدور کو پسینہ خشک ہونے سے قبل مزدوری دینے پر ایسے عمل پیرا تھے کہ ماہ کے اختتام سے قبل اپنے ملازمین میں تنخواہیں جاری کرتے تھے۔ صدقات زکوٰۃ اور اعانت مسلمین میں اس قدر محو ہوتے تھے کہ کانوں کان خبر نہ ہوتی تھی مگر تعاون ہو جایا کرتا تھا۔ بہترین انجینئر تھے لاکھوں تنخواہ لیتے تھے مگر نوکری خلافت کی محنت پر قربان کردی۔ اپنے مشن میں اس قدر مخلص تھے کہ اپنے صاحبزادوں عبداللہ اسماعیل اور عبداللہ ابراہیم کو کہنے لگے کہ سمجھو کہ میں فوت ہوگیا اب اس محنت کے داعی بنو۔ قابل فرزندان نے لاکھوں تنخواہوں کی نوکریاں چھوڑ دیں۔ آخر کیوں نا چھوڑتے کیونکہ وہ اس باپ کے بیٹے تھے جس نے اپنا جان مال سب دین کے اوپر لگا دیا۔ انجمن خدام القرآن بنائی جس نے قرآن کی خدمت میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ اقبال کے عاشق تھے اقبالیات پر اتنا عبور تھا کہ معلوم ہوتا کہ اقبال نے سب لکھا ہی فاروقی صاحب کے مشورے سے ہو۔ حضرت استاد کو ہزاروں شاگردوں اور چاہنے والوں کی موجودگی میں سپرد خاک کیا گیا۔ آپ کے جنازے میں بڑے بڑے بزرگ شریک ہوئے جیسے شیخ المشائخ حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی بھی شامل ہیں۔ اللہ ان کے درجات بلند کرے آمین اور ہمیں استاد محترم کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے اوران کی چھوڑی ہوئی امانت کو سنبھالنے کی توفیق دے آمین۔ ایک ستارہ تھا جو کہکشاں ہوگیا۔

13 پروفیسر ڈاکٹر عرفان خالد ڈِھلوں

UET لاہور

’’اے نفسِ مطمئن! چل اپنے رب کی طرف اِس حال میں کہ تو خوش اور پسندیدہ ہے‘‘

وقت ختم ہونے پر کمرہ امتحان سے نکلتے ہوئے وہ طالب علم بہت خوش ہوا کرتا ہے جسے پرچہ سوالات کے جوابات صحیح آتے تھے اور اس نے انہیں بہترین انداز سے جوابی پرچہ پر منتقل کیا

تھا۔ میرا یہ حسنِ ظن اور غالب گمان ہے کہ محترم انجینئر مختار فاروقی صاحب بھی وقتِ حیات پورا ہونے پر اس دنیوی امتحان گاہ سے بہت خوش خوش نکلے ہیں۔ شکر ہے امتحانات ختم ہوئے۔ اب انعامات ہوں گے۔ میرے اس ظن وگمان کی بنیاد میرے سامنے محترم فاروقی صاحب کی بامقصد زندگی ہے۔ جو اس دنیا میں ایک بار پیدا ہوگیا اس نے بالآخر جانا ہی ہے، کوئی جلد گیا اور کوئی دیر سے گیا مگر اس سے کسی کو راہِ فرار حاصل نہیں ہے۔ محترم مختار فاروقی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہی جیسے لوگ ہوتے ہیں کہ جب وہ پیدا ہوئے تو وہ رو رہے تھے اور ان کے اردگرد کھڑے لوگ ہنس رہے تھے اور جب وہ فوت ہوئے تو وہ ہنس رہے ہیں اور ان کے اردگرد کھڑے لوگ رو رہے ہیں۔ محترم مختار فاروقی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سانحۂ ارتحال نے ہمیں رلا دیا ہے۔ ہماری آنکھیں اشکبار ہیں۔ ہم دل گرفتہ ہیں۔ لیکن محترم مختار فاروقی صاحب رحمۃ اللہ علیہ تو ان شاء اللہ ہنس رہے ہیں۔ انہوں نے ساری زندگی اپنا تعلق قرآن وسنت سے جوڑے رکھا اور لوگوں کا تعلق قرآن وسنت سے جوڑنے کی پیہم کوشش کرتے رہے۔ وہ اپنے سینے میں ایک گداز دل رکھتے تھے جو اسلام کی نشاۃ ثانیہ اور اس کے غلبہ کے لیے ہر دم دھڑکتا رہتا تھا۔ آپ کی تمام صلاحیتیں دینِ سلام کے لیے وقف تھیں۔ انہوں نے اپنے ذہن وجسم اور اپنی زبان وقلم کو کارِ دین کے لیے وقف کر رکھا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں حق کی پہچان عطا کی ہوئی تھی۔ محترم فاروقی صاحب رحمۃ اللہ علیہ مستقل مزاجی اور ثابت قدمی سے اس حق پر گامزن رہے۔ آج وہ ہم میں نہیں ہیں۔ وہ اس دنیا میں بھیجے گئے تھے۔ انہوں نے اپنے حصے کا کام کیا اور اب وہ اپنے رب کے حضور سرخرو ہو رہے ہوں گے، اِن شاء اللہ۔ ''اے نفسِ مطمئن! چل اپنے رب کی طرف اس حال میں کہ تو اپنے انجامِ نیک سے خوش اور اپنے رب کے نزدیک پسندیدہ ہے، شامل ہو جا میرے نیک بندوں میں اور داخل ہو جا میری جنت میں''۔

محترم انجینئر مختار فاروقی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے میرا بالواسطہ تعارف ''حکمت بالغہ'' کے ذریعے ہوا تھا۔ اب مجھے افسوس ہو رہا ہے کہ میں آپ سے بلاواسطہ اور بالمشافہ استفادہ نہ کر سکا اور نہ ہی آپ سے شرفِ ملاقات حاصل ہو سکی۔ میرے دل سے یہ دعا نکلتی ہے کہ یا اللہ محترم مختار فاروقی رحمۃ اللہ علیہ جیسے اپنے محبوب بندوں سے اس دنیا میں بھی ملاقات کے مواقع ہمیں عطا فرما دیا کریں، آمین۔ جنت میں تو ان سے ملاقات ہوگی، ان شاء اللہ۔

14
پروفیسر خالد شبیر احمد
سیٹلائٹ ٹاؤن، چنیوٹ

مدیر حکمت بالغہ کے سانحۂ ارتحال پر

برسوں بیت جائیں گے لیکن ماہنامہ 'حکمتِ بالغہ' کے مدیر اعلیٰ حضرت مختار فاروقی کا سانحۂ ارتحال ایک ایسا سانحہ ہے جسے ہم نہ بھول سکیں گے کہ وہ ان لوگوں میں سے نہیں تھے کہ جن کو بھلا دیا جائے بلکہ وہ ان لوگوں میں شمار ہوتے ہیں جن کے نقش قدم پر چل کر آنے والی نسلیں اپنی کھوئی ہوئی منزل کا سراغ پاتی ہیں جن کے افکار اور جن کے قلم کی قوتِ اظہار جن کا اعلیٰ کردار مسلمانوں کی رگ رگ میں خون کی طرح دوڑتا رہتا ہے اور انہیں دین کی عظمت کے لیے ہمیشہ مستعد اور متحرک رکھتا ہے۔ مختار فاروقیؒ یقیناً اپنے اسلاف کا نمونہ تھے، وہ اسلاف جن کا شمار اسلام کی پندرہ سو سالہ تاریخ کا ایک مرکزی حیثیت کا حامل ہے، جن کے دم قدم سے قافلہ اہل جنوں ہر دور میں دین حقہ کا علم بردار بن کے دین سے باغی اور طاغوتی طاقتوں سے نبرد آزما رہا۔ مسائل مشکلات ان کے پائے استقلال میں لغزش پیدا نہ کر سکے، جن کے کارنامے تاریخ اسلام کا ایسا سنہری باب ہے جسے پڑھ کر آج بھی مسلمانوں کا دل دین کے لیے دھڑکتا ہے اور ان کی عظمت و سطوت کے گیت گاتا ہے۔ ایسے لوگ مرتے نہیں ہیں بلکہ مر کے بھی زندہ رہتے ہیں۔ بقول شاعر

اس پیالے میں زہر تھا ہی نہیں ورنہ سقراط مرگیا ہوتا

جھنگ کی سرزمین کو دین کی خدمت کرنے میں ایک امتیازی حیثیت حاصل ہے، جس سرزمین پر مختار فاروقی پیدا ہوئے۔ ایک اور شخصیت محمد فیاض عادل فاروقی بھی اسی سرزمین سے اٹھے اور انہوں نے لندن میں جا کر دین اسلام کے لیے ایسے کارنامے سرانجام دیے کہ جنہیں پڑھ کر کہنا پڑتا ہے کہ ابھی دین اسلام کے لیے کام کرنے والے دنیا میں موجود ہیں۔ جناب محمد فیاض عادل مرحوم و مغفور نے ہزاروں غیر مسلموں کو کلمہ توحید پڑھا کر مسلمان کیا۔ ان کی دینی تربیت کرتے رہے اور انہیں ایک فعال اور مثالی مسلمان بنا کر پورے لندن میں ایک پر امن انقلاب برپا کر دیا اور لندن میں عملی اور دینی کوششوں میں فقید المثال مقام حاصل کر کے دنیا سے رخصت ہوئے۔ جس پر انہیں داد دے کر ایمان کو تازگی اور طراوت ملتی ہے۔

جناب مختار فاروقی کا پروقار اور اسلامی افکار کا بے مثل جریدہ 'حکمت بالغہ' نہ جانے کب سے دین اسلام کی عظمت، تقدس اور دین کے فروغ کے لیے فکری محاذ پر کارہائے نمایاں سرانجام دے رہا ہے۔ یہ جریدہ میرے پاس بڑے تسلسل کے ساتھ ہر ماہ پہنچتا رہا ہے، جس کے لیے میں اس کے ارباب باوقار کا انتہائی مشکور ہوں۔ میں نے اس جریدے سے بھرپور استفادہ کیا۔ خاص طور پر فکر اقبال کی تبلیغ وتشریح اس جریدہ کا ایک ایسا کارنامہ ہے کہ اس کی اہمیت کا احساس ہر مسلمان کے ایمان میں تازگی کے ساتھ پختگی کا باعث بنتا ہے۔ صرف ایک مثال سے اس بات کی مزید وضاحت ہوتی ہے۔ میرا ایک مضمون جو کہ پچاس صفحات پر مشتمل ہے اور جس کا عنوان ''علامہ اقبال اور امیر شریعت، فکری مماثلت کے آئینے میں'' ہے اس مضمون کا زیادہ تر حصہ 'حکمت بالغہ' کا مرہونِ منّت ہے۔ اس حقیقت سے انکار ممکن ہی نہیں کہ اقبال کی فکری محاذ پر جو خدمات قوم کے لیے ہیں اس کا یہ جریدہ بطور عظیم مبلغ ایک شاندار، پروقار مثال ہے، جس نے اس ادارے کی عظمت کو چار چاند لگا دیے ہیں۔

مجھے یہ سعادت بھی حاصل ہے کہ میں نے قرآن اکیڈمی جھنگ کو خود جا کر دیکھا اور جناب مختار فاروقی سے ملاقات کا شرف بھی میرے نصیب میں آیا، جس پر میں خرماں اور نازاں ہوں۔ اس ادارہ کے نظم ونسق نے مجھے بے حد متاثر کیا جس انہماک اور خلوص کے ساتھ اپنے فرائض منصبی ادا کر رہا تھا اس نے بھی بے حد متاثر کیا۔ اللہ کرے کہ یہ ادارہ جناب فاروقی کے وصال کے بعد ان کے فرزند ارجمند جناب عبداللہ اسماعیل صاحب کی قیادت میں اسی تسلسل اور اسی جذبے کے ساتھ چلتا رہے، جس طرح اس ادارے کے اہتمام وانصرام میں ان کے والد صاحب نے مظاہرہ کیا۔ میری دعا ہے کہ ادارہ اسلام کے مبلغ کی حیثیت میں دن رات محنت کر کے مزید آگے بڑھے اور ترقی کرے۔ ''ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد''

محترم فاروقی صاحب کی یاد میں ایک نظم ہدیۂ قارئین ہے

ملکِ عدم کا ہوگیا ذی شان فاروقی
ہم سب کے دل کا دوستو ارمان فاروقی
وہ شہپرِ شعور تھا وہ شوکتِ جنوں
جاتا نہیں ہے دل سے اس شخص کا فسوں

علم و عمل کو دنیا میں وہ عام کر گیا
دو دن کی زندگی میں بڑا کام کر گیا
ہر لحظہ اس کے مرقد سے آتی ہے یہ صدا
''ثبت است بر جریدۂ عالم دوامِ ما''
بے حال سب کو کر گیا بے جان کر گیا
''اک شخص سارے شہر کو ویران کر گیا''
علم و عمل کی دنیا کا بے تاج بادشاہ
سُن کے جس کی موت کا نکلی دل سے آہ
وہ سوگیا ہے موت کی چادر کو تان کر
''ڈھونڈھا تھا آسماں نے جسے خاک چھان کر''
کیا دسترس تھی اس کو علوم و فنون پر
اس کا مدارِ زیست تھا عشق و جنون پر
کیسے بیاں ہو صدمے دلِ غم فشار کے
''تم کیا گئے کہ روٹھ گئے دن بہار کے''
خالدؔ وہ ایک شخص تھا عالم میں انتخاب
ہر وصف بے مثال تھا ہر بات لاجواب

15

محمد سلیم جباری
مدیر ماہنامہ علم وآگہی، فیصل آباد

آہ! انجینئر مختار فاروقی بھی چل بسے

قلم وقرطاس سے وابستگی کے باعث زندگی میں بہت سی چھوٹی بڑی تحریریں نظر سے گزریں، رسائل وجرائد کا مطالعہ کیا اور کتابیں پڑھیں، ان میں بعض تحریریں ایسی تھیں جنہیں پڑھنا شروع کیا تو کچھ ہی لمحوں بعد آگے گزرنا پڑا کیونکہ وہاں مطلوب موجود ہی نہ تھا۔ کچھ تحریریں ایسی بھی میسر آئیں جن پر نہ صرف پڑاؤ کیا بلکہ حرفاً حرفاً پڑھا اور بعض کو تو کئی کئی بار پڑھ کر بھی

ھل من مزید کی کیفیت رہی۔مگر ایسے لکھاریوں کی تعداد بہت قلیل ہے۔ ہرسُو لگے رطب و یابس کے انباروں میں اسے گوہرِ نایاب تلاش کرنے پڑتے ہیں جن کی تحریریں دلوں تک اثر پذیری رکھتی ہوں۔ایسا لکھنے والوں کی تحریروں تک رسائی اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی عطیہ سے کم نہیں ہوتی۔یہی تحریریں قومی ورثہ، نظریاتی پہچان اور تہذیب وتمدن کی آئینہ دار ہوتی ہیں۔

وہ تحریریں جنہیں پڑھتے ہوئے انسان، الفاظ اور معلومات کی گہرائی میں ڈوب کر یمین ویسار سے بے خبر ہوجائے، جناب انجینئر مختار فاروقی کا شمار ایسا ہی لکھنے والوں میں ہوتا ہے۔

جناب مختار فاروقی کی تحریروں میں روحانیت کی خوشبو، ادب کی چاشنی، تاریخ کی روشنی ، حالاتِ حاضرہ کی نباضی، قدیم وجدید معلومات کی فراوانی اور الفاظ کی ندرت بکثرت میسر آتی ہے۔ان کی تحریر پڑھنے والوں کو اپنے حصار میں لے کر کبھی صدیوں پیچھے لے جاتی اور ان ادوار و حالات کی سیر کرواتی ہے کہ خود کو انہی انسانوں کے درمیان کھڑا پاتے ہیں اور کبھی تحقیق کی دنیا کے وہ اسرار و رموز کھلتے ہیں کہ انسان حیرت کی وادیوں میں گم ہوجاتا ہے۔وہ اقبال اور فکرِ اقبال سے از حد متاثر دکھائی دیتے ہیں۔ ہر میگزین میں مضمون کے آخر پر جہاں جگہ بچے اقبال کا کوئی شعر لکھ کر صفحہ مکمل کر دیتے اور جابجا فکرِ اقبال کو اجاگر کرتے محسوس ہوتے ہیں۔

جناب مختار فاروقی پیشے کے اعتبار سے انجینئر ہیں جبکہ خاندانی مذہبی پس منظر کے باعث دین سے از حد لگاؤ رکھتے ہیں۔اپنی پیشہ وارانہ مصروفیات کے باعث لاہور میں اقامت کے دوران عظیم مفکرِ اسلام جناب ڈاکٹر اسرار احمدؒ سے ملاقات ہوئی، پھر ملاقاتوں میں تسلسل آ گیا۔ان کی شخصیت اور افکار سے از حد متاثر ہوئے اور آخر کار آپ ڈاکٹر صاحب سے بیعت ہوئے اور 1985ء میں ان کی قائم کردہ جماعت تنظیم اسلامی سے وابستہ ہو گئے اور یہ وابستگی تادمِ آخریں قائم رہی پھر انہی کے مشن کو لے کر آگے بڑھاتے ہوئے تبلیغِ دین کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔

جناب مختار فاروقی کا تعلق جھنگ صدر سے ہے مگر بطور سول انجینئر ملک کے مختلف شہروں میں قیام پذیر رہے اور خدمات سرانجام دیں۔ان کا والدین کی طرف سے رکھا گیا نام مختار حسین ہے جبکہ فاروقی تخلص کرتے ہیں۔اس بارے میں لکھتے ہیں: انجینئر مختار حسین فاروقی کے

نام میں فاروقی کا لفظ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اولاد ہونے کے ناطے سے نہیں ہے بلکہ عقیدتاً اور ان کے عہدِ خلافت میں جاگیرداری کے خاتمے، عدلِ اجتماعی کے انتظامات اور مساوات انسانی کے شاندار کارناموں کی وجہ سے ہے۔(ماہ نامہ حکمتِ بالغہ اپریل 2007ء)

آپ 1998ء میں اپنے آبائی شہر جھنگ میں مستقل واپس آ گئے اور انجمن خدام القرآن قائم کی قرآن اکیڈمی کی بنیاد رکھی، جس کے تحت تبلیغِ دین اور اصلاحِ اُمت کی سرگرمیوں میں مصروفِ عمل ہو گئے۔اور خدمتِ دین کو اپنی زندگی کا اوڑھنا بچھونا بنالیا۔قرآن اکیڈمی کے ہی زیرِ اہتمام جنوری 2007ء میں ماہ نامہ حکمتِ بالغہ کا اجراء ہوا جو تا حال جاری ہے۔

تحقیقی مضامین اور اردو ادب کا شاہ کار یہ میگزین علمی و ادبی حلقوں میں از حد پذیرائی رکھتا ہے۔اس کا شمار ان چنیدہ مجلّات میں ہوتا ہے اہلِ علم و تحقیق جس کا شدت سے ہر ماہ انتظار کرتے ہیں۔گاہے گاہے اس کی خصوصی اشاعتوں کا بھی اہتمام کیا جاتا ہے۔کچھ اشاعتوں پر تبصرہ و تعارف کی سعادت راقم کے حصے میں بھی آئی جو ماہ نامہ المنبر میں اشاعت پذیر ہوئے۔ اللہ کرے کہ قرآن اکیڈمی کے اراکین، ذمہ داران اور فیض یافتگان اس کے معیار کو برقرار رکھ سکیں اور یہ موقر جریدہ یونہی علمی تشنگی بجھاتا رہے۔

جناب انجینئر مختار فاروقی سے چند مرتبہ فون پر بات ہوئی جو حال، احوال کی معلومات کے تبادلے تک ہی رہی، بالمشافہ ملاقات کا موقع میسر نہ آسکا کہ آپؒ 13 ستمبر 2021ء کی صبح اپنے خالق و مالک کے ہاں حاضر ہو گئے۔یوں علم و ادب کی دنیا کا ایک اور روشن چراغ بجھ گیا، مگر ان کی تحریریں ہمیشہ روشنی بکھیرتی رہیں گی۔کس قدر خوش بختی کی بات ہے کہ حیاتِ مستعار کے آخری دن تک ان کے معمولات برقرار رہے۔نمازِ تہجد اور فجر کی نماز باجماعت ادا کی۔طلوعِ آفتاب کے بعد طبیعت میں ناسازی شروع ہوئی اور کچھ ہی دیر میں پیغامِ اجل آ پہنچا۔

درسِ قرآنِ مجید کی نشستیں ایک دن قبل تک بھی جاری رہیں۔اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام اس کے بندوں تک پہنچاتے پہنچاتے پروردگار کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے۔اُن کے اچانک انتقال کی خبر احباب، متعلقین اور فیض یافتگان کے لئے بجلی بن کر گری۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ ان کے حلقہ احباب اور پسماندگان ان کے مشن کو جاری

رکھیں اوران کے لگائے ہوئے پودے کی آبیاری کرتے رہیں۔ان کی تحریروں کو یکجا کر کے شائع کردیں تو آنے والی نسلوں پر احسان ہوگا اوران کے لئے صدقہ جاریہ بھی بنے گا۔اسی طرح ان کی تحریروں پر ریسرچ ہونی چاہیے کہ کن کن موضوعات پر لکھا اورکیا کچھ نیا فراہم کیا۔ ان کی تحریریں بلا شبہ تحقیقی مقالے ہیں جن پر مقالہ نگاری کی جانی چاہیے۔ان کے نام سے کم ازکم جھنگ شہر میں لائبریری کا قیام آنا چاہیے۔تعزیتی سیمینار منعقد کر کے ان کی خدمات کو خراجِ تحسین پیش کرنا چاہیے۔جو ان کے لئے اعترافِ معروف اور دعاؤں کا باعث ہوگا اور پسماندگان کے لئے باعثِ مہمیز بنے گا۔

اللہ تعالیٰ کے حضور دعا ہے کہ جناب مختار فاروقی کی خدمتِ دین کو شرفِ قبولیت سے نوازے، ان کی حسنات کو قبول فرمائے۔بحیثیتِ انسان لغزشوں سے درگزر کرے اور انہیں جنت الفردوس میں بلند مقام نصیب فرمائے۔آمین۔

16

پروفیسر ندیم اختر مرزا
گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج جھنگ

انجینئر مختار فاروقی ایک متاثر کن شخصیت

زندگی میں اَن گنت لوگ ملتے ہیں۔ان میں سے چند ایک کچھ دور ساتھ چلتے ہیں پھر الگ ہوجاتے ہیں، کچھ ملتے ہی بچھڑنے کے لیے ہیں اور کچھ ملتے ہیں تو اس طرح اپنا بنا لیتے ہیں کہ دور جا کر بھی دور نہیں ہوتے ہمیشہ پاس اور ساتھ رہتے ہیں اور کچھ ایسے نقش آپ کی شخصیت پر مرتب کرتے ہیں کہ تا دیر ان کے اثرات قائم رہتے ہیں۔مختار فاروقی صاحب ایسی ہی ایک شخصیت ہیں جن سے میرا ساتھ اگرچہ بہت طویل نہیں رہا لیکن ان کی ذات کا سحراب بھی مجھ پر طاری ہے اور جسے چاہوں بھی تو خود سے دور کرنا مشکل ہے۔

پہلی ملاقات میں ہی اس شفقت آمیز انداز میں ملے گویا برسوں کی شناسائی ہے۔ علامہ اقبال کی فکر کے حوالے سے ایک نشست تھی جس میں اندرون و بیرونِ شہر سے نامور شخصیات شریک تھیں وہ بڑی خاموشی سے شرکا کی گفتگو سماعت کر رہے تھے اور کسی کسی بات پر سر ہلاتے تھے۔میں نے اپنی باری پر جب اقبال کی انقلابی سوچ اور نظریے پر مختصر کلام کیا تو ان کی آنکھوں

میں ایک چمک لہراتے ہوئے دیکھی۔ وہ اقبال کی فکر کی ترویج واشاعت کے لیے پروگرام کروانا چاہتے تھے اوراس سلسلے میں آراء لے رہے تھے۔نشست کے اختتام پر جس طرح انھوں نے کلام کیا وہ نہایت پراثر تھا۔اقبال اورقرآن سے محبت ان کے الفاظ سے مترشح تھی ایسا لگتا تھا کہ انھوں نے دونوں کا بہت عمیق مطالعہ کررکھا ہے۔آخر پر ہر مہمان کو بہت سلیقے اور محبت سے خیر باد کیا۔

یہ ظاہراً سادہ سا انسان اپنے اندر کتنی گہرائی اور گیرائی رکھتا تھا اس کا احوال اگلی ملاقاتوں میں کھلا۔پہلی نظر میں وہ ایک پراسرار سے بندے نظر آتے تھے۔سر پر ایک خاص انداز میں بڑا سا رومال بندھا ہوا، ڈاڑھی اور بھنوؤں کے بال بالکل سفید اور اُلجھے ہوئے، عام مگر صاف ستھرا لباس،شلوار ٹخنوں سے اوپر، چال ڈھال میں توازن اوراعتدال، گفتگو میں تمکنت، لہجے میں ٹھیراؤ، آواز میں گونج، لفظوں کا چناؤ زبردست، قد کاٹھ میانہ، خاص بات آنکھوں کی گہرائی اور چمک تھی جو بہت کم دیکھنے کو ملتی ہے کیونکہ وہ بات کرتے ہوئے نظریں جھکائے رکھتے تھے اور کبھی کبھار اٹھاتے، ویسے بھی بھاری بھنوویں آنکھوں میں جھانکنے نہیں دیتی تھیں۔ بہرحال جو بھی انھیں ملتا تھا وہ متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتا تھا۔میری ان سے جتنی ملاقاتیں رہیں ان میں سے جوان کی خاص سرگرمی اور دلچسپی نظر آئی وہ قرآن اوراقبال سے وابستگی تھی۔

ممتاز عالم دین ڈاکٹر اسرار احمد سے تعلق اور عقیدت بھی ان کی شخصیت کا جزو تھی۔ اندرون و بیرونِ شہر انھیں موضوعات قرآنی پر خطبات دینے کے لیے مدعو کیا جاتا تھا اور وہ ذوق و شوق سے قرآن کی تعلیمات کو عام کرنے کے لیے ہمہ وقت کمربستہ رہتے تھے۔ وہ سمجھتے تھے کہ نوجوان نسل کو قرآن اوراقبال سے قریب کر کے قومی اور بین الاقوامی سطح پر ایسا انقلاب لایا جاسکتا ہے جو دین وشریعت کا تقاضا ہے، انسانِ کامل کی نشوونما انھی دو ذرائع کی مدد سے ممکن ہے۔اس سلسلہ میں قرآن اکیڈمی جھنگ کا کردار لائق تحسین اور صد ستائش ہے کہ یہاں کے خوبصورت کثیر المقاصد ہال میں تلاوت، لغت اور خاص طور پر کلام اقبال کی قرأت کے مقابلے کروائے جاتے جس میں سکول و کالجز کے طلبہ جوش وخروش سے حصہ لیتے اور انجینئر صاحب کی سرگرم رہنمائی میں انھیں نہایت بیش قیمت تحائف کے ساتھ رسالے، کتب اور تقاریر والی سی ڈیز وغیرہ انعام میں دی جاتیں جوان کے ذوق اور شعور کو مہمیز دیتیں۔ فاروقی صاحب ان تمام سرگرمیوں کی

بذات خودنگرانی کرتے اور اپنی پوری جماعت کے ساتھ بھرپور کارکردگی کو یقینی بناتے۔علاقے میں ان کی کاوشوں کے مثبت اثرات ونتائج کا عام مشاہدہ کیا جاسکتا ہے۔

انجینئر مختار فاروقی ایک مشنری انسان تھے جن کی پوری توانائی اور ساری صلاحیتیں ان کے نیک مقاصد کے لیے وقف تھی۔ یہ دنیا اگر آج باقی ہے یا چل رہی ہے تو شاید ایسے ہی نابغہ روزگار اشخاص کی وجہ سے ورنہ جو قحط الرجال کی صورت حال ہمارے سامنے ہے وہ نہایت حوصلہ شکن ہے کسی نے کہا تھا کہ ؏ ابھی کچھ لوگ ہیں باقی جہاں میں ۔لیکن یہ بات قابل تشویش ہے کہ ایسی ہستیاں بہت تیزی سے دنیا سے رخصت ہو رہی ہیں۔اگر ہم یہ چاہتے ہیں کہ نظامِ دنیا بہتر طور کام کرتا رہے۔معاشرے میں مثبت تبدیلیاں وقوع پذیر ہوتی رہیں۔بہترین انسان پرورش پاتے رہیں، اللہ تعالیٰ کے احکام اور نبی کریم ﷺ کی سنت پر عمل کرنے والے سماج میں موجود رہیں اور اپنا کردار ادا کرتے رہیں تو ہمیں محترم انجینئر مختار فاروقی جیسے اعلیٰ اشخاص کے مشن کو آگے بڑھانا ہوگا۔ان کی فکر کا علم بردار بننا ہوگا۔ان کے مقاصد کی تکمیل کے لیے اپنی پوری استعداد کو بروئے کار لانا ہوگا۔تبھی ہم اپنے بڑوں کی نگاہوں میں سرخرو ہوسکیں گے۔اس حقیقت سے سرمو انحراف نہیں کیا جاسکتا کہ انجینئر مختار فاروقی جیسی عظیم ہستیاں روز روز پیدا نہیں ہوتیں۔اللہ ہمیں ایسی شخصیات کے سائے سے محروم نہ کرے۔انجینئر صاحب کے درجات کو بلند فرمائے اور ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے۔مشہور شاعر میر تقی میر نے ایسے ہی لوگوں کے لیے کہا تھا:

؎ مت سہل ہمیں جانو پھرتا ہے فلک برسوں
تب خاک کے پردے سے انسان نکلتے ہیں

17 محمد امین چودھری
کنوینئر: قرآن کریم اور اُسوۂ حسنہ۔ملتان

مجھ سمیت میرے ساتھی (اکرام حسین ساجد صاحب، عبدالحنان صاحب اور جمیل شاد صاحب) کئی بار وقت لے کر فاروقی صاحب کے ہاں قرآن اکیڈمی جھنگ میں حاضر ہوتے رہے ہیں مختلف موضوعات زیر بحث آتے تھے۔زیادہ تر قرآن کریم، حدیث رسول ﷺ اور اقبالیات کے حوالے سے ہی بات ہوتی تھی۔ CURRENT AFFAIRS بھی قرآن کریم،

حدیث پاک ﷺ اور اقبالیات کے حوالے سے ہی DISCUSS کرتے تھے اور نایاب INFORMATION کے حامل ہوتے تھے۔ایسی معلومات دیتے تھے کہ حیران کر دیتے تھے۔ وقت کے پابند تھے۔تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ کی نشست ہوا کرتی تھی جس کے بعد ہم واپس ملتان روانہ ہوجاتے تھے۔ ہر موضوع پر کماحقہ گفتگو کرتے تھے۔ ہم چونکہ ''قرآن کریم اور اُسوۂ حسنہ'' کے پروگرام مختلف شہروں میں منعقد کرواتے ہیں لہٰذا انہوں نے ملتان اور حافظ آباد میں ہمارے پروگرام میں ''قرآن کریم اور اسوۂ حسنہ'' کے عنوان پر لیکچر دیے تھے۔سادہ تھے، سادہ رہنا پسند کرتے تھے اور کہتے تھے کہ میرے جنازے میں چند افراد ہی شامل ہو جائیں تو کافی ہے۔

ہم نے ان کے ساتھ سفر بھی کیا۔سفر میں باوضو رہتے تھے۔قرآن کریم اور حدیث پاک کے بعد اقبالیات سے بہت شغف تھا۔قرآن اکیڈمی جھنگ میں اقبالیات پر سیمینار بھی کرواتے تھے۔ایک سیمینار میں بندہ ناچیز نے بھی مقالہ پڑھا تھا۔ MULTIDIMENSION شخصیت تھے ہر موضوع ہر پہلو اور مختلف انداز سے موضوع کو سمیٹتے تھے۔یہود و نصاریٰ کی چالاکیوں سے آگاہ تھے اور دوسرے کو بھی آگاہی دیتے تھے۔طاغوتی طاقتوں کے خفیہ اور ظاہری ہتھکنڈے بھانپ لیتے تھے اور اس پر سیر حاصل گفتگو کر کے سامعین کو آگاہ کرتے تھے۔آخری ملاقاتوں میں قربِ قیامت پر بھی گفتگو کرتے تھے۔آثارِ قیامت قرآن کریم اور حدیث پاک ﷺ کی روشنی میں بیان کرتے تھے۔دجالیت پر بھی مفصل بیان کرتے تھے۔مختصر، جامع اور بامقصد گفتگو ہوا کرتی تھی۔اللہ کریم مرحوم کو جوارِ رحمت میں جگہ دے اور درجات بلند فرمائے۔آمین

18 عبدالحنان صاحب، ملتان

مسلم امہ کے متعلق بین الاقوامی تبدیلیوں پر ان کی گہری نظر تھی اور پیش گوئیاں بھی فرمایا کرتے تھے کہ شاید ہم اپنی زندگی میں ان چیزوں کو نہ سیکھ سکیں۔خصوصاً عرب ممالک کے حکمرانوں کے رویوں سے سخت نالاں تھے۔ہماری آپ کے ساتھ دوستی اور قرابت داری کا عرصہ چند سال ہی قبل کا تھا مگر محسوس اس طرح کروایا کرتے تھے کہ گویا بہت عرصہ قبل کی دوستی ہے ہمارا رشتہ صرف اور صرف قرآن کریم اُسوۂ رسول ﷺ کی بنیاد پر بنا۔آپ کی قرآن سے محبت، سادگی اور وقت کی پابندی کی عادات قابل صد ستائش تھیں۔

مجسم پیکر اخلاق

غلبہ دین حق کے لیے ہر دم متحرک رہنے والے، علم و تحقیق کا شناور، ایک سراپا صوفی منش انسان جس کی زندگی کا مقصد غلبۂ دین حق تھا۔ ہم سے جدا ہو گیا۔ ایک سچے معلم قرآن کی خدمات سرانجام دیتے ہوئے اپنے رب کریم کی بارگاہِ معلیٰ میں حاضر ہو گیا۔ زندگی بھر قرآن پاک کے نور کو پھیلاتے رہے، کلام اقبال کی کلیات فارسی کا ترجمہ و شرح کرتے ہوئے ان کی محبت و عشق رسالت مآب ﷺ میں ڈوبی ہوئی تحریروں سے حب رسول ﷺ کی خوشبو آج بھی آ رہی ہے۔ سلسلہ وار مطالعہ کلام اقبال 209 ندائے خلافت لاہور میں رقم طراز ہیں: ''علامہ اقبال کے سینے میں عشق مصطفیٰ ﷺ کے نتیجے میں ایک ہیجان اور طوفان کی کیفیت ہے''۔ ایسی شرح وہی شخص کر سکتا ہے جس کا دل خود سراپا کشتہ عشق رسول ﷺ بنا ہوا ہو۔

2008ء میں میری پہلی ملاقات اپنے بہت ہی شفیق انسان، سراپا پیکر روحانیت جناب میاں محمد صدیق صادق کے دفتر دارالاحسان ویلفیئر سوسائٹی جھنگ صدر میں ہوئی۔ میاں صاحب نے ان کا تعارف کرایا، ان کی قرآن اکیڈمی کی تبلیغی سرگرمیوں سے آگاہ کیا تو بس پھر ہم ان کے ہو کر رہ گئے۔ بارہا ماہانہ سفر برائے سرگودھا کرتے ہوئے قرآن اکیڈمی حاضری ہوتی، دیر تک حالاتِ حاضرہ پر گفتگو ہوتی۔ مجھے فرماتے کہ آپ اپنے علمی و فکری کام کرنے والے احباب کے نام و ایڈریس دیں ہم ان کے نام ماہنامہ حکمت بالغہ جاری کر دیں گے۔ ناچیز نے اپنے بہت سے دوستوں کے نام رسالہ جاری کروایا اور وہ یہ ماہنامہ فی سبیل اللہ جاری کرتے تھے۔ میرا تو انہوں نے پہلی ملاقات میں ہی ایڈریس لے کر میرے نام ماہنامہ جاری کر دیا جو آج تک مجھے مل رہا ہے اس کے علاوہ جتنی بھی قرآن اکیڈمی کے شعبہ نشر و اشاعت سے کتب شائع ہوتی مجھے بذریعہ ڈاک ارسال کر دیتے۔ پیرانہ سالی کے باوجود جناب مختار فاروقی جوانوں کی طرح تبلیغ اسلام کے محاذ پر پوری طرح سرگرم رہے۔ ہزاروں تشنگانِ علم کے قلوب و اذہان کو سیراب کیا۔ فاروقی صاحب نے ہر ایشو پر مکمل تحقیق کی اور کوئی گوشہ نہ چھوڑا۔ میرا ان کے ساتھ رفاقت کا

13 سال کا طویل عرصہ ہے۔ ان شاء اللہ! ان کے ساتھ گزرے لمحات کا تذکرہ آئندہ بھی جاری رہے گا۔ خداوند قدوس ان کی دینی خدمات کو قبول کرے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

20

محمد انور سعید
مسلم ٹیچرز فورم جھنگ

یادِ فاروقی میں گزرے لمحات

آج فاروقی صاحب کو ہم سے جدا ہوئے ایک ماہ ہو گیا ہے۔ فاروقی صاحب سے تعلق 1991ء میں ہوا۔ احقر کے ماموں محمد صادق مرحوم جب کاروباری سلسلے میں لاہور جاتے تو مولانا سیّد حامد میاںؒ اور ڈاکٹر اسرار احمدؒ سے ضرور ملتے، معلوم ہوا فاروقی صاحب جھنگ کے رہنے والے ہیں اور ہمارے قریب رہتے ہیں۔ آپ ماسٹر احمد علیؒ اور حضرت پیر ذوالفقار احمد مدظلہ کے والدہ کی طرف سے کزن تھے۔ تو آپ سے تعلّم و تعلیم کا رشتہ قائم ہو گیا اور آپ کے لیکچرز اور کورسز میں شرکت کی۔ ہماری تجاویز و مشورے کو سماعت فرماتے۔ آسان درسِ عربی احقر کے مشورے سے ہی اپنے ماحول میں جاری فرمائی، آپ حامی سنت، پکے موحد اور افکارِ صحابہؓ کو عام کرنے والے تھے۔ پہلی بار سب سے بڑے ولی صحابہؓ کا تعارف آپ سے سنا، انجینئر ہونے کے ساتھ اعلیٰ معلم و مدرّس اور مدبر شخصیت تھے۔ آپ کو معروف صوفی بزرگ شیخ وجیہ الدینؒ اور سید زوار حسینؒ کی بھی صحبت حاصل رہی۔ مختصر تبلیغ و تصوف میں بھی وقت لگایا لیکن 'خدمت قرآن' کو ہی آخر دم تک اپنا اوڑھنا بچھونا کر لیا تھا۔ طبیعت میں درویشی کا عنصر غالب رہا۔ متروک سنتوں کو زندہ کرنے کا داعیہ رکھتے تھے جیسے نماز استسقا، خسوف وکسوف، لنگی یا چادر پہننا، قیام اللیل، سنن و نوافل گھر میں ادا کرنا۔ آخری زمانے میں علماء کرام کو علامہ اقبالؒ کی شاعری سے وابستہ رکھنے کی آرزو تھی کہ اقبال کی شاعری کو پڑھیں سمجھیں۔ ملک میں گستاخ خاکے، توہین آمیز واقعات، مقدس اوراق کی بے حرمتی سے دل کڑھتا تھا اس کے لیے جہاں تک ہو سکا کوشاں رہے۔ خصوصی افراد سے ملاقاتیں، خطوط، مضامین پہنچاتے رہتے۔ انگلش میڈیم سکولز کے بچوں کے لیے جریدہ کی اشاعت کے خواہشمند تھے۔ احقر پر بے پناہ احسانات تھے۔ تنقید کو خود سنتے اور مناسب جواب دیتے۔ مستجاب الدعوات بھی تھے، طبیعت میں شریعت کا غلبہ تھا۔ قرآن کو کتابِ ہدایت پڑھنے سمجھنے کے خوگر تھے

باوضو قبلہ رو 71 سال کی عمر میں واصل باللہ ہو گئے۔

فاروقی صاحب کی تحریروں کو پڑھنے اور سمجھنے کے لیے یکسوئی کا ہونا ضروری تھا۔ اکابر سے محبت کی علامت 21 انقلابی شخصیات اور عشق رسول ﷺ میں ڈوبی تحریریں الصلوٰۃ والسلام نمبر میں ہیں، دجال، یاجوج ماجوج اور صیہونیت پر آپ کو گرفت تھی۔ قصہ آدم و ابلیس، نزولِ عیسیٰ آپ کے خاص موضوعات رہے۔ آپ الحاد و اعتزال کے لیے ننگی تلوار تھے۔ دین کے ہمہ گیر تصور کے شارح رہے۔ آپ مجمع علیہ موقف اور اہل سنت والجماعت کے عقائد و تصورات میں مسلک اعتدال سے تعلق رکھتے تھے۔ امید ہے آپ اسی راہِ نجات پر اعلیٰ علیین میں ہوں گے۔ ان شاء اللہ

چونکہ طالب علمی کے زمانے ہی سے مدارس کے اساتذہ سے پڑھتے رہے اسی لیے دروس میں سلیس اندازِ تدریس کا عنصر غالب تھا۔ ہر کام کو اس کے شایان شان خاص سلیقے سے کرنے کے عادی تھے۔ وقت کے سخت پابند تھے۔ 22 سال تاریخی جامع مسجد عبید اللہ میں تعلیم القرآن کا سلسلہ رہا۔ 17 سال میں دورہ ترجمہ قرآن مکمل کیا۔ جنازہ میں ملک کے طول و عرض سے آپ کے دوست احباب، رفقاء شاگرد حضرات نے شرکت کی۔ رب تعالیٰ آپ کی مساعی جمیلہ کو قبولیت عامہ تامہ نصیب فرمائے۔ تفردات و تفلیقات سے درگزر فرماتے ہوئے اپنے جوارِ رحمت میں رکھے جیسے حیات و وفات میں آسانی کا معاملہ فرمایا ویسے اپنے برگزیدہ بندوں میں شمار فرمائے۔ آمین

بعد از وفات فجر کے قریب خواب میں ملے تو ایک شعر پڑھ رہے تھے

ؔ جان دی ، دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

21
سیّد مزمل حسین
ریور گارڈن، اسلام آباد

انجینئر مختار فاروقی صاحب اُن شخصیات میں سے ایک تھے جن سے انسان پہلی ملاقات میں متأثر ہو جاتا اور وجہ اُن کی للّٰہیت اور اُن کا اخلاص ہوتا تھا۔ میری ان سے بالمشافہ ایک ہی ملاقات ہوئی اور انہوں نے مجھے اپنا گرویدہ بنا لیا۔ یہ شاید دو دہائیوں کی بات ہے وہ

بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد کے ایک پروگرام میں تشریف لائے تھے۔اس کے بعد ان سے تعلق کا ذریعہ 'حکمت بالغہ' رہا۔ ہر ماہ ان سے 'حکمت بالغہ' کے صفحات پر ملاقات ہوتی تھی۔ انہوں نے 'حکمت بالغہ' کو ایک ایسا مجلّہ بنا دیا تھا جس کا ہر ماہ انتظار کیا جا سکتا تھا۔ 'حکمت بالغہ' کے خصوصی شمارے بھی معرکۃ الاراء ہوتے تھے۔الغرض سنجیدہ صحافت کا حقیقی مظہر 'حکمت بالغہ' بن گیا تھا اور بلا شبہ اس کے پیچھے جناب انجینئر مختار فاروقی مرحوم ہوتے تھے۔

اب وہ اس دنیا سے جا چکے ہیں۔لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ 'رفتید و لے نہ از دلِ ما' کے مصداق وہ اپنے چاہنے والوں کے دلوں میں ہمیشہ زندہ رہیں گے اور میری یہ سعادت و خوش بختی ہے کہ میں ان کے چاہنے والوں میں سے ہوں۔اللہ تعالیٰ فاروقی صاحب کی مغفرت فرمائے اور انجینئر عبداللہ اسماعیل صاحب ان کی وفات سے پیدا ہونے والا خلا پر فرمائیں۔آمین

22 مراد سعید

پرنسپل گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج آف کامرس جھنگ

انجینئر مختار حسین فاروقی مرحوم و مغفور ضلع جھنگ کی ایک مشہور و معروف مذہبی و سماجی شخصیت تھے، علم دین، فہم دین اور تبلیغ دین کو انھوں نے اپنی زندگی کا شعار بنایا، قرآن اکیڈمی اور ملحقہ مسجد تعمیر کی اور اسے ترویج دین کا مسکن بنایا، حکمت بالغہ کے نام سے ایک ماہنامہ مجلّہ شائع کرتے تھے جو علم دین کا نقیب تھا، اس میں نہ صرف علم دین بلکہ سیاسی، سماجی اور عصری مسائل و چیلنجز پر سیر حاصل لب کشائی فرماتے۔ میری ان سے پہلی ملاقات جامع مسجد مکی چونگی واہ والی سیٹلائٹ ٹاؤن میں نماز مغرب کے بعد ہوئی جہاں وہ درسِ قرآن دے رہے تھے، میں ان کی علم دین پر دسترس اور اندازِ خطابت سے بہت متاثر ہوا، آسان الفاظ میں سیدھے سادے انداز سے بات کرتے جو قلوب و اذہان کو متاثر کرتی، ان کی شخصیت سے متاثر ہو کر میں ان کے ادارہ قرآن اکیڈمی میں آنا جانا شروع ہوا، دروس سماعت کرنے کے بعد میں ان کا مستقل سامع بن گیا اور قرآن اکیڈمی میں ہونے والے تمام دروس اور اجتماعات میں شرکت میرا معمول بن گیا۔آج مختار حسین فاروقی صاحب دارِ فانی سے دارِ بقا رحلت فرما چکے ہیں، ان کا بنایا ہوا ادارہ موجود رہے گا اور ان شاء اللہ تبلیغ دین کا کام ان کے لیے برابر طور پر جاری رکھیں گے۔ میری دعا ہے کہ اللہ رب

العزت مختار حسین فاروقی کو اپنے قربِ عالیہ اور جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔آمین

23

محمد حسین صحرائی
ادارہ اقبال علم و ادب، ٹنڈو محمد خان

نورِ نظر، باکمال شخصیت

ماہنامہ حکمت بالغہ کے مدیر، ممتاز ادیب، داعی قرآن، کلامِ اقبال کے شارح انجینئر مختار فاروقی، اس فانی دنیا میں اپنے حصے کا دیا جلا کر، اپنے ذمے عائد قرض کہیے یا فرض اس حرماں نصیب قوم کو جھنجھوڑتے پکارتے بلاتے عام افراد سے لے کر صاحبِ اختیار، اربابِ علم دانش کے سامنے تاریخ، قرآن وسنت، سیرتِ پاک ﷺ اور کلامِ اقبال سے کشید کردہ افکار کو لفظوں میں پرو کر پیش کرنے والے وہاں جا بسے جہاں سے کوئی واپس نہیں آیا کرتا۔ فاروقی صاحب کی خوش بختی کے کیا کہنے ان کا رب ان سے راضی تھا، کیونکہ وہ ایسے معبودِ برحق کی رضا پر سرِ تسلیم خم کیے ہوئے تھے۔ تب ہی تو انھیں قرآن اور سیدنا محمد رسول ﷺ سے والہانہ عشق عطا فرمایا۔ ساتھ ہی تاریخ کے مطالعہ کو موضوع کی مناسبت سے اطلاق کا وہ اعلیٰ فہم و ہنر عطا فرمایا جو بہت کم کے حصے میں آتا ہے۔

خاکسار کا انجینئر صاحب سے تعارف میرے محسن محترم عبدالرشید ارشد جوہرآباد کے توسط سے ہوا۔ ارشد صاحب کے توجہ دلانے پر انہوں نے کمتر کے نام اپنا ماہنامہ 'حکمتِ بالغہ' اعزازی طور پر جاری فرمایا جو میرے لیے بڑی علمی نعمت ہے۔ گاہے بگاہے ان کے خصوصی نمبرز پر تبصرہ رقم کرتا رہا جو اشاعت کے بعد ان کی خدمت میں بھیجا جاتا۔ دستی فون پر ہمارے درمیان ہونے والی بات چیت احترام و محبت میں ڈھلتی چلی گئی۔

خاکسار نے حکمتِ بالغہ کے خصوصی نمبرز پر تبصرے تحریر کیے جو اہلِ علم کے ساتھ خود محترم انجینئر مختار صاحب نے بے حد پسند فرمائے۔ میری اس درخواست اور مشورے کو کہ خصوصی اشاعت ''وسائل رزق پر قبضہ، ارتکازِ دولت کے شیطانی طریقے، بنی اسرائیل اور یاجوج ماجوج کا گٹھ جوڑ اور بچاؤ کا راستہ'' کا انگریزی اور سندھی زبانوں میں ترجمہ کیا جائے، انہوں نے سراہا اور اجازت دی کہ سندھی ترجمہ کا کام ہمارا ادارہ انجام دے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان سے ادارہ کے سینئر رکن جناب جعفر علی نظامانی صاحب نے یہ خدمت بلا معاوضہ حسن وخوبی سے ادا فرمائی۔

اس بارے میں جب فاروقی صاحب سے فون پر بات چیت ہوئی، انہوں نے انتہائی مسرت کا اظہار فرماتے ہوئے اس کی اشاعت میں تعاون کا عندیہ ظاہر کیا۔ ہم نے انھیں ادارہ کی طرف سے کی جانے والی تین مترجم کتب بھجوائیں تا کہ وہ بچشمِ نوران کا مشاہدہ ومطالعہ کرسکیں۔

انجینئر مختار صاحب اچھے انسان تھے۔ وہ اس فرمان کے مصداق تھے کہ ''تم میں بہترین انسان وہ ہے جو دوسروں کے لیے فائدہ مند ہو''۔ دینِ اسلام سے سچی محبت، قرآن فہمی کی تدریس، سیرتِ رسول اللہ ﷺ پر صدقِ دل سے چلنے کی آرزو وسعی، کلامِ اقبال کے ذریعے نسلِ نو کی تعلیم وتربیت، معاشرہ کی اخلاقی اقدار کی پاسداری، پاکستان جن مقاصد کے لیے قائم کیا گیا ان پر عمل درآمد اور دنیا بھر کے مظلوم انسانوں کو بھلائی کی طرف دعوت دیتے۔ صہیونی گروہِ بد کی کارستانیوں، مذموم منصوبہ بندی کو انصاف پسند اہل فکر و دانش کے سامنے رکھتے ہوئے ایک عادلانہ نظام کے قیام میں اپنی صلاحیتیں صرف کرنا فاروقی صاحب کے نزدیک وہ کارِ خیر اور فرض تھا جسے وہ اپنی آخری سانس تک بجالاتے رہے۔

گزشتہ اور رواں سال دو مرتبہ جوہر آباد حاضری کے مواقع ملے۔ اس بارے میں فون پر جب انھیں میں نے بتایا تو پیار بھری خفگی کے ساتھ فرمایا: حسین صاحب ہم بھی آپ کے منتظر رہتے ہیں، کبھی ہمیں بھی خدمت کا موقع دیجیے روبرو ملاقات ہوجائے تو کیا کہنے۔ فاروقی صاحب سے تعلقات روح اور قلب کی گہرائی تک اتر چکے تھے۔ عاجز نے ماہنامہ حکمت بالغہ کے خصوصی نمبرز کا اشاریہ مرتب کرنے کی اجازت چاہی جسے انہوں نے قبولیت عطا کرتے ہوئے نہ صرف چار خصوصی اشاعت کے نمبر بھجوائے بلکہ یہ جملہ لکھ کر مجھے شرمندہ کیا کہ ''یہ آپ کا ہمارے ادارہ پر احسان ہوگا''۔ فاروقی صاحب میرے محسن تھے جو ہر ماہ بہترین دینی وعلمی لوازمہ بہ شکل حکمت بالغہ فراہم کیا کرتے تھے۔ یہ ان کے اخلاق وکردار کا بڑا پن ہے، جو اب معاشرہ سے اٹھتا جارہا ہے۔ مختار فاروقی جیسے مردِ صفا نے اسے سینے سے لگا کر زندہ رکھا ہوا تھا۔

ہمارے درمیان سے بڑی تیزی سے علمی، دینی، نظریۂ پاکستان سے والہانہ محبت واس کے تحفظ میں مصروفِ عمل ہستیاں اپنے رب کے حضور پیش ہوتی جارہی ہیں۔ اس خالی ہونے والی جگہ / نشست کے لائق ہستیاں ناپید نہیں تو کمیاب ضرور ہیں۔ جناب انجینئر فاروقی صاحب نے

بہت محنت اور تسلسل کے ساتھ اہل علم کو وطن عزیز کی نظریاتی سرحدوں کی پاسداری، قرآن فہمی کو عام کرنے کی سعی، اعلیٰ تعلیم یافتہ افراد میں علومِ قرآن کی اشاعت، دروسِ قرآن کلاسز اور عصر حاضر کے مسائل کا حل قرآن وسنت اور سیرتِ پاک ﷺ کی روشنی میں تلاش کر کے اس پر عمل پیرا ہونے کی دعوت کو پھیلایا ہے۔ ''جس طرح پھول اپنی خوشبو سے کبھی جدا نہیں ہوتا، اسی طرح باکمال لوگ اپنے کارناموں میں محفوظ رہتے ہیں''۔

مختار فاروقی اہل وطن ہی نہیں، عالم انسانیت کے لیے سوچنے اور کچھ کر گزرنے والے فرد تھے۔ حکمت بالغہ کی خصوصی اشاعت (1) ''بادشاہ، پرنس اور ارب پتی یا درویش حکمران'' اور (2) ''وسائل رزق پر قبضہ، ارتکازِ دولت کے شیطانی طریقے، بنی اسرائیل اور یاجوج ماجوج کا گٹھ جوڑ اور بچاؤ کا راستہ'' ان کے اس دردِ دل کو عیاں کرنے کے لیے کافی ہیں جو وہ مظلوم بے بس افراد کے لیے محسوس کرتے تھے۔ وہ اسلام کے عادلانہ معاشی نظام کے داعی تھے، وہ ہر قسم کے جبری استحصال ہتھکنڈوں سے گلوخلاصی چاہتے تھے، وہ بجا طور پر اس فکر کے نقیب تھے کہ دنیا سے استیصال، ظلم وزیادتی، جبر کا خاتمہ ہی امن وفلاح کی نوید ہے۔

فاروقی صاحب کے تجزیے گہرے غور وفکر کے آئینہ دار ہیں۔ قرآن وسنت سے مزین دلائل، اشعار اقبال سے صورت حال کی عکاسی وتشریح، تاریخ کے تلخ وشیریں حقائق اس تسلسل، روانی اور عمدگی سے استعمال کرتے کہ قاری عش عش کر اٹھتا تھا۔ عین ممکن ہے کسی کو ان کے تجزیے سو فیصد نہ بھاتے ہوں لیکن دین، نظریۂ پاکستان سے گہری عقیدت و وابستگی، فکر اقبال سے عملاً اثباتی اظہار ان کے خلوص، حب الوطنی پر دلیل ہے۔ اپنی بات دلائل سے کہتے، مخاطب کی بات توجہ سے سننے کے خوگر تھے۔ اپنی مسلسل انتھک جدوجہد سے انہوں نے چند سال میں حکمت بالغہ کو اعلیٰ علمی رسائل کی صف میں لا کھڑا کیا۔

محترم مختار فاروقی کے پیش کردہ خصوصی نمبرز کی فہرست پر نظر ڈالی جائے تو اس میں ایک تسلسل نظر آئے گا، جس کا مرکز انسان قرار پاتا ہے۔ حقیقتِ انسان، حقیقت علم، احیاء العلوم، دوقومی نظریہ اور پاکستان کا نظریاتی نظامِ تعلیم، حقوقِ نسواں، یاجوج ماجوج، الصلوٰۃ والسلام علیٰ رسول ﷺ، جنوبی ایشیا میں ہندو مسلم نظریاتی کشاکش......، حکمت اقبال ہی نظریۂ پاکستان ہے،

احیائے فکر اقبال، بادشاہ، پرنس اور ارب پتی یا درویش حکمران، وسائل رزق پر قبضہ، ارتکازِ دولت کے شیطانی طریقے، بنی اسرائیل اور یاجوج ماجوج کا گٹھ جوڑ اور بچاؤ کا راستہ، ڈاکٹر رفیع الدین کی اقبال شناسی اور اقبال و جناح کے پاکستان کا استحکام و بقا......فکر اقبال کی روشنی میں چند عملی اقدامات۔ یہ وہ سنگ ہائے میل ہیں جو وہ طے کرتے عالم انسانیت کے مظلوم و مجبور و مقہور افراد کی نجات وفلاح دین اسلام میں دیکھتے ہیں۔ وہ دنیا بھر کے انصاف پسند اہل علم، دانشور حضرات کو دعوتِ فکر دیتے نظر آتے ہیں۔ آج انسان جن مسائل سے دوچار ہے، اس کے محرک کون ہیں؟ ایک انصاف پر مبنی سماج قائم کرنے کے لیے کن خطوط پر کام کرنا ہوگا۔

مختار فاروقی صاحب نے قرآن اکیڈمی اور حکمت بالغہ کی شکل میں جو علمی و دینی چشمہ جاری فرمایا ہے اسے اسی طرح جاری رکھنا ان کے قریبی احباب پر قرض بھی ہے اور فرض بھی۔ اللہ تعالیٰ اپنے اس نیک، پاک طینت بندہ کی نیکیاں قبول فرمائے۔ ان کے درجات بلند ہوں۔ ان کا بہترین نعم البدل عطا ہو۔ حکمت بالغہ یونہی علم و ادب کے موتی اجلاتا رہے۔ صدق و صفا سے پاکیزہ لفظوں کی مہک سے قاری کے دل و دماغ مضطر ہوتے رہیں۔ بقول شورش کاشمیری مرحوم

میں ابھروں گا سر پردۂ آفاق سے بے روک　　میں خورشید جہاں تاب ہوں رخشندہ رہوں گا
تاریخ میرے نام کی تعظیم کرے گی　　میں تاریخ کے اوراق میں پائندہ رہوں گا

انجینئر مختار فاروقی کی جدائی دل خراش صدمہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ان جملہ مساعی کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔ ان کے درجات بلند ہوں۔ وہ میرے دل میں ہمیشہ زندہ رہیں گے۔

24

سید الف ع زیدی
ٹنڈو محمد خان، سندھ

انجینئر مختار فاروقی خصوصی نمبرز کے آئینے میں

برسوں کے مطالعے، اللہ تعالیٰ کی رحمتِ خاص کے سبب بعض اشخاص رفرد کوئی ایسا علمی وادبی کارنامہ تخلیق کرتا ہے کہ اہل علم خود کو اس کی تحسین پر مجبور پاتے ہیں۔ دردمندی، دل سوزی، دوسروں کو آگ سے بچانے کی فکر قرآن مجید کے مطالعے و تلاوت اس پر غور وفکر سے عیاں ہوتی ہے۔ علم، تقویٰ یکجا ہوجائیں تو حق کی راہ (صراط مستقیم) صاف دکھائی دیتی ہے اس پر چلنا آسان

ہوجاتا ہے۔انجینئر مختار فاروقی ایسے اقبال کے مردِ مومن تھے۔کلام اقبال،قرآنی علوم میں غواصی، حیات طیبہ سے اکتساب اور حتی الوسع اس پر چلنے کی سعی ان کی عملی زندگی کا خاصہ تھی، وہ عام افراد سے لے کر اعلیٰ جدید تعلیم یافتہ افراد کو قرآن فہمی اور سیرت طیبہ کو اپنی زندگی میں عملاً جگہ دینے پر عمل پیرا ہونے کی دعوت دیتے رہے۔قرآن اکیڈمی جھنگ کے روح رواں تو تھے ہی ملک اور بیرون ملک پھیلے متلاشیان حق کو ''حکمت بالغہ'' کے ذریعے بھولا ہوا سبق یاد دلاتے رہتے تھے۔

قرآن مجید، سیرت پاک ﷺ، کلام اقبال اور تاریخ سے کشید کردہ حقائق کو جس حسین ترتیب سے فاروقی صاحب قرطاس کی زینت بناتے تھے وہ اپنی نظیر آپ تھا۔تاریخی واقعات کی ترتیب، اطلاق اور تطبیق کا خصوصی ملکہ، قدرت نے انھیں عطا فرمایا تھا۔اس کا بین ثبوت ان کے مرتب کردہ خصوصی نمبرز ہیں جن میں تاریخ، ادب، تنقید و تدین کے دھارے ساتھ بہتے نظر آتے ہیں۔وہ اس گروہ کی واضح نشان دہی کرتے ہیں جو قتل انبیاء علیہم السلام سے جرم کا مرتکب ہوا اور تا حال عالم انسانیت کے مسائل و مصائب کا ذمہ دار ہے۔حکمت بالغہ کی خصوصی اشاعت نومبر 2014ء ''جنوبی ایشیا میں ہندو مسلم نظریاتی کشاکش'' میں فاروقی صاحب نے بڑے ہی احسن، حکیمانہ دلائل کے ساتھ خطے میں امن کی اہمیت، لوگوں کی معاشی حالت بہتر بنانے، پسے ہوئے طبقات کے ساتھ رواداری اور اقلیتوں خصوصاً مسلمانوں کے ساتھ روا رکھے جانے والے سلوک کو عدل و انصاف سے بدلنے کی طرف توجہ دلائی ہے۔آپ نے علاقے کی دونوں اقوام کے ماضی میں کیے جانے والے کاموں کا تجزیہ بھی پیش کیا۔اس میں یقیناً اسلامی تہذیب و ثقافت اور مسلمانوں کو برتری حاصل ہے۔

مختار فاروقی اقبال کے عاشق تھے، اقبال کا سوز و درد ان کی تحریر میں چھلکتا ہوا صاف عیاں ہے۔کلام اقبال کے مطالعے نے انھیں مغربی تہذیب، فلسفہ اور مغرب کے مکر و فریب کے بظاہر عالی شان مظاہر میں جھانکنے پرکھنے کی بصیرت عطا کی۔اپنی اس بصیرت کو انہوں نے انسانیت کی بھلائی کے لیے قلم کے توسط سے خوب خوب استعمال کیا ہے۔

مستقبل اسلامی تہذیب کا ہے۔ہمیں خلوص، صدق دل سے عمل کے ذریعے ثابت کرنا ہوگا کہ دین اسلام ہی عالم انسانیت کو امن، سلامتی، مساوات، آزادی حقوق و فرائض کی ادائیگی کے اہتمام کا حامل ہے اور عملاً اسے نافذ و رُو بہ عمل لا سکتا ہے۔دنیا میں جمہوریت، بادشاہت اور

آمریت کے سائے میں جو ناانصافی جاری ہے۔اس نے عام انسان کی زندگی اجیرن کرڈالی ہے۔ اس صورتِ حال پر فاروقی صاحب نے ''بادشاہ، پرنس اور ارب پتی یا درویش حکمران'' جیسی خاص اشاعت میں پوری دنیا کے دانشور حضرات، درد دِل رکھنے والے اربابِ اختیار کو دعوتِ فکر دی، ماضی سے شاندار عملی مثالیں پیش اور حال اور مستقبل کو سنوارنے کے لیے ایک عادلانہ الہامی خاکہ سامنے رکھا کہ یہ ہے وہ نظام جس کو اگر اپنا لیا جائے تو غربت، افلاس، درماندگی، ظلم و جبر سے نجات ممکن ہے۔انسانیت کی تذلیل روکی جاسکتی ہے۔ پھر یہی نہیں اس مردمومن نے ایک قدم اور آگے بڑھاتے ہوئے پوری جرأت ایمانی کے ساتھ ان قوتوں کی نشان دہی نام لے کر کی۔ جو دنیا کے وسائل رزق پر قابض ہونا چاہتے ہیں۔جو منظّم منصوبہ بندی کے تحت اپنے مذموم مقاصد کی طرف پیش قدمی جاری رکھے ہوئے ہیں۔کہیں ان کی رفتار تیز ہے کہیں حالات کے تحت کم، ایک بڑی اکثریت یا تو لاعلم ہے یا کسی مصلحت کے تحت خاموش،لیکن وہ جو اُمت کا درد رکھتے ہیں، جو اپنا تعلق اپنے رب سے مضبوطی سے قائم رکھتے ہیں انھیں کوئی خوف، کوئی ڈر، کوئی ملال نہیں ہوا کرتا۔ مختار اسی قبیل کے انسان تھے۔قرآن مجید کے گہرے مطالعے، سیرت پاک ﷺ کی ضوفشانی نے ان پر اپنی رحمت کے دروا کردیے تھے۔وہ اہل وطن کے ساتھ اہل عالم کے لیے سوچتے تھے۔

پاکستان ان کا وطن تھا اور ان کے قلم سے نکلا آخری خصوصی نمبر ''اقبال و جناح کے پاکستان کا استحکام و بقا فکر اقبال کی روشنی میں چند عملی اقدامات'' ان کے خلوص،عزم اور وطن عزیز اور اس کے قومی رہنماؤں سے عقیدت ومحبت کا مظہر وہ علمی تحفہ ہے جو انھیں ہمیشہ علم و ادب کے میدان میں زندہ رکھے گا۔

سوچتا ہوں کہ انجینئر مختار فاروقی کے کس قلمی کام کی تحسین کروں، انہوں نے مختصر عرصے میں جس جانفشانی،عرق ریزی سے دروس قرآن فہمی کے ساتھ تصنیف وتالیف کے میدان میں جو عظیم الشان علمی سرمایہ تحریری شکل میں چھوڑا ہے وہ ورثۂ عظیم ہے۔اللہ اس کی حفاظت، اس کے فروغ و پھیلاؤ خصوصاً ''وسائل رزق پر قبضہ اور......'' کو انگریزی میں منتقل کرنے کی طرف فوری توجہ کی ضرورت ہے۔ان کے مخلص احباب اس کام کو کرگزریں۔خیر کا عنصر ہر سماج میں یقیناً موجود ہے۔

اللہ تعالیٰ مرحوم کی کوتاہیوں سے درگزر فرمائے۔ ان کی حسنات کو قبول فرمائے انھیں

اپنے خاص رحمت کے سائے میں رکھے۔ان کے احباب کو ان کے قائم کردہ ادارے کے رسالے کو اسی نہج پر چلانے کی توفیق عطا فرمائے جو فاروقی صاحب کے ذہن میں تھی۔ فاروقی صاحب کے لیے ہی شاید برسوں پہلے یہ اشعار کہے گئے تھے:

ڈھونڈو گے اگر ملکوں ملکوں ملنے کے نہیں، نایاب ہیں ہم
تدبیر ہے جس کی حسرت وغم، اے ہم نفسو! وہ خواب ہیں ہم
لاکھوں ہی مسافر چلتے ہیں منزل پر پہنچتے ہیں چند اک
اے اہل زمانہ قدر کرو، نایاب نہیں، کم یاب ہیں ہم

ذرا ٹھنڈے دل و دماغ سے وطن عزیز کے ادبی، دینی، علمی جرائد کی صورت حال کا جائزہ لیجیے، ذوق مطالعہ قوم سے جا رہا ہے۔رسائل و جرائد یا تو بند ہو چکے یا انھیں قاری نہیں ملتے۔ یہ وہ سودا ہے جس میں خسارہ ہی خسارہ ہے۔ ایسے کام دیوانے و فرزانے ہی انجام دیا کرتے ہیں۔مختار فاروقی بھی قرآن و سنت، کلام اقبال، حسنات کا پرچار ایسا ہی دیوانہ تھا۔ جب بھی اس کے رقم کردہ خصوصی نمبرز پر نظر پڑتی ہے دل سے بے اختیار یہ دعا نکلتی ہے اے اللہ میرے اس پیارے محسن کو اپنے خاص کرم، سایۂ رحمت سے سرفراز رکھنا۔اے اللہ ہم تیرے ہیں اور ہمیں تیرے ہی طرف لوٹنا ہے۔

25 رانا محمد کاشف خان
سابق ناظم پنجاب یونیورسٹی، لاہور

انجینئر مختار فاروقی یقیناً جھنگ کی تاریخ میں اقامت دین کی جدو جہد کرنے والے ایک درخشندہ ستارہ تھے۔آپ کی شخصیت میں ڈاکٹر اسرار احمد مرحوم کی روح اور اخلاص نظر آتا تھا۔موجودہ حالات کے تناظر جب اقامت دین کی تحریکیں پوری دنیا میں تذبذب کا شکار ہیں قدم ہیں کہ آگے ہی نہیں بڑھ پا رہے، کارکن کے اخلاقی معیارات کو بنانا اور برقرار رکھنا تقریباً ناممکن نظر آتا ہے، مادیت کے اس دور میں کہ جب آسائشیں بنیادی ضرورت محسوس ہوتی ہیں دین کے نفاذ کے لیے وقت نکالنا اور لوگوں کو تیار کرنا جان جوکھوں کا کام ہے، فحاشی اور عریانی گھر سے نکل کر ہاتھ میں آ چکی ہے، دنیا سامراجی نظام سے نکل کر ڈی سنٹرلائزڈ ورلڈ کی طرف بڑھ رہی ہے اور یونی پولر ورلڈ کی بجائے نو پولر ورلڈ کا تصور نفاذ دین کے لیے کام کرنے والوں کے لیے ایک چیلنج ہے

کہ وہ اپنی ترجیحات کا تعین کیسے کریں ان حالات میں ایک شیخ احمد سرہندی، شاہ ولی اللہ، شیخ الہند، سید مودودی، علامہ اقبال اور ڈاکٹر اسرار احمد جیسی شخصیت کا شدت سے انتظار ہے جو امت کی آج کے ان پیچیدہ حالات میں رہنمائی کرے۔ مختار فاروقی صاحب جیسی شخصیات کی موجودگی میں کم از کم روح کی بالیدگی اور نفاذ دین کی سوچ اور نظریہ سے جڑے رہنے کا موقع ملتا رہتا ہے۔ اس سال میں پروفیسر گوہر صدیقی اور مختار فاروقی جیسے لوگوں کا سانحہ ارتحال جھنگ میں ہمارے جیسے لوگوں کے لیے ایسے ہے جیسے آسمان کا سایہ سر سے اٹھ جائے۔ میں نے فاروقی صاحب کی میت کی زیارت کی اللہ کو حاضر ناظر جان کر گواہی دیتا ہوں کہ نفس مطمئنہ محسوس ہوئے اور غیر ارادی طور پر آنسو نکل آئے۔ جنازہ پر مولانا معاویہ اعظم طارق کو میت کا بوسہ لیتے دیکھا اور میرے ساتھ کھڑا پینٹ شرٹ میں ملبوس فرد نماز جنازہ پڑھتے وقت رو رہا تھا جو میرے نزدیک فاروقی صاحب کی مغفرت اور ان کے دنیا میں نفاذ دین کی عملی جدوجہد کی قبولیت کی دلیل ہے۔ ان کے جانے کے بعد ان کے شروع کیے گئے کاموں کو آگے بڑھانا ہی وقت کی ضرورت ہے جس کے لیے مجھ ناکارہ سے جو بن پڑا حاضر ہے۔ اللہ فاروقی صاحب کو اپنے عرش کا سایہ نصیب کرے آمین

26

محمد زاہد سعید خان بھٹہ
ایڈووکیٹ ہائی کورٹ لاہور (جھنگ)

عاشقِ رسول کی موت وحیات

ہم میں سے ہر ایک اس دنیا میں عارضی طور پر آیا ہے اور ہمیں دنیا چھوڑ کر آخرت کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ ہم میں سے نوجوانوں کی مثال رات کے چراغ کی مانند ہے کہ صبح ہوتے ہی بجھا دیے جائیں گے اور بوڑھے آدمیوں کی مثال صبح کے چراغ کی مانند ہے کہ ابھی صبح کا آغاز ہوا اور بجھا دیے گئے مگر اکثر لوگوں کو موت کا اِدراک نہیں ہوتا بلکہ موت کا تذکرہ ان کے لیے گویا مصیبت معلوم ہوتا ہے۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے ''منبہات'' میں لکھا ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے قرآن پاک کے ارشاد ''وکان تحتہ کنز لھما'' میں منقول ہے کہ وہ سونے کی ایک تختی تھی جس پر سات سطریں لکھی ہوئی تھیں جن کا ترجمہ یہ ہے: (1) مجھے تعجب ہے اس شخص پر جو موت کو جانتا ہو پھر بھی ہنسے۔ (2) مجھے تعجب ہے اس شخص پر جو یہ جانتا ہے کہ دنیا آخر ایک دن ختم ہونے

والی ہے پھر بھی اس میں رغبت کرے۔(3) مجھے تعجب ہے اس شخص پر جو یہ جانتا ہو کہ ہر چیز مقدر سے ہے پھر بھی کسی چیز کے جاتے رہنے پر افسوس کرے (4) مجھے تعجب ہے اس شخص پر جس کو آخرت میں حساب کا یقین ہو پھر بھی مال جمع کرے۔(5) مجھے تعجب ہے ایسے شخص پر جس کو جہنم کی آگ کا علم ہو پھر بھی گناہ کرے۔(6) مجھے تعجب ہے ایسے شخص پر جو اللہ کو جانتا ہو پھر کسی اور چیز کا ذکر کرے۔(7) مجھے تعجب ہے ایسے شخص پر جس کو جنت کی خبر ہو پھر دنیا میں کسی چیز سے راحت حاصل کریں۔بعض نسخوں میں یہ بھی لکھا ہے مجھے تعجب ہے اس شخص پر جو شیطان کو دشمن سمجھے پھر بھی اس کی اطاعت کرے۔

آج حضرت مختار حسین فاروقی رحمۃ اللہ علیہ ہم میں موجود نہیں ہیں۔حق تعالیٰ مغفرت کرے بہت آزاد مرد تھا۔ میں نے ہمیشہ اِن سے ملاقات کے دوران آخرت کا تذکرہ ہی سماعت کیا کہ جیسے انہیں دنیا سے سروکار ہی نہیں ہے۔ ہر وقت اللہ پاک کی یاد، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق و محبت، صحابہ کرام و اہل بیت عظام کے تذکرے، مسلمانوں کی موجودہ حالت زار کا اظہار، یہود و ہنود و نصاریٰ اور دیگر باطل اقوام کے مظالم کا بیان، کشمیر، چیچنیا، برما کے مظلوم مسلمانوں اور پاکستان کے معاشی حالات اور سلامتی کے موضوع پر گفتگو ہمیشہ ان کا موضوع سخن رہا۔قرآن پاک کا پڑھنا، پڑھانا اور عربی زبان کی ترویج ہمیشہ ان کا کام رہا۔جگہ جگہ قرآن فہمی کے کورس کروانا اور ترجمہ قرآن کی کلاس لگانا اور تفسیر عثمانی سے لوگوں کو قرآن سمجھانا اور پھر عمل کی تلقین کرنا اپنا فرض منصبی سمجھتے تھے۔ذاتی جائیداد بنانے اور مال جمع کرنے کی بجائے قرآن اکیڈمی کی بنیاد اور اس کی تعمیر وترقی ان کا اوّلین مقصد تھا۔ اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتَابًا مَّوْقُوْتًا (یقیناً نماز اہل ایمان پر فرض کی گئی ہے وقت کی پابندی کے ساتھ) کی عملی تفسیر تھے۔صرف نماز ہی میں نہیں بلکہ ہر لمحہ وقت کی پابندی اِن کا شعار تھا۔حتیٰ کہ منٹوں اور سیکنڈوں کا بھی خیال رکھتے تھے۔ ہر ایک پروگرام جس وقت بھی طے ہوتا کہ فلاں جگہ پر ترجمہ قرآن کی نشست ہو گی چاہے کوئی آئے نہ آئے خود پہلے پہنچ جاتے تھے۔ بناوٹ، ریاکاری، سستی شہرت سے بے حد نفرت کرتے تھے۔سنت کا اہتمام ان کی روح کی غذا تھی۔ وضع قطع لباس اور دیگر امور میں سنت کو فوقیت دیتے تھے۔دنیا کو نہایت حقیر سمجھتے تھے اور اس میں رغبت نہیں رکھتے تھے۔ ہر وقت موت کا تذکرہ عبادت سمجھتے تھے۔

چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کا مفہوم ہے کہ ''عقل مند آدمی وہ ہے جو ہر وقت اپنی موت کو یاد رکھے اور اس کی تیاری میں لگا رہے''۔ جناب فاروقی صاحب مرحوم بالکل اس حدیث کا گویا مصداق تھے۔ میں نے ہمیشہ ان کی زبان پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے کلمات سنے۔ کسی نقصان پر افسوس کرنے کی بجائے مقدر پر راضی رہتے تھے۔ اللہ کے خوف اور جہنم کے عذاب سے خود بھی ڈرتے تھے اور لوگوں کو بھی ڈراتے رہتے تھے۔

قرآن پاک کی آیت: كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ (''(اے مسلمانو!) تم بہترین امت ہو جو لوگوں (کی ہدایت) کے لئے ظاہر کی گئی، تم بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو......''۔ اس پر مکمل عمل کرتے تھے اور لوگوں کو بھی اس پر تیار کرتے تھے۔ حکمت بالغہ کا اجرا ان کا ایک عظیم کارنامہ ہے۔ اس کو تعلیم یافتہ حضرات میں علومِ قرآنی کی ترویج کا ذریعہ سمجھتے تھے۔ تعلق باللہ اتنا مضبوط تھا کہ ہر محفل میں اللہ کی رضا کی باتیں کیا کرتے تھے اور اللہ کی رضا کی جستجو میں لگے رہتے تھے اور دوسروں کو بھی اس پر تیار کرتے رہتے تھے۔ ہمیشہ آخرت کی طرف متوجہ رہتے تھے اور جنت کے تذکرے، قرآن و حدیث کی روشنی میں بیان کر کے لطف اندوز ہوتے تھے اور دوسروں کو بھی اس کی طلب میں کوشش کرنے کی ترغیب دیتے تھے۔ فرماتے تھے کہ ہم میں سے ہر شخص کو جنت کی طلب کرنی چاہیے اور جہنم کا خوف اپنے اوپر لازم کرنا چاہیے۔

مرحوم فاروقی صاحب ہمیشہ نیک کام کرنے اور برائی سے بچنے کی تلقین فرماتے اور شیطان کے شر سے بچنے کا حکم فرماتے۔ چنانچہ قرآن پاک میں ہے: ''اے اولادِ آدم! کیا میں نے تم سے عہد نہ لیا تھا کہ شیطان کی عبادت نہ کرنا بیشک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے اور میری عبادت کرنا، یہ سیدھی راہ ہے اور بیشک اس نے تم میں سے بہت سی مخلوق کو گمراہ کر دیا تو کیا تم سمجھتے نہ تھے''۔

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں اس آیت پر ہر وقت عمل کرتے:

''تم فرماؤ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ اور تمہاری کمائی کے مال اور وہ سودا جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمہارے پسند کے مکان یہ چیزیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہوں تو راستہ دیکھو

(انتظار کرو) یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے اور اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا۔‘‘

مرحوم مختار فاروقی صاحب عشق جناب باری تعالیٰ اور عشق جناب رسالت مآب ﷺ میں ہر وقت ڈوبے رہتے اور توہین جناب رسالت مآب ﷺ اور توہین صحابہ واہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین پر ہر وقت غمگین رہتے تھے۔ 2006ء میں پہلی دفعہ جب گستاخانہ خاکے انٹرنیشنل طور پر شائع ہوئے تو بار بار راقم الحروف کے پاس تشریف لاتے اور فرماتے کہ اس گستاخی پر تعزیراتِ پاکستان کی دفعہ C-295 کے تحت مقدمہ درج ہونا چاہیے۔ چنانچہ ان کی سرپرستی اور قیادت میں ان غیر ملکی گستاخان کے خلاف جھنگ میں پرچہ درج کروانے میں جب ہم کامیاب ہوئے تو اِنھیں نہ صرف خوشی محسوس ہوئی بلکہ ہمیں ملنے کے لیے کچہری تشریف لائے۔

جب امریکہ کی ریاست فلوریڈا میں ایک ملعون پادری ٹیری جان نے قرآن شریف کو جلا کر بے حرمتی کی تو اس پر فاروقی صاحب بہت پریشان ہوئے اور میرے پاس تشریف لائے اور روتے ہوئے فرمایا کہ اس کے خلاف بھی پرچہ درج ہونا چاہیے۔ چنانچہ ایک کاوش کے ذریعے ٹیری جان ملعون اور اس کے ساتھیوں کے خلاف 295 ب تعزیرات پاکستان کے تحت پرچہ درج کرایا گیا۔ بار بار پوچھتے رہتے کہ ہمارے کیس کا کیا بنا؟ ہمارے کیس کا کیا بنا؟۔ تحفظ ناموسِ رسالت اور تحفظ ناموسِ قرآن کے کیس کو اپنا ذاتی کیس سمجھتے تھے۔ گستاخانِ رسول ﷺ اور گستاخانِ قرآن کے خلاف ایف آئی آرز درج ہونے کے بعد مجھے تنظیم اسلامی کے مرکزی دفتر لاہور لے گئے اور حافظ عاکف سعید صاحب اور دیگر زعمائے ملت سے ملاقاتیں کروائیں اور پریس کلب لاہور میں مجھے مہمانِ خصوصی کے طور پر لے گئے اور پریس کانفرنس میں گستاخانِ رسول ﷺ اور گستاخانِ قرآن کے خلاف FIRs پیش کیں اور راقم الحروف کی محنت کو سراہا۔ کچھ عرصہ بعد اپنے صاحبزادہ جناب عبداللہ اسماعیل صاحب اور جناب ماسٹر عبدالمجید صاحب کو میرے گھر بھیجا اور انعام کے طور پر تقریباً ایک لاکھ روپے قبول کرنے کا فرمایا، راقم الحروف نے یہ کہہ کر رقم واپس کر دی کہ ہم نے اپنی وکالت کی سروس میں یہ پہلا کام کیا ہے اور اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ ہماری آخرت میں اس کو نجات کا ذریعہ بنا دے۔ 2017ء میں ایک رِٹ سلمان شاہد VS سٹیٹ وغیرہ، اسلام آباد ہائی کورٹ میں دائر ہوئی جس میں درخواست کی گئی کہ اللہ تعالیٰ، رسول اللہ ﷺ، صحابہ کرام، اہل بیت وازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن اور قرآن کی توہین ہو رہی

ہے اس پر حکومتِ پاکستان نوٹس لے۔ اس کیس میں بار بار ہمارے گھر تشریف لائے اور وکیل بننے کا مشورہ دیا۔ الحمدللہ میں اس کیس میں بطور وکیل شامل ہوا اور اس کے فیصلہ میں ہائی کورٹ اسلام آباد نے قرار دیا کہ ''اللہ تعالیٰ کے گستاخ کی سزا موت مقرر کی جائے اور صحابہ کرام و اہل بیت اور امہات المومنین کے گستاخ کی سزا پارلیمنٹ کے ذریعے موت مقرر کی جائے اور سخت سے سخت سزائیں دی جائیں''۔ اسلام آباد ہائی کورٹ نے یہ بھی قرار دیا کہ رسول اللہ ﷺ، صحابہ کرام و اہل بیت عظام اور امہات المومنین ہمارے ملک پاکستان کی اساس اور بنیاد ہیں اس بارے میں کوئی جسارت بھی پاکستان کی جغرافیائی سرحدوں کے لیے خطرہ ثابت ہوسکتی ہے اور اگر ایسے لوگوں کو سخت سزا (سزائے موت) نہ دی گئی تو مستقبل میں پاکستان کے حالات مزید خراب ہوسکتے ہیں۔ PLD-2017-ISD-218

ملک پاکستان میں صحابہ کرام کی گستاخیاں اور قادیانیوں کی بڑھتی ہوئی سازشوں پر کافی متفکر رہتے تھے۔ رزم حق و باطل میں ہمیشہ حق کا ساتھ دیا۔ کئی تحریکوں میں دیگر اسلامی جماعتوں کے ساتھ مل کر شانہ بشانہ حصہ لیا اور پھر جب ان پر مقدمات قائم ہوئے تو انھوں نے ان کو برداشت کیا۔ ہر وقت آخرت کی فکر اور تیاری میں مصروف رہتے تھے چنانچہ قیامت کی نشانیاں، نزولِ عیسیٰ علیہ السلام، ظہور مہدی، دجال اور یاجوج ماجوج کے خروج کا تذکرہ جس طرح انہوں نے اپنی مختلف تصانیف میں کیا ہے اس کو بار بار بیان فرماتے تھے اور امریکہ اور اس کے حواریوں کو اسلام کا دشمن سمجھتے تھے۔ افغانستان میں امریکہ کی شکست کو نشانِ عبرت اور طالبان کی فتح کو اللہ کی مدد سمجھتے تھے اور آزادئ کشمیر کو اللہ تعالیٰ کی مدد سے مشروط سمجھتے تھے۔

جناب مختار فاروقی کی زندگی اور موت دونوں قابل رشک تھیں۔ زندگی میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت، امر بالمعروف و نہی عن المنکر اور قرآن کی تعلیمات کا غلبہ تھا۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے: ''اور لوگوں میں حج کی عام ندا کر دے وہ تیرے پاس حاضر ہوں گے پیادہ اور ہر دبلی اونٹنی پر کہ ہر دور کی راہ سے آتی ہیں تاکہ وہ اپنا فائدہ پائیں اور اللہ کا نام لیں جانے ہوئے دنوں میں اس پر کہ انہیں روزی دی بے زبان چوپائے تو ان میں سے خود کھا اور مصیبت زدہ محتاج کو کھلا۔'' فاروقی صاحب مرحوم اس حکم پر عمل کی نیت سے فریضۂ حج ادا کرنے کے لیے مکہ مکرمہ حاضر ہوئے اور بعد ازاں روضہ رسول ﷺ پر حاضری دی۔

تحریک خلافت کے داعی تھے اور یہ کہتے تھے کہ ایک وقت آئے گا جب پوری دنیا میں خلافت راشدہ کا نظام جاری ہوگا زندگی میں امر بالمعروف ونہی عن المنکر اور قرآن کی تعلیمات کا غلبہ تھا ان کو موت بھی ایک خاص کیفیت کے ساتھ وارد ہوئی کہ نہ کوئی بیماری اور نہ کوئی محتاجی، بس چند ہی لمحات میں داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔ گویا ہر وقت موت کی انتظار میں رہتے تھے اور اکثر اوقات یہ حدیث پڑھتے رہتے "اَلْمَوْتُ تُحْفَةُ الْمُؤْمِنِ" (موت مومن کے لیے اللہ کا تحفہ ہے)۔اور "اَلْمَوْتُ جَسْرٌ یُوْصِلُ الْحَبِیْبَ اِلَی الْحَبِیْبِ" (موت ایک پل ہے جو حبیب کو حبیب سے ملا دیتی ہے) کے حکم کے تحت واصل باللہ ہو گئے۔

27
محمد ہاشم عثمان
سینئر AOE اسٹیٹ لائف جھنگ

دورِ حاضر کا تابندہ ستارہ

اللہ تعالیٰ مختار حسین فاروقی صاحب کے ساتھ رحمت اور مغفرت کا معاملہ فرمائے اور آخرت کی منزلوں کو آسان فرمائے۔ میں نے ان کے قریب ہو کر ان کی جس خصوصیت کو محسوس کیا وہ ان کا خلوص و اخلاص تھا۔ انجینئرنگ جیسے دنیاوی طور پر اہم شعبے کو چھوڑ کر صرف اللہ کی رضا، دین کی خدمت، اشاعت وفروغِ تعلیماتِ قرآنی اور اقامت دین و نظامِ خلافت کے لیے سربکف ہو جانا ہی آپ کی حیات کا ایک اہم سنگ میل ہے۔ اس دینی کوشش و کاوش میں آپ کا ہدف (TARGET) صرف اللہ کی رضا اور دین کی سربلندی تھی۔ میں نے جب بھی آپ سے ملاقات کی آپ کو صرف دین اور اشاعت علوم قرآنی کے لیے متفکر پایا بلکہ مجھے اپنی سستی، کاہلی اور مزاجی غفلت کی وجہ سے فاروقی صاحب سے ملاقات کے وقت شرمندگی سی محسوس ہوتی کہ وہ ابھی سوال کریں گے کہ آج کل کیا ہو رہا ہے؟ دینی سرگرمیاں کیا ہیں؟ بھائی کچھ تو کام کرو۔ کم از کم خود ہی تفسیر عثمانی سے ہی مطالعہ کر کے یا وہیں سے حواشی کو پڑھ کر بیان کر دو۔ زندگی گزرتی جا رہی ہے اور آپ لوگ صرف غفلت و سستی کا شکار ہیں۔ آپ کو کبھی بھی دین کے بدلے دنیا، دینی اُمور کے بدلے جاہ و منصب اور دنیاوی شان و شوکت کے لیے سرگرداں نہ پایا۔ آپ کی ذات، بات اور ملاقات سے صرف اخلاص ہی چھلکتا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا فاروقی پر خصوصی کرم تھا کہ انھیں اخلاص جیسی

نعمت سے نوازا ہوا تھا اور یہی چیز دینی اعمال وافعال میں بلند حیثیت رکھتی ہے۔ فاروقی صاحب کے رفقاء اور ساتھیوں اور جماعتی بھائیوں کے لیے یہ ایک اہم میسج ہے کہ ہم لوگ بھی اپنے اعمال وافعال میں اخلاص کو اہمیت دیں تاکہ ہمارے دینی افعال واعمال اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شرفِ قبولیت پائیں اور ساتھ ہی اخلاص کی ہی برکت سے زیادہ سے زیادہ اعمالِ صالحہ کی توفیق نصیب ہو جائے۔

جن لوگوں اور ساتھیوں نے بھی فاروقی صاحب کے ساتھ دینی جدوجہد اور تحریکی سفر میں کام کیا ہے انھوں نے محسوس کیا ہوگا کہ ان کی شخصیت اور انداز ومزاج میں یہ شامل تھا کہ وہ ہمیشہ اپنے مقصدِ زندگی (اعلائے کلمۃ اللہ، خدمت قرآنی اور اقامت دین) کو ہی ترجیح دیے ہوئے تھے۔ زندگی بھر آپ کی جدوجہد وکوشش وکاوش تمام سرگرمیوں کا مرکز اور فوکس صرف اپنے مقصد زندگی اور اس کے حصول کے لیے بھاگ دوڑ تھی۔ ہم نے کبھی بھی انھیں دنیاوی معاملات میں سرگرداں نہیں دیکھا۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ فاروقی صاحب نے دنیا اور دنیا کی رنگینیوں کو تین طلاق دے کر صرف دین اور دینی جدوجہد ہی کو اپنی زندگی کا مرکز بنا لیا تھا۔ تمام زندگی میں آپ نے صرف اللہ کے دین کے لیے تن من دھن سے مصروف عمل رہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ پروردگار ان کی تمام سعی وعمل کو قبول فرمائے اور آخرت کی منازل کو آسان بنائے۔

اللہ تعالیٰ کا یہ خصوصی کرم اور رحمت ہے کہ وہ انسان کو اپنی لاریب کتاب 'قرآن مجید' کی خدمت کی توفیق عنایت فرمائے۔ بنظرِ غور مطالعہ کیا جائے تو ہماری اکثر جماعتوں، تنظیموں اور فرق ومسالک میں قرآن مجید کو اوّلیت نہیں دی جاتی بلکہ قرآنی علوم ومعارف، ابلاغ تعلیماتِ قرآنی سے ایک حد تک غفلت اور انحراف پایا جاتا ہے۔ یہ درست ہے کہ علماء کرام نے تفاسیر قرآنی، لغات قرآنی اور دروس قرآنی سے اللہ کی کتاب کی خدمت کی ہے لیکن شیخ الہند مولانا محمود حسن کی اسارتِ مالٹا کے بعد دیا جانے والا حکم اور نصیحت فراموش کر دی گئی۔ مسلمانوں کے عروج و زوال کا براہِ راست تعلق قرآن مجید سے ہے۔ علامہ اقبال نے بھی اپنے اشعار میں قرآن پاک سے تعلق پر زور دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ڈاکٹر اسرار احمد پر اپنی رحمتوں کا نزول فرمائے، جنھوں نے امت مسلمہ کو اُن ہی کا بھولا ہوا سبق یاد دلایا اور اپنی پوری زندگی قرآنی تعلیمات کو اعلیٰ پیمانے پر اور مسلسل ہی پھیلایا۔ قرآنی حکمت وفلسفہ اور ابلاغ تعلیماتِ قرآنی کے ذریعے مسلمانوں کے تطہیر

افکار واعمال اور زوال وادبار کا علاج تجویز کیا۔ مختار حسین فاروقی صاحب نے اپنی زندگی کے اہم موڑ پر فیصلہ کر کے اپنے آپ کو خدمت قرآنی کے لیے وقف کر دیا۔ آپ نے درس وتبلیغ قرآن کو منتہائے مقصود بنائے رکھا اور اسی میں ہی تمام زندگی لگا دی۔

فاروقی صاحب نے ساری زندگی دین اسلام کی خدمت کی لیکن آپ نے مسلکی اختلافات اور فروعی مسائل پر گفتگو سے اجتناب ہی کیا۔ اپنی کوشش وکاوش اور جدوجہد کا محور صرف قرآن وحدیث ہی کو بنایا۔ جب بھی کسی نے اختلافی مسائل پر گفتگو شروع کی آپ نے منع فرما دیا اور علماء سے رابطہ کرنے کو کہا۔ اسی طرح فقہی مسائل پر بھی آپ ہمیشہ علماء سے رجوع کرنے کا مشورہ دیتے۔

میں نے ساری زندگی کبھی بھی آپ کو وقت سے لیٹ آتے یا اپنے نظم وضبط اور طے کیے ہوئے اصولوں سے انحراف کرتے نہیں دیکھا۔ حکماء کا قول کہ ”الاستقامۃ فوق الکرامۃ“ کی آپ عملی تصویر تھے۔ زندگی بھر جو اصول طے کیے، حالات کتنے ہی کٹھن، مشکل اور گھمبیر آئے آپ نہ ہی رُکے اور نہ ہی سہمے۔ بلکہ تمام زندگی اپنے مقصد اور دین کی آبیاری کے لیے وقف کر دی۔

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی دینی جدوجہد اور اقامت دین کے لیے شب وروز اور ساری زندگی کام کرنے کی توفیق دے اور فاروقی صاحب کے زندگی کے تابندہ نقوش پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

28
میاں عابد مراد
سابق معلم غزالی کالج، جھنگ

آگاہ اپنی موت سے کوئی بشر نہیں

انجمن خدام القرآن جھنگ، بانی مدیر ماہانہ حکمت بالغہ اور قرآن اکیڈمی جھنگ کے بانی جناب انجینئر مختار حسین فاروقی (مرحوم) نے اپنی ملازمت اور ذاتی کاروبار چھوڑ کر صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے اور قرآن وسنت کی تعلیم سے بندگانِ خدا کو بہرہ ور کے لیے اپنی زندگی وقف کر دی۔ الحمدللہ

مرحوم فاروقی صاحب کا جنم بھومی جھنگ تھا۔ آپ نے میٹرک اسلامیہ ہائی سکول، ایف ایس سی گورنمنٹ کالج جھنگ سے کیا، سول انجینئرنگ کی ڈگری انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور

سے حاصل کر کے کراچی میں ایک پرائیویٹ کمپنی میں ملازمت اختیار کی، ساتھ ساتھ اپنی ذاتی فرم بھی بنائی 1992ء تک کراچی اور صادق آباد میں اپنے فرائض سرانجام دیے۔ اس دوران آپ نے دینی مشن کو بھی ساتھ ساتھ جاری رکھا۔ کچھ عرصہ آپ نے ملتان میں بھی کام کیا۔ ملتان کے بعد آپ نے اپنے آبائی وطن جھنگ تشریف لائے اور یہیں کے ہو کر رہ گئے۔ 2002ء میں لالہ زار کالونی ٹوبہ روڈ پر آپ نے قرآن اکیڈمی کی عظیم عمارت کو مکمل کیا۔ 2007ء ماہانہ حکمت بالغہ جھنگ کا باقاعدہ اجراء کیا۔ آپ نے خدمت خلق کے جذبہ سے قرآن پاک کی تعلیم کراچی، صادق آباد، ملتان اور پھر سرزمین جھنگ میں اپنی زندگی کے آخری دن 12 ستمبر 2021ء تک، قرآن پاک کی مقدس تعلیم مسجد عبیداللہ، نورانی مسجد، قرآن اکیڈمی اور نہ جانے کس کس مقام پر جنون کی حد تک سے نوازتے رہے۔ آخر 13 ستمبر 2021ء بوقت صبح 8:45 پر داعی اجل کو لبیک کہا۔

بچھڑا کچھ اس ادا سے کہ رت ہی بدل گئی

اک شخص سارے شہر کو ویراں کر گیا

کچھ عرصہ قبل شیخ ریاض مجید صاحب نے مجھے قرآن اکیڈمی سے روشناس کرایا تھا اور میں باقاعدہ قرآن کلاس میں شرکت کرتا رہا۔ شومئی قسمت کاروباری مصروفیات کی وجہ سے یہ سفر جاری نہ رکھ سکا۔ میں نے اپنے آپ کو مصروف رکھنے کے لیے 2013ء میں لاہور سے فلوریکلچر، ہارٹیکلچر اور لینڈ سکیپ کا ڈپلومہ کیا اور سیشن چوک سول لائن میں ایک چھوٹی نرسری چلا رہا ہوں۔ فروری 2021ء میں فاروقی صاحب میرے پاس تشریف لائے۔ اب میرا فاروقی صاحب کے ساتھ ایک تعلق شروع ہوا۔

فاروقی صاحب کے ہمراہ ان کی گاڑی پر کئی بار تھل کے رقبہ پر حاضری دی اور ہماری آپس میں مشاورت رہی۔ اب فاروقی صاحب نے مجھے قرآن کلاس میں حاضری کی دعوت دی۔ ساتھ فرمایا کہ میں ڈرائیور بھیج دوں گا وہ آپ کو نرسری سے قرآن اکیڈمی لے آئے گا اور پھر واپسی چھوڑ دے گا یا کوئی رکشہ لگا دیتا ہوں۔ مجھے بڑی شرم آئی میں نے عرض کیا کہ میں آپ کو تکلیف نہیں دیتا، خود آؤں گا۔ خیر میں نے تقریباً 7-6 حاضریاں دیں۔ اسی دوران آپ نے ماہانہ 'حکمت بالغہ' مجھے اعزازی طور پر بھجوانا شروع کر دیا جو کہ جاری وساری ہے۔ اس کا باقاعدہ مطالعہ کرتا ہوں

جس سے میرے علم میں اضافہ ہوتا ہے۔

میرے لیے یہ بڑا اعزاز ہے کہ مجھے ان کے ساتھ تھل کے علاوہ لاہور اور بہاولپور سفر کرنے کا بھی موقع ملا۔ سفر کے دوران اکثر دینی اور علمی گفتگو ہوتی رہتی تھی میں نے ایک دفعہ عرض کیا کہ حضرت یعقوبؑ سے حضرت عیسیٰؑ تک تمام انبیاء کرام حضرت اسحاقؑ کی اولاد ہیں۔ قوم بنی اسرائیل کے آخری نبی حضرت عیسیٰؑ ہیں، ان کی تاریخ کا ریکارڈ کہاں گیا۔ ہمارے تین سن چل رہے ہیں

1۔ بکرمی۔ ماجیت۔ 2070 2۔ عیسوی۔ حضرت عیسیٰ۔ 2021ء

3۔ ہجری۔ حضرت محمد ﷺ۔ 1443ھ

اس سے قبل کا دور کا ذکر کہاں سے حاصل کریں؟ قبلہ فاروقی صاحب نے فرمایا کہ یہود و نصاریٰ نے توریت، زبور اور انجیل میں اپنی مرضی کی تبدیلیاں کی اور گزشتہ تاریخ کو مسخ کر دیا۔ میں خاموش ہو گیا۔ 8 ستمبر 2021ء کو فاروقی صاحب میرے پاس نرسری پر تشریف لائے میری طرف سے کچھ پودہ جات اور بیج آپ کی طرف جا چکا تھا۔ میرے علم میں نہیں تھا لیکن آپ نے اپنی طرف سے چھان بین کر کے اپنا حساب بے باک کیا اور مجھے مبلغ -/4100 روپے ادا کئے ایک سو روپیہ آپ کا میری طرف رہ گیا جو میں نے 14/ستمبر کو آپ کے بیٹے عبداللہ اسماعیل صاحب کو ادا کر دیا۔ میں نے اپنی زندگی میں اتنا مخلص، ہمدرد، شفیق، انسان دوست، وعدہ اور لین دین کا با اصول انسان نہیں دیکھا۔ اب ہم لوگ ایک سایہ سے محروم ہو گئے ہیں۔

29 محمد شفیق گھلو

ٹیلی فون ایکسچینج جھنگ

محترم جناب انجینئر مختار حسین فاروقیؒ آج ہم میں نہیں ہیں اور اپنا وقت مقرر پورا کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کے ہاں پہنچ چکے ہیں۔ محترم انجینئر صاحب سے پہلی ملاقات 2000ء کے رمضان المبارک میں جامع مسجد عبیداللہ المعروف گنبد والی محلّہ سلطان والا میں ہوئی، جہاں ہر سال رمضان المبارک میں ترجمہ و تفسیر القرآن مکمل کیا جاتا تھا۔ انجینئر موصوف فرمایا کرتے تھے کہ یہ دنیا اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے بنائی ہے اور اپنی آخری اور ابدی کتاب قرآن کریم مرحمت فرما کر ہمیشہ کے لیے بتا دیا ہے کہ اس دنیا کو کس طرح برتا جائے۔ زندگی کیسے بسر کی جائے۔ یہاں

رہنے کے لیے کون کون سے طریقے، سلیقے اور اصول وآداب بروئے کار لائے جائیں۔ کن افعال سے گریز اور پرہیز کیا جائے۔ نیک کام کا لازمی نتیجہ کامیابی اور سرفرازی ہے اور برے عمل کا نتیجہ ذلت اور ہلاکت ہے۔ انسان کی زندگی اس دنیا تک محدود نہیں ہے۔ مرنے کے بعد عقبیٰ کی ابدی زندگی شروع ہوجاتی ہے۔ جہاں انسان کو اچھے کام کی جزا اور برے افعال کی سزا ملے گی۔ جو انسان اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کے احکام کے مطابق زندگی بسر کرے گا وہ جنت میں سدا بہار لہلہاتے ہوئے باغوں کا مالک بن جائے گا اور جو شخص من مانی کرے گا اسے یہی دنیا ہلاکت بار جھٹکے لگا کر جہنم کا ایندھن بنا دے گی۔ قرآن کریم کے اس پیغام کو ہر آن پیشِ نظر رکھنا، اس کے مطابق زندگی بسر کرنا اور دائمی پیغام کو دوسروں تک پہنچانا ان کا مشن تھا۔ نہ انھیں ستائش کی تمنا اور نہ صلے کی پرواہ انھیں قرآن کریم سے دلی محبت اور عقیدت تھی، جس شخص نے بھی دعوت دی فوراً قبول کرتے اور وقت پر پہنچ جاتے اور قرآن کی تعلیمات کا درس شروع کر دیتے تھے۔

اللہ تعالیٰ انجینئر صاحب کو جنت الفردوس میں اعلیٰ وارفع مقام عطا فرمائے اور دعا ہے کہ قرآن اکیڈمی اسی طرح زمانے اور زندگی کے اندھیروں میں الیٰ یوم الآخر کتاب وسنت کا نور پھیلاتی رہے۔ آمین ثم آمین۔

30
بابر احمد صدیقی
سابق لیکچرار ایم اے اردو، ایم اے انگلش۔ جھنگ صدر

مردم دیدہ

مجھے رشک آتا ہے ان نابغۂ روزگار ہستیوں پر جن کو قدرت کاملہ نے دل و دماغ کی سحر انگیز خوبیوں سے مالا مال کیا ہے۔ مختار حسین فاروقی کا شمار بھی انہی عہد ساز شخصیات میں ہوتا ہے۔ مرحوم انجینئر مختار حسین فاروقی اپنی ذات میں ایک تابناک درخشندہ انجمن تھے۔ آپ ہمہ جہت شخصیت کے حامل تھے۔ قدرت نے آپ کو ظاہری، باطنی کمالات کی فیاضی میں دریا دلی سے کام لیا، آپ ایک طرف اعلیٰ پائے کے مدرّسِ قرآن تو دوسری جانب عام فہم اسلوبِ نثر رکھتے تھے۔ آپ کی زندگی کا خاص میدان ''درسِ قرآن'' ہے۔ قدرت نے آپ کو کتابِ مبین کی تدریس کے لیے چن لیا تھا، یہی وجہ ہے آپ قرآن کے دقیق اور پیچیدہ امور کو روزمرہ کی عام فہم مثالوں کے

ہمراہ سمجھانے کی مہارتِ تامہ رکھتے تھے۔قرآن کے ساتھ آپ کا والہانہ لگاؤ اور عشق قابل دید اور قابل تقلید ہے۔ میں بھی ان خوش نصیب نفوس میں شامل ہوں جن کے قلوب کے سرد خانے میں مرحوم نے قرآن کی آتش شوق بھڑکا دی۔ ع اس کرم کا کروں شکر کیسے ادا

ایثار، قربانی، زہد، تقویٰ، بے مثل شانِ بے نیازی، تعریف، تحسین اور صلہ، اجرت سے بے نیاز، جذبۂ ایمان و یقین سے سرشار یہ درویش پاکستان میں نظامِ خلافت کے قیام کے لیے شبانہ روز انتھک کاوشوں میں برسرِ پیکار نظر آیا۔آپ اس شعر کی عملی مثال ہیں:

یہ غازی یہ تیرے پُراسرار بندے
جنہیں تو نے بخشا ہے ذوقِ خدائی

آپ کی تحریر کردہ کتب بے شمار اور تیار کردہ تلمیذ کی تعداد ان گنت ہے۔آپ کی رحلت سے پیدا ہونے والے خلا کا پر ہونا عنقا دکھائی دیتا ہے۔ لالہ زار کالونی جھنگ کے بیابان سنسان علاقہ میں قرآن اکیڈمی کے قیام کا منصوبہ آپ کے عزم و ہمت، تندہی، مستقل مزاجی اور حرارتِ قلبی کا ثمر ہے۔آپ کی تحریر کردہ کتب، تعمیر کردہ قرآن اکیڈمی اور تیار کردہ شاگردوں کا فیض ہمیشہ جاری و ساری رہے گا۔آپ ہمارے قلوب میں ہمیشہ زندہ رہیں گے۔ان شاءاللہ۔

تو زندگی کی وہ کمی ہے جو زندگی بھر رہے گی

میں رب کائنات کی بارگاہ میں دعا گو ہوں کہ مرحوم کا مقام علیین مقدر ہو۔آمین۔

31

محمد سلیم بٹ
قانونی مشیر برائے مذہبی و سیاسی امور جھنگ صدر

عاشقِ قرآن

موت ایک اٹل اور غیر متنازعہ عالمی حقیقت ہے۔ کل نفس ذائقة الموت کے مطابق گزشتہ ماہ مرکزی رہنما تنظیم اسلامی پاکستان، قرآن اکیڈمی جھنگ کے بانی، عاشق قرآن، داعیٔ قرآن، ہر دلعزیز اور با اصول شخصیت محترم انجینئر مختار حسین فاروقی اس دارِ فانی سے کوچ کر کے اپنے خالق حقیقی کے پاس پہنچ گئے۔انا لله وانا اليه راجعون۔

مختار حسین فاروقی مرحوم مجھ سے چند سال بڑے تھے، دورانِ طالب علمی گورنمنٹ

کالج جھنگ میں جب میں بی اے کا سٹوڈنٹ تھا اس دوران ان کا نام سنا تھا۔ 70-1969ء میں محترم مختار فاروقی صاحب اور محمد فیاض عادل صاحب کی کوششوں سے محترم ڈاکٹر اسرار احمد مرحوم گورنمنٹ کالج جھنگ تشریف لائے تھے اور طلباء سے ایک تقریب میں خطاب کیا تھا۔ اس کے بعد کافی عرصہ انجینئر صاحب سے میرا رابطہ منقطع رہا، دوبارہ یہ رابطہ اس وقت قائم ہوا جب میں نے جھنگ میں وکالت شروع کی اور خصوصی طور پر یہ وقتاً فوقتاً علماء کرام کے مقدمات کی پیروی کا شرف حاصل ہوتا۔ فاروقی صاحب جب بھی کچہری تشریف لاتے میرے چیمبر میں ضرور قدم رنجہ فرماتے، اس دوران فاروقی صاحب نے جھنگ میں درسِ قرآن کا سلسلہ بھی شروع کر دیا تھا اور قرآن اکیڈمی بھی قائم کر دی تھی وہاں بندۂ ناچیز کو کبھی کبھار مختلف پروگرام میں شرکت کا شرف حاصل ہوتا۔ قرآن اکیڈمی کا قیام انجینئر صاحب مرحوم کے لیے ذخیرۂ آخرت اور صدقہ جاریہ کا ذریعہ ہے، ماہنامہ حکمت بالغہ کا اجراء بھی بہت بڑا صدقہ جاریہ ہے۔

مجھ خاکسار پر حضرت فاروقی صاحب اتنے مہربان تھے کہ متعدد سالوں سے نہ صرف یہ کہ مجھے اعزازی طور پر باقاعدہ ماہنامہ حکمت بالغہ ارسال فرماتے تھے بلکہ مجھے اس رسالہ کا قانونی مشیر بھی بنایا ہوا ہے جو کہ میرے لیے ایک بہت بڑی سعادت ہے۔ مذکورہ رسالہ میں ''حرفِ آرزو'' کے نام سے مرحوم مختار فاروقی صاحب کا جو مدبرانہ جرأت مندانہ اور علمی تبصرہ شائع ہوتا رہا ہے وہ کسی دلچسپی سے کم نہ تھا۔ اس کے علاوہ فتنۂ دجال، یہود و نصاریٰ خصوصی طور پر صلیبی جنگوں پر آپ کے مضامین بہت علمی ہوتے تھے۔ نیو ورلڈ آرڈر کا بہت اچھا پوسٹ مارٹم کرتے تھے۔ علامہ اقبال مرحوم سے ان کی عقیدت کا یہ حال تھا کہ ان کی اکثر تقاریر اور مضامین علامہ اقبال مرحوم کے اردو اور فارسی اشعار سے مزین ہوتے تھے۔

فاروقی صاحب مرحوم بہت بڑے عاشقِ رسول ﷺ بھی تھے۔ سال 06-2005ء میں جب ڈنمارک کے ایک ملعون (جو گزشتہ ہفتہ ایک ایکسیڈنٹ میں جل کر جہنم رسید ہو چکا ہے) نے آقائے دوجہاں خاتم النّبیین حضرت محمد ﷺ کے گستاخانہ خاکے شائع کیے تھے تو پاکستان سمیت پوری دنیا میں زبردست احتجاجی مظاہرے ہوئے تھے۔ جھنگ میں متعدد ایسے مظاہروں میں مرحوم انجینئر صاحب نے تنظیم اسلامی کی نمائندگی کرتے ہوئے بھرپور حصہ لیا تھا، جس پر ان کے خلاف مقدمات

بھی درج ہوئے تھے۔ ان مقدمات کی پیروی کرنے کا بھی اس خاکسار کو شرف حاصل ہوا تھا۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم انجینئر مختار فاروقی صاحب کی دینی، ملّی، جماعتی، سیاسی اور سماجی خدمات کو قبول فرمائے، مرحوم کی بخشش فرمائے، درجات بلند فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور مرحوم کے شرعی اور علمی ورثاء کو ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

32
عامرہ احسان
کالم نگار، اسلام آباد

......داستاں کہتے کہتے

قحط الرجال کے اس دور میں اگلے وقتوں کے کچھ لوگ اسلاف کی للّٰہیت، اقامت دین کی تڑپ، قرآن فہمی، اقبال فہمی کی نادر صفات یک جا کیے مصروفِ عمل رہے۔ انہی میں سے ایک مکرم شخصیت انجینئر مختار فاروقی کی تھی۔ قرآن اکیڈمی جھنگ سے شائع ہونے والے ماہنامہ 'حکمت بالغہ' کے مدیر عرصہ دراز سے رسالہ ناچیز کے نام ارسال فرماتے رہے۔ عصری تعلیم یافتہ طبقے کی دینی وفکری آبیاری کے لیے نہایت وقیع تحریریں اس میں یک جا ہوتیں۔ نظریۂ پاکستان سے گہری وابستگی، کلامِ اقبال اور پیغامِ اقبال سے مہکتا ماہنامہ ___ عصری مسائل پر بھی بہترین رہنمائی دیتا رہا۔ 27 رمضان المبارک کو یومِ پاکستان، یومِ آزادی منانے کی برمحل خواہش کا بہ تکرار اظہار کرتے رہے "اک عرض تمنا ہے سو ہم کرتے رہیں گے" کے پیرائے میں! اللہ کے ہاں سب ثبت ہوتا رہا ہوگا۔ اقبال کے فارسی کلام کی موجودہ حالات کے تناظر میں تشریحات جو 'ندائے خلافت' میں شائع ہو رہی تھیں، ایک نادر علمی خزانہ تھا۔

ع زمانہ بڑے شوق سے سن رہا تھا
تمہی سو گئے داستاں کہتے کہتے

اللہ کا حکم اٹل ہے سو آن پہنچا۔ 'اَلْاَعْمَالُ بِالْخَوَاتِیْمِ' کے حوالے سے ان کی آخری دینی خدمات قابلِ رشک ہیں۔ دین مبین کو زندہ کرنے/رکھنے کے لیے صرف انتھک محنت نہیں بلکہ اسی حوالے سے حدیث پاک پڑھاتے، دہراتے اپنے رب سے جا ملے۔ سبحان اللہ! تقریباً ڈیڑھ ماہ بیشتر اپنے برادرِ عزیز ڈاکٹر محمد حامد کی وفات پر یہ حدیث تازہ ہوئی۔ ان کے تذکرے میں تحریر

بھی کی اور پھر مختار فاروقی صاحب کی وفات پر عین یہی حدیث، مرحوم کی زبان سے ادا ہونے بارے پڑھا۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے مرحومین کو ڈھانپے اور اس مرتبے سے نوازے۔ ہمیں بھی اس کا اہل بنا دے۔ آمین۔ نبی ﷺ کا فرمان ہے کہ: ''جس شخص کو موت آ گئی اس حال میں کہ وہ اس نیت کے ساتھ علم حاصل کر رہا تھا کہ وہ اس کے ذریعے دین اسلام کو زندہ کرے گا تو جنت میں اس کے اور نبیوں کے درمیان صرف ایک درجے کا فرق ہوگا'۔ (مشکوٰۃ)

یہ دعا کہ: اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ خَیْرَ عُمْرِیْ آخِرَہٗ وَخَیْرَ عَمَلِیْ خَوَاتِیْمَہٗ وَخَیْرَ اَیَّامِیْ یَوْمَ اَلْقَاكَ فِیْہِ ۔ اللہ حرفاً حرفاً ان کے حق میں پوری کر چکا ہو۔ نَحْنُ نَحْسِبُہٗ کَذٰلِكَ وَاللّٰہُ حَسِیْبُہٗ وَلَا نُزَکِّیْ عَلَی اللّٰہِ اَحَدًا ۔ (ہم ان کے بارے میں یہ گمان رکھتے ہیں۔ حساب لینے والا اللہ ہے۔ ہم اللہ کے مقابلے میں کسی کی پاکی نہیں بیان کر سکتے)۔

33 ڈاکٹر محمود الحسن اویسی
ڈینٹل سرجن، فیصل آباد

یہ کوئی 74-1973ء کی بات ہے ہم میڈیکل سٹوڈنٹ تھے، ہمارے ہوسٹل میں کوئی ہمارے ہی ہم عمر، دبلے پتلے، بڑی دلکش شخصیت والے، جن کے چہرے پر داڑھی ابھی اُتر رہی تھی، درسِ قرآن دینے کے لیے ہفتہ وار باقاعدگی سے تشریف لاتے تھے (غالباً مغرب سے عشاء تک کا دورانیہ ہوتا تھا) ایک روز ہم بھی ان کے درس میں بیٹھ گئے، الفاظ کی چاشنی خیالات میں تسلسل اور خطابت میں روانی کچھ اس حد تک تھی کہ میں نے اس وقت کے بڑے بڑے شہرۂ آفاق خطباء اور مقررین کے خطاب سنے تھے لیکن اپنی عمر کے لحاظ سے ان کا بیان مجھے بہت متأثر کر گیا۔ اس وقت ہم ڈاکٹر اسرار احمد کے لاہور میں ہونے والے درسِ قرآن اور مختلف پروگراموں میں اکثر شرکت کرتے رہتے تھے جس طرح ڈاکٹر صاحب کی شخصیت اور خطابت سے عام آدمی بھی گھائل ہوئے بغیر نہ رہ سکتا تھا، اس نوجوان کے خطاب میں بھی ہمیں بالکل اسی طرح کی جھلک نظر آئی۔ چنانچہ ہم باقاعدہ ان کے ہفتہ وار درسِ قرآن سے مستفید ہوتے رہے۔ ان کا درس اور خطاب صرف ہمارے ہی ہوسٹل میں نہیں بلکہ لاہور کے کئی دوسرے تعلیمی اداروں کے ہوسٹلوں میں بھی ہوتا تھا۔ یہ سلسلہ اس وقت تک چلتا رہا یہاں تک کہ ہمارا یا ان کا تعلیمی دورانیہ اختتام پذیر

ہوگیا۔ ہمارے ہی ہوسٹل کے ایک سینئر عبدالسمیع (بعد میں ڈاکٹر عبدالسمیع صاحب) نے تعارف کروایا کہ موصوف کا نام مختار حسین فاروقی ہے اور انجینئرنگ یونیورسٹی میں سول انجینئرنگ کے طالب علم ہیں اور ڈاکٹر اسرار احمد کے خصوصی اور ابتدائی شاگردوں میں سے ہیں۔ اس کا تذکرہ بعد میں ڈاکٹر صاحب کی زبان سے ہم نے بارہا سنا کہ وہ میرے ابتدائی شاگردوں میں سے ہیں، میں نے خود بھی محسوس کیا اور انجمن خدام القرآن اور تنظیم اسلامی کے اکثر لوگوں سے ملاقات بھی رہی اور ان کے خطابات اور خیالات بھی سننے کا موقع ملا لیکن ڈاکٹر اسرار احمد کی شخصیت کا جو اثر ونفوذ ان کی ذات اور خطاب میں جھلکتا تھا وہ اس وقت تک کسی اور میں نہ دیکھا گیا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ڈاکٹر اسرار احمد خطابت اور قلم دونوں میدانوں کے شہ سوار تھے لیکن صرف اور صرف خطابت میں میں دعوے اور پوری تحقیق اور تجربہ کی بنیاد پر کہہ رہا ہوں اور ان کی وفات کے بعد کہہ رہا ہوں کہ خطابت میں ان کا اپنا ہی انداز تھا، جس میں روانی کا عنصر بے پناہ تھا اور اس میدان میں ان کا کوئی مدمقابل نہ تھا۔ ان کا زیادہ تر موضوع ’مسلمانوں کا ماضی، حال اور مستقبل‘ ہوتا تھا اور اس موضوع پر وہ فصاحت و بلاغت کے دریا بہا دیتے تھے۔ اگرچہ فکر میں وہ علامہ حمید الدین فراہی، امین احسن اصلاحی اور ڈاکٹر اسرار احمد کے خوشہ چین تھے لیکن تقریر اور خطابت میں ان کا انداز کوئی اپنا ہی تھا اور اس میدان میں ابوالکلام آزاد، ظفر علی خاں اور آغا شورش کاشمیری سے کسی طرح کم نہ تھے لیکن اپنی اس صلاحیت کو انہوں نے قرآنی حلقوں، درس و تدریس اور دعوت و تبلیغ سے باہر بالکل نہیں جانے دیا اور نہ اسے کبھی ذاتی نام و نمود کی تشہیر کے لیے استعمال کرنے کا سوچا۔ وہ چاہتے تو ٹی وی سکرین پر آنے کی کوئی نہ کوئی صورت نکل سکتی تھی اور بآسانی خطابت میں اپنی دھاک بٹھا سکتے تھے لیکن انہوں نے تو سوشل میڈیا تک کو ہاتھ لگانے کی کبھی سعی نہ کی اور دعوت کے کام میں روایتی طریق کو ہی آخر دم تک اپنائے رکھا۔ میں حیران ہوں خدا نے ان کو جس صلاحیت سے نوازا تھا اگر وہ اپنی دعوتی سرگرمیوں کا مرکز جھنگ کے علاوہ کسی اور بڑے شہر میں بناتے تو ان کی شخصیت کا قد بہت بلند ہوتا لیکن انہوں نے یہ کام اللہ کی خوشنودی کے لیے کیا تھا، نہ کہ ذاتی نمود و نمائش کے لیے۔

ان کی صلاحیتوں کے خود ڈاکٹر اسرار احمد صاحب بھی معترف تھے اور انہوں نے ایک

دفعہ جب تنظیم اسلامی کی بنیاد K-36 ماڈل ٹاؤن لاہور میں رکھی تھی تو اپنے بعد اس کی سربراہی کے لیے انہوں نے جو تین چار نام لیے تھے وہ ان کے دیرینہ شاگرد تھے جن کے گفتار و کردار میں بھی ڈاکٹر صاحب کی شخصیت اور تعلیم و تربیت کی جھلک صاف نظر آتی تھی، ان میں پہلا نام فاروقی صاحب کا ہی تھا۔ پھر جب جھنگ ٹوبہ روڈ پر قرآن اکیڈمی کا سنگِ بنیاد رکھنے کے لیے ڈاکٹر اسرار صاحب جھنگ تشریف لائے تھے تو انہوں نے اپنے کئی خطابات میں فاروقی صاحب کے دیرینہ اور ابتدائی شاگرد ہونے کا ذکر کیا۔ میں یہی سمجھتا رہا کہ انجمن خدام القرآن اور قرآن اکیڈمی لاہور کی سربراہی اور امارت کے لیے موزون ترین امیدوار ہونے کی حیثیت سے قرعہ فال ان کے نام نکلے گا لیکن یہ کوئی اندرونی انتظامی مسئلہ تھا یا فاروقی صاحب کی اپنی ذاتی مصروفیات کہ یہ عہدہ کسی اور کو دیا گیا۔ چنانچہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ قرآن اکیڈمی لاہور ڈاکٹر صاحب کی تحریر و تقریر کی اشاعت کے علاوہ اپنے طور پر کوئی نئی انقلابی شخصیت بروئے کار نہ لاسکی جو ڈاکٹر صاحب کے کام کو آگے بڑھاتی۔

سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری فنِ خطابت کے بادشاہ تھے۔ چنانچہ فنِ خطابت سے آشنا مسلمانوں میں سے ایک بڑا گروہ ان کی مجلسِ احرار میں شامل ہوا۔ ایسے ہی سیّد ابوالاعلیٰ مودودی فنِ تحریر کے ماہر تھے، اہلِ قلم سے بہت بڑا جتھا ان کا ہمنوا بنا اور تا حال ان سے متاثر چلا آ رہا ہے۔ ڈاکٹر اسرار احمد خطابت اور تحریر دونوں میدانوں کے شہسوار تھے۔ لہٰذا مختار حسین فاروقی جیسے فن خطابت و تحریر کے ماہر کا ان کی قربت میں جانا ایک لازمی امر تھا، وہ ابھی انجینئرنگ کے طالب علم ہی تھے لیکن ان کے لہجے کا فن اور خطابت کی شیرینی لوگوں کو اپنا گرویدہ بنا لیتی تھی۔

وہ بھی اور میں بھی اپنی تعلیم سے فارغ ہو کر کہیں جاب کر رہے تھے۔ میری تعیناتی جھنگ میں ہوگئی، میں ایک روز سول ہسپتال میں اپنے دفتر میں مریض دیکھنے میں مصروف تھا کہ موصوف تشریف لائے۔ میں نے انہیں طالب علمی کے زمانے میں دیکھا تھا اور ان کے بیانات اور دروسِ قرآن سنے تھے۔ اس وقت وہ دبلے پتلے تھے اور ہلکی سی داڑھی ان کے چہرے پر تھی لیکن اب ان کی ہیئت کذائی میں کافی تبدیلی آ چکی تھی، میں پہچان نہ سکا، انہوں نے اپنا تعارف کرایا تو میری خوشی کی انتہا نہ رہی۔ جب انہوں نے مزید بتایا کہ ان کا آبائی شہر جھنگ ہے تو میری حیرت کی انتہا نہ رہی کہ ایسی شخصیت کا جھنگ کے ساتھ تعلق ہونا ایک عجوبۂ روزگار تھا۔ جھنگ کے بارے

میں عمومی تاثر یہی تھا کہ یہ پیروں، مریدوں کا یا تفرقہ باز علماء کا گڑھ ہے، پھر ایک وقت آیا کہ انہوں نے کروڑوں کی تنخواہیں، کاروبار، کراچی اور ملتان جیسے شہر چھوڑ کر صرف جھنگ کو ہی اپنی دعوتی سرگرمیوں کا مرکز بنالیا تو میں ان کی خلوصِ نیت کی داد دیے بغیر نہ رہ سکا جس میں ذاتی مفاد یا نمود ونمائش کی ذرا بھی گنجائش نہیں تھی۔

34 مولانا محمد الیاس بالاکوٹی

سابقہ خطیب جامعہ مسجد عثمانیہ، سیٹلائٹ ٹاؤن جھنگ

دانش میں خوفِ مرگ سے مطلق ہوں بے نیاز
میں جانتا ہوں موت ہے سنت رسولؐ کی

محترم انجینئر مختار فاروقی صاحب کو میں ایک علم دوست، دوست پرور، صاحب علم و مطالعہ اور اخلاص وللّٰہیت کا پیکر دیکھتا تھا۔ ان کے کام کی نوعیت اور اس پر ان کی محنت اس دور میں نہایت اہم اور فکر انگیز تھی۔ ان کی تحریروں میں سوچ کی گہرائی اور فکرمندی کی گیرائی تھی نیز تحریر و بیان میں جاذبیت اور کشش پائی جاتی تھی۔ جارحانہ تنقید اور عیب چینی، جواب میں جارحیت اور تلخ نوائی کا عنصر نہیں ہوتا تھا۔ ان کے ہزاروں صفحات پر پھیلے مضامین میں بعض مرتبہ وفورِ جذبات میں آدمی بہہ جاتا ہے وہ نقطۂ اعتدال اور میانہ روی کا دامن نہیں چھوڑتے تھے نیز ادبی چاشنی اور زبان کی مٹھاس دونوں بیک وقت ان کے نوک قلم وزبان بیان میں موجود رہتے تھے۔ محترم فاروقی صاحب کے بعض اقدامات بروقت، نہایت پر مغز تحریر اور معلومات، خزینہ ہیں خصوصاً ماہنامہ حکمت بالغہ کے خصوصی نمبرز تو مستقبل کے مؤرخ اور تحقیق کے متلاشی کے لیے عظیم سرمایہ ثابت ہوں گے۔ یہ تحقیق ومطالعہ کے لیے اہم مواد مہیا کرتے ہیں۔ بعض نمبرز سیکڑوں اوراق کی ورق گردانی اور بیسیوں کتب مطالعہ کے متقاضی ہیں جو متلاشیانِ حق کے لیے نعمت بنا کے چھوڑ گئے ہیں۔ قدر دان اس وقت بھی اور بعد میں بھی ان کے مرہونِ منّت ہوں گے۔

جناب انجینئر مختار فاروقی صاحب سے میری پہلی ملاقات ایک میزبان کے ہاں سرسری ہوئی جبکہ ان کے بارے میری شنید ایک عرصہ سے تھی۔ میں نے ایسے مشائخ اور اساتذہ سے کسب فیض کیا تھا جن کا قرآن کریم اور تفسیر ومعانی سے نہایت گہرا اور ہمہ وقتی شغف رہتا تھا

اس لیے اس نسبت کی بنا پر مجھے فاروقی صاحب کے قرب اور نسبت کی طلب تھی مگر میری مصروفیات اور وابستگی ہمیشہ مانع بنی رہیں جبکہ محترم فاروقی صاحب قرآن فہمی، تعلیم قرآن اور تفسیر و اشاعت علومِ قرآنی کو اوڑھنا بچھونا بنائے ہوئے تھے اور یہ سعادت ہی ان کی امتیازی خصوصیت بن چکی تھی۔ ہر صاحب علم وفضل کی کچھ خصوصیت کچھ ترجیحات اور امتیازی اوصاف ہوتے ہیں۔ جناب فاروقی صاحب کو تاریخ اسلامی پر جو عبور حاصل تھا وہ اپنی جگہ بڑی اہم خصوصیت تھی مگر انہوں نے اپنی جو ترجیحات موجودہ دورِ پرفتن کو پیش نظر رکھ کر متعین کیں تھیں وہ (1) قرآنی تعلیمات کی اشاعت (2) وطن عزیز کی بنا و بقا اور مقاصد تقسیمِ ملک و کردار صحیح متعین کرنا (3) اسلامی تاریخ میں کج رو محرفین بے راہ لوگوں کے غلو سے جو غلط رجحانات در آئے ہیں ان پر نپا تلا صاف شفاف نقطۂ نظر پیش کرنا اور بے غبار مدلل مبرہن راہ کی راہنمائی کرنا تھا۔ مگر میری مصروفیات اور وابستگی اور مہم جوئی کی خصلت ان سے قریبی رابطہ اور گہرے تعلقات سے مانع رہیں تا آنکہ میں جسمانی طور پر بھی معذور ہو گیا۔ اس وقت چاہت کے باوجود آنا جانا میل وملاقات صرف خیالی ہو کر رہ گئی۔ تاہم ایک مرتبہ ایک ساتھی کی وساطت سے مجھے ان کے ادارہ میں جانے کا اتفاق ہوا اور وہاں ایک تقریب میں اظہارِ خیال کا موقع فراہم کیا گیا اور میں نے اپنے مشن اور فکر کے مطابق کھل کر بیان بھی کیا تھا۔ حضرت مختار فاروقی صاحب کے کام اور محنت اور مشن پر دل جمعی اور متانت سے گامزن رہنے پر تقریباً سبھی صاحب ذوق وصاحب مطالعہ تعلیم یافتہ طبقہ متأثر اور مداح ہے۔ کچھ عرصہ پہلے محترم فاروقی صاحب اپنے خاص رفقاء جناب حاجی منظور انور اور مولانا محمد انور چیمہ صاحب کے ساتھ میرے ہاں تشریف لائے اور بندہ نے اپنے بیٹے پروفیسر حافظ عثمان احمد (Ph.D) کی تصانیف ہدیہ کی تھیں چونکہ وہ علم پرور اور اہل علم وعمل کے قدر شناس تھے انہوں نے عثمان سے رابطہ کر کے بات بھی کسی اور ان کے نام رسالہ حکمت بالغہ بھی جاری کر دیا۔

حضرت علامہ محمد اقبال اور ان کے عظیم مفکرانہ مدبرانہ کردار کو پچھلے ادوار میں جس طرح پاکستان کے نصابِ تعلیم سے ایک گہری سازش کے تحت نظر انداز بلکہ فراموش کیا گیا وہ فاروقی صاحب نے بہت محسوس کیا اور اس پر اپنی بساط بھر لکھا اور اہل قلم اور صاحبان ظرف کو متوجہ کیا وہ ان کی تحریروں بیانات اور مجالس کا اہم موضوع وعنوان بنا رہا۔ ہم سمجھتے ہیں کہ علامہ اقبال اور ابھی دنیا

سے رخصت ہونے والے محسن پاکستان عبدالقدیر خان صاحب کی شخصیات کو جس طرح یہاں نظر انداز نہیں بلکہ پامال کیا گیا وہ ظلم عظیم اور محسن کشی کی بدترین مثال ہے۔ ہمارے خیال میں ان دونوں شخصیتوں کی اس وطن عزیز میں یادگاریں قائم ہونی چاہئیں، ٹکٹ، نوٹ، شہروں کے چوک چوراہے، اہم قومی بلڈنگز اور شاہراہیں ان سے منسوب ہونی چاہیے اور خاص طور پر علامہ کے تصور خودی کو جس طرح دبا کر فنا کرنے اور بے وزن کرنے کی کوششیں کی گئیں ان کا سد باب ہونا چاہیے۔ خدا کرے فاروقی صاحب کے پس ماندگان، صاحبزادگان ان کی فکر وسوچ کے پاسبان بن کر اُبھریں اور پھر چھا جائیں۔ ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین آباد

بُھلایا نہ جاؤں گا سیفی کبھی
دل دوستاں پر ہوں نقش دوام

35 ڈاکٹر اعجاز فاروق اکرم
پروفیسر آف عربی، فیصل آباد

اللہ تعالیٰ جناب مختار فاروقی صاحب کی مساعی جمیلہ اور دعوت الی القرآن کی بے لوث جدوجہد کو قبول فرمائے، درجات بلند کرے اور ذخیرۂ آخرت میں خدمت قرآن کو شامل کرے۔ آمین۔ میری بڑی تمنا تھی کہ ان سے ملاقات کا شرف حاصل ہو جاتا مگر قضا وقدر کو منظور نہ تھا۔

میرا ان سے تعارف چند ماہ قبل میرے بھائی انوار احمد خان صاحب (گوجرانوالہ تنظیم اسلامی) کے توسط سے ہوا اور ''حکمت بالغہ'' کے ذریعے علمی استفادے کا موقع میسر آیا۔ میں ان کی شخصیت کے بارے میں تو کچھ زیادہ نہیں جانتا، البتہ ان کی تحریروں میں اثر آفرینی اور خلوص، للّٰہیت ومقصدیت کے ساتھ رجوع ودعوت کی لگن اور تڑپ نظر آئی۔

بحمد اللہ اس پرفتن دور میں ایسے اہل اللہ موجود ہیں جو خدمت قرآن کو اپنا محورِ حیات بنائے ہوئے ہیں۔ مرحوم فاروقی صاحب ان کے رفقائے کار اور تنظیم اسلامی کی اس میدان میں خدمت قابل تقلید ہیں۔ مرحوم ڈاکٹر اسرار احمد کی یہ فکر قرآنی کی تحریک امت مسلمہ کے لئے بڑی نعمت ہے۔ اللہ تعالیٰ ان مساعی کو قبول اور ثمر بار فرمائے آمین۔

محترم فاروقی صاحب (مرحوم) کی چہرہ شناسی ان کی وفات کے بعد فیس بک کے ذریعے ہوئی بلاشبہ اپنے سراپے سے فنافی القرآن اور اللہ کی برہان نظر آئے۔ خدمت قرآن کا نور ان کے چہرے سے جھلکتا پایا اور حسرت میں اضافہ ہوا کہ اس سعید ہستی کی زیارت سے محروم رہا۔ اَللّٰھُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَہٗ وَلَاتَفْتِنَّا بَعْدَہٗ۔

36 پروفیسر ڈاکٹر ارشاد شاکر اعوان

شعبہ اُردو، سرحد یونیورسٹی پشاور

سخن دان و سخن فہم و سخن ور، انجینئر مختار فاروقی!
علوم دنیا و دیں میں برابر، انجینئر مختار فاروقی!
طبیعت صلح جو پائی تھی، حاصل تھا بلا کا نفس پر قابو
صفاتِ رہبری رکھتا تھا یکسر، انجینئر مختار فاروقی!
نظر احوال ملت پر رہی ہے روز و شب' اللہ شاہد ہے
وہ قومی درد سے بے تاب و مضطر، انجینئر مختار فاروقی!
شغف قرآن وسنت سے رہا ہے، رابطہ تاریخ عالم سے
فضائے جھنگ ہے روشن معطر، انجینئر مختار فاروقی!
گلستاں یہ امیدوں کا رہے شاداب اور پھولے پھلے برسوں
دعاؤں کو اجابت کے لگیں پر ، انجینئر مختار فاروقی!

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ
اے اللہ مغفرت فرما تمام اہل ایمان مردوں کی اور تمام اہل ایمان عورتوں کی اور تمام مسلمان مردوں کی اور تمام مسلمان عورتوں کی

باب 2

انجمن/تنظیمی احباب کی یادیں

1. ڈاکٹر ابصار احمد
2. ڈاکٹر ضمیر اختر خان
3. خورشید انجم
4. پروفیسر خلیل الرحمٰن
5. عمر دراز قریشی
6. محمد نذیر یاسین
7. نعیم اختر عدنان
8. رشید عمر
9. شمس الحق اعوان
10. انجینئر نعمان اختر
11. صادق علی
12. شوکت حسین انصاری
13. محمد افضل حق
14. محمد سلیم صدیقی
15. ملک احسان الٰہی
16. عثمان فاروق
17. شیر محمد حنیف

01
ڈاکٹر ابصار احمد
صدر مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور

انجینئر مختار حسین فاروقیؒ: ایک صاحبِ عزیمت داعی

ماہ نامہ ’’حکمتِ بالغہ‘‘ کے زیر نظر شمارے کے لیے جو محترم مختار فاروقی مرحوم کے بارے میں رفقاء‘ احباب‘ معتمدین اور اعزہ کی تحریروں کا گلدستہ ہے‘ راقم کو بھی اپنے تاثرات اور یادیں قلم بند کرنے کی دعوت دی گئی۔ مرحوم کے ساتھ میرا تعلق دعوتی وتحریکی ساتھ ہونے کے علاوہ قریبی عزیز داری کا بھی ہے‘ کہ وہ میری ہمشیرہ کے داماد تھے۔ اس طرح سے میں ان کی اہلیہ محترمہ کا ماموں ہوا۔ چنانچہ اس خاندانی قرابت داری کے سبب ان سے اکثر مواقع پر صادق آباد (جہاں ان کا سسرال تھا) اور لاہور (جہاں تنظیم اسلامی کا مرکز ہے) میں ملنا ہوتا رہتا تھا۔ زندگی کی بے ثباتی اور موت کی اٹل حقیقت نے اب ہمارے درمیان جدائی پیدا کر دی ہے۔ ان شاء اللہ‘ ہم ان سے حیاتِ اُخروی میں زیادہ بہتر حالات میں ملیں گے!

انگلستان سے ڈاکٹریٹ کے بعد واپسی پر (وسط 1973ء) جب راقم برادر مکرم ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے ساتھ 12- افغانی روڈ‘ سمن آباد‘ لاہور میں مقیم ہوا تھا تو مختار فاروقی بھی سول انجینئرنگ کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد اپنی اوّلین ملازمت کے دوران اسی مکان کے بالائی پورشن میں کچھ عرصہ قیام پذیر رہے۔ اور یہ ان کی شادی سے پہلے کی بات ہے۔ وہاں ہمارے بہنوئی مرحوم بھائی اللہ بخش سیال صاحب بھی گاہے بگاہے آتے تھے۔ مختار فاروقی اس طرح تعارف اور ملاقاتوں کے بعد ان کی دامادی میں آئے۔

فاروقی صاحب کی شخصیت کے کئی پہلو ہیں۔ وہ تعلیمی لحاظ سے اور پروفیشنلی ایک

سول انجینئر تھے۔ دین اور دعوتِ دین کی طرف پوری شدت اور یک سوئی سے اس وقت مائل ہوئے جب انہوں نے انجینئرنگ یونیورسٹی میں تعلیم کے دوران ہی مؤسس مرکزی انجمن اور بانی تنظیم اسلامی کے دروسِ قرآن کی سماعت کا آغاز کیا۔ فرائض دینی کی انجام دہی کو انہوں نے ہمیشہ ملازمت یا کسی بھی دوسری معاشی مصروفیت پر ترجیح دی۔ پاکستان میں وہ جہاں بھی رہے' انہوں نے دعوتی و تحریکی کام تن دہی اور انتہائی خلوص سے کیا۔ چنانچہ ہر جگہ فعال شاگردوں کی شکل میں ان کی مساعی کے نتائج سامنے آئے۔ تا آنکہ جب دو ہونہار اور سلیم الطبع بیٹوں نے تعلیم مکمل کر کے انہیں معاشی ذمہ داریوں سے آزاد کر دیا تو وہ گزشتہ ڈیڑھ دو دھائیوں سے ہمہ تن اور ہمہ وقت اپنے دینی استاد اور پیش رَو ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے فکر قرآنی کی تشہیر و اشاعت اور ان کی قائم کردہ تنظیم اسلامی کے تحت غلبہ دین کی عملی جدوجہد میں مصروفِ عمل رہے۔ تنظیم اسلامی کی مرکزی عاملہ اور مرکزی شوریٰ کے رکن ہونے کے علاوہ وہ تحریک خلافت کے ناظم اعلیٰ بھی رہے۔ چنانچہ ہر ماہ لاہور اور جھنگ کے درمیان ان کے کم از کم دو رحلات رہتے تھے۔ دعوتی و تدریسی مصروفیات کے ساتھ ساتھ اپنے علمی اُفق کو وسیع کرنے میں بھی فاروقی صاحب نے مسلسل جدوجہد کی۔ برصغیر میں اردو میں شائع ہونے والی کتابوں کے علاوہ وہ یورپ اور امریکہ میں مؤیدِ مذہب چھپنے والی کتابوں پر بھی نظر رکھتے تھے۔ اسی طرح کی طبع ہونے والی ایک کتاب Slouching Towards Gomorrah جو 1996ء میں امریکہ کے ایک سابق اٹارنی جنرل Robert H. Bork نے تصنیف کی۔ فاضل مصنف نے 400 سے زائد صفحات پر مشتمل اس کتاب میں مغربی دنیا اور خاص طور پر امریکہ کے معاشرے کے اخلاقی زوال و پستی کی بھیانک صورت حال وضاحت سے پیش کی ہے' اور ساتھ اصلاحی اقدامات کے لیے ایک زوردار آواز (wake-up call) بلند کی ہے۔ اس کتاب کی فوٹو کاپی فاروقی صاحب نے مجھے بھی بھجوائی' جو میرے پاس بطور ایک یادگار تحفہ محفوظ ہے۔

اپنے دینی و فکری قائد کے منہج پر چلتے ہوئے آبائی شہر جھنگ میں مرحوم نے انجمن خدام القرآن کی بنیاد رکھی اور اس کے زیرِ انتظام قرآن اکیڈمی کی تعمیر کا آغاز بھی معمولی وسائل کے ساتھ کیا۔ یہ اکیڈمی اب اللہ کے فضل و کرم اور احباب و رفقاء کے مالی تعاون سے اچھے خاصے رقبہ

پر دیگر تعمیرات کے ساتھ موجود ہے۔ ماضی میں جھنگ شیعہ سنی فرقہ ورانہ آویزش کے حوالے سے مشہور رہا ہے۔ ایسے ماحول میں قرآنی دعوت کا ایک ایسا مرکز قائم کرنا جس میں قرآن وسنت کی تفہیم ٹھوس علمی بنیادوں پر ہو' ایک اہم سنگ میل ہے۔ فرقہ پرستی اور تشتّت کے بجائے اسلام کے اصل منبع و مآخذ اور اس کی بنیادوں کی طرف رجوع و التفات ہر اعتبار سے اہمیت کا حامل ہے۔ فاروقی صاحب کی نمازِ جنازہ میں شرکاء کی کثیر تعداد سے اندازہ ہوا کہ جھنگ اور مضافات کے بالخصوص تعلیم یافتہ خواتین وحضرات میں ان کے اور باصلاحیت فعال ساتھیوں کے دروسِ قرآن اور جملہ دعوتی کاوشوں کا اثر ونفوذ پھیل رہا ہے۔ انجمن گاہے گاہے دینی وملکی' سیاسی وعلمی موضوعات پر سیمینارز کا اہتمام بھی کرتی رہی ہے' جس کے لیے ساری بھاگ دوڑ اور محنت شاقہ مختار فاروقی صاحب نے کی۔ ان علمی مجالس میں لاہور' اسلام آباد اور دوسرے کئی شہروں سے اصحابِ علم وفضل نے حاضر ہو کر اپنے افکار و خیالات پیش کیے۔ راقم کو یاد پڑتا ہے کہ کم از کم ایسے دو سیمینارز میں اس نے بھی بعض موضوعات پر اپنا تجزیہ مقررین کے گوش گزار کیا۔ ان مجالس میں فاروقی صاحب کے استقبالی/کلیدی خطابات اسلام کے حوالے سے ان کے جذبات اور سوزِ دروں کے آئینہ دار ہوتے تھے۔ وہ علیٰ وجہ البصیرت عالمی صیہونی ابلیسی تہذیب کے شدید ناقد تھے۔ ان کی تقاریر میں نہ معذرت ہوتی اور نہ حقائق شکنی' بلکہ وہ علم وبصیرت سے لبریز ہوتیں۔

قرآن اکیڈمی میں فاروقی صاحب نے ''پھر سوئے حرم لے چل'' کے عنوان سے 25 روزہ تعلیمی وتربیتی پروگرام کا آغاز کئی برس قبل کیا' جن میں طلبہ ہمہ وقتی اور شاید کبھی جز وقتی قیام کر کے قرآن وحدیث اور دوسری اسلامی معلومات حاصل کرتے رہے۔ یہ پروگرام تھوڑے تھوڑے وقفے سے اب تک غالباً ڈیڑھ سو ہو چکے ہوں گے۔ مجھ ناچیز کی رائے میں انجمن خدام القرآن جھنگ کا یہ پروگرام اکیڈمی سے شائع ہونے والے جرائد یا مطبوعات سے زیادہ مثبت اور اسلامی تحریکی اعتبار سے زیادہ ثمر آور ہے۔ اگر ان پروگراموں کے شرکاء کے کوائف کا ریکارڈ رکھ کر بعد میں بھی ان سے رابطہ رکھا جائے تو مزید دینی وتحریکی جذبہ بڑھانے میں یہ follow-up مفید رہے گا۔ تنظیم اسلامی کی تربیتی ورک شاپس' علاقائی پروگراموں اور سالانہ اجتماعات میں بھی فاروقی صاحب کے خطابات ہمیشہ بہت مؤثر ہوتے تھے۔ وہ اسلامی تاریخ کے مختلف ادوار اور واقعات پر

ماہرانہ اسلوب سے کلام کرتے تھے‘ جسے حاضرین بہت دلچسپی سے سنتے تھے۔ اپنی تقریروں اور تحریروں میں ہمیشہ شاعرِ مشرق علامہ اقبالؒ کے اشعار کی مدد سے وہ سامعین اور قارئین کی دلوں میں حرارتِ ایمانی اور جذبہ عمل پیدا کرتے تھے۔

راقم اپنی علمی بے بضاعتی کے باوصف یہ سمجھتا ہے کہ بانی تنظیم ڈاکٹر اسرار احمدؒ (اور ان کے تتبع میں انجینئر مختار فاروقی بھی آتے ہیں) کے فکر کے بعض فراموش کردہ پہلوؤں کی جانب التفات کر کے داعیانِ قرآن کے فکر اور مشن کو زیادہ روشن اور توانا (powerful) بنایا جا سکتا ہے۔ انجمن ہائے خدام القرآن کے اغراض و مقاصد میں سب سے بلند مقصد قرآن حکیم کے فلسفہ و حکمت کو وقت کی اعلیٰ ترین علمی سطح پر پیش کرنے کی سعی ہے۔ بحمداللہ‘ بانی تنظیم اور بعدازاں ان کے بے شمار تلامذہ نے دروسِ قرآن‘ موضوعاتی تقاریر اور لٹریچر کے ذریعے باشعور اذہان میں جو اسلامی بیداری پیدا کر دی ہے اور جس علمی حرکت کو ان صاحبانِ عزیمت نے اکسایا ہے اسے کوئی طاقت بار آور ہونے سے نہیں روک سکتی۔ اس احیائی دینی فکر کو سطحیت اور جمود کا شکار ہونے سے بچانے کے لیے گہری دینی عرفانی بصیرت کے ساتھ عصرِ حاضر کے علمی و عقلی سطح کی ایسی تازگی و توانائی (rejuvenation) کی ضرورت ہے جو معاصر گلوبل حالات و افکار کا گہرا فہم و ادراک بھی رکھتی ہو۔ اس سلسلے میں انجمنوں اور اکیڈیمیز کو اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لیے ایک اعلیٰ علمی تحقیقی و تدریسی ادارے کے طور پر علمی ممارست و فقاہت اور فکری تدوینِ نو کا کام کرنا ہے۔ اس دقت طلب کام میں علوم دینیہ کے اصل مراجع و مصادر کا گہری نظر سے مطالعہ ازبس ضروری ہے۔ یہ ہدف مشکل تو ضرور ہے‘ لیکن اس کی ضرورت ہر گزرتے دن کے ساتھ بڑھتی جاتی ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مختار فاروقی صاحب کی خدمات کو شرفِ قبولیت اور فیضانِ عام بخشے۔ اللہ ان سے راضی ہو اور ان کی روح کو ابدی سکون سے ہم کنار کرے! ان کے صاحب زادگان اور رفقاء کو ان کے مشن کو صحیح خطوط پر آگے بڑھانے کی توفیق دے۔ آمین‘ ثم آمین!

مرے گناہ زیادہ ہیں یا تری رحمت / کریم تو ہی بتا دے حساب کر کے مجھے	بقول مضطر خیر آبادی

02
ڈاکٹر ضمیر اختر خان
امیر تنظیم اسلامی حلقہ اسلام آباد

ایک مردِ درویش کا سفرِ آخرت

انسانی زندگی ایک سفر ہے جس کا آغاز اگرچہ اس دنیا میں انسان کی پیدائش سے ہوتا ہے مگر ہمیں اللہ تعالیٰ کے بتلانے سے یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ سفر تو اس وقت شروع ہو گیا تھا جب ارواحِ انسانی سے اللہ تعالیٰ نے خود ''عہدِ الست'' لیا تھا۔ اسی حقیقت کو علامہ اقبال نے یوں تعبیر کیا ہے: ؎

تو اسے پیمانۂ امروز و فردا سے نہ ناپ
جاوداں، پیہم دواں ہر دم جواں ہے زندگی

اس سفر کا ایک اہم پڑاؤ یہ دنیوی زندگی ہے جس کو حدیث نبوی میں ''مزرعة الآخرة'' قرار دیا گیا ہے۔ اس کا اختتام موت پر ہوتا ہے مگر موت خاتمہ زندگی نہیں بلکہ ایک مرحلہ ہے جس کے بعد بھی یہ سفر جاری رہتا ہے۔

ہمارے بہت ہی عزیز بزرگ، مربی اور نمونۂ اسلاف محترم مختار فاروقی صاحب جو واقعتاً ایک مردِ درویش تھے، اللہ تعالیٰ کے فیصلے کے مطابق، حیاتِ دنیوی کی تکمیل کر کے سفر آخرت پر روانہ ہو چکے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ ۔ خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را۔ اللہ تعالیٰ ان کے لئے اگلی منزلیں آسان کرے، ان کی قبر کو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ بنا دے۔ ان کی جملہ حسنات کو شرفِ قبولیت بخشے اور ان کی سیئات سے درگزر فرما کر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین

راقم نے پہلی بار اس مردِ درویش کو 1985ء میں تنظیم اسلامی کراچی کے ایک اجتماع میں دیکھا تھا۔ سر پر سفید رومال لپیٹے، ٹخنے سے شلوار اوپر سمیٹے، ڈھیلا ڈھالا کرتہ زیب تن کیے ہوئے اور چہرے بشرے سے علماء کرام سے مشابہت رکھتے ہوئے، سرتاپا عجز وانکسار کے پیکر اس سول انجینئر نے مجھے بہت متأثر کیا اور موت تک بلکہ اس کے بعد بھی یہ تاثر قائم ہے۔ میں اس وقت نیا نیا تنظیم اسلامی میں شامل ہوا تھا اور ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ کی مسحور کن شخصیت سے مرعوبیت کی حد تک متأثر تھا لیکن مختار فاروقی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کے بعد ڈاکٹر صاحب کی شخصیت کے ساتھ

ایک اور جاذبِ نظر شخصیت کا اضافہ ہوگیا۔ اگرچہ تنظیم اسلامی میں شخصیات کو نمایاں کرنے کا رواج نہیں ہے، خود ڈاکٹر صاحب اس چیز کو سخت ناپسند کرتے تھے کہ ان کے سامنے ان کے لیے بڑے بڑے القابات کا استعمال کیا جائے۔

فاروقی صاحب انجینئرنگ کی تعلیم حاصل کرنے کے لیے 60 کی دھائی میں لاہور منتقل ہوگئے تھے، اسی دوران ڈاکٹر اسرار احمد کے دروسِ قرآن کے ذریعے آپ کا قرآن مجید سے تعلق قائم ہوگیا تھا جو رحلت تک تسلسل سے قائم رہا۔ ڈاکٹر صاحب کے توسط سے علامہ اقبال کے فکری وارث ڈاکٹر رفیع الدین مرحوم سے بھی تعلق کی صورت بن گئی جس کا آپ نے بھرپور فائدہ اٹھایا اور فکرِ اقبال کو سمجھا اور پھر اس کے مبلغ بن گئے۔ تنظیم اسلامی میں آپ کو ترجمانِ اقبال یا شارحِ کلامِ اقبال کی حیثیت حاصل تھی۔ آپ کی رحلت سے یہ خلا پیدا ہوگیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے اس کو پر کردیں۔

فاروقی صاحب ایک مخلص تحریکی و انقلابی کارکن تھے۔ ان پر ایک ہی دھن سوار تھی کہ قرآن کی دعوت سے نسلِ نو کے اذہان وقلوب کو مسخر کیا جائے۔ چنانچہ کراچی میں قیام کے دوران تنظیم اسلامی میں نئے شامل ہونے والے جدید تعلیم یافتہ نوجوانوں کی تربیت پر آپ نے خصوصی توجہ دی جس کے نتیجے میں انجینئر نوید احمد رحمۃ اللہ علیہ جیسے باصلاحیت نوجوان سامنے آئے جنہوں نے دنیوی کیریئر کی بجائے تعلیم و تعلّم قرآن کو اپنا ہدفِ زندگی بنا لیا اور تھوڑے ہی عرصے میں انجمن خدام القرآن سندھ، کراچی کے زیرِ اہتمام قرآن اکیڈمی خیابان راحت ڈیفنس، قرآن اکیڈمی یاسین آباد، قرآن اکیڈمی کورنگی اور قرآن انسٹیٹیوٹ گلشن جوہر جیسے اداروں میں اعلیٰ علمی سطح پر تصنیف وتالیف کے ساتھ تعلیم وتربیت کا وسیع پیمانے پر کام شروع ہوگیا۔ ان سب کاوشوں کے پیچھے مختار فاروقی مرحوم ومغفور کا خلوص کارفرما تھا۔ مرحوم یہ سب کچھ اپنے ذاتی کاروبار کے ساتھ کر رہے تھے۔ 1987 میں کراچی سے کاروبار سمیٹ کر نکلے تو مختلف مقامات پر اپنی پیشہ ورانہ سرگرمیوں کے ساتھ دینی ذمہ داریوں میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے رہے اور بالآخر 1998ء میں اپنے آبائی شہر جھنگ منتقل ہوگئے۔

جھنگ مراجعت کے بعد تو آپ نے ہمہ وقت وہمہ جہت قرآن مجید کے انقلابی پیغام

کو عام کرنے کے لیے اپنے آپ کو وقف کر دیا۔ اس کے لیے انجمن خدام القرآن جھنگ قائم کی۔ پھر قرآن اکیڈمی اور اس کے ساتھ عالی شان مسجد، بہترین کشادہ آڈیٹوریم اور مہمانوں کے لیے رہائشی کمرے تعمیر کروائے۔ ان عمارات کو دیکھ کر آپ کی اپنے مقصد حیات سے لگن اور شوق کا بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے۔ یہاں پر آپ نے ایک حسن ترتیب سے دینی کام شروع کیا۔ معمول کے دروسِ قرآن، خطابات جمعہ، محاضرات قرآنی، سیرت طیبہ پر لیکچرز اور خلافت کانفرنسز کا باقاعدگی سے انعقاد کرتے تھے۔ یادش بخیر 2018 بروز جمعتہ المبارک 19 ربیع الاول 1439ھ کو فاروقی صاحب نے راقم الحروف کی حوصلہ افزائی کے لیے سیرتِ طیبہ کے حوالے سے منعقد ہونے والے سیمینار میں مدعو کیا۔ اس میں شرکت میرے لیے باعث اعزاز تھی۔ سیمینار کا موضوع ''رحمتہ للعالمین ﷺ'' تھا۔ میں اسلام آباد سے بذریعہ بس جھنگ بس ٹرمینل پر پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ فاروقی صاحب اپنے صاحبزادے کے ہمراہ مجھے لینے کے لیے پہلے سے منتظر تھے۔ یہ ان کی مہمان نوازی اور اپنے تنظیمی ساتھیوں کے ساتھ دلی تعلق کا اظہار تھا۔ علاوہ ازیں نوجوانوں کی تعلیم و تربیت بھی ان کا ایک اہم ہدف تھا۔ اس حوالے سے انہوں نے گرمیوں کی چھٹیوں میں نوجوان طلبا کے لیے فہم دین کورس کا اجرا کیا تھا جو باقاعدگی سے ہر سال منعقد ہوتا رہا اور دور و نزدیک سے طلبا کی ایک بڑی تعداد ان کورسز سے مستفید ہوئی۔

جنوری 2007ء میں ''حکمت بالغہ'' کے نام سے ایک ماہنامہ کا پہلا شمارہ منظر عام پر آیا تو فاروقی صاحب کے عزم و حوصلہ کا اندازہ ہوا کہ یہ مردِ درویش کتنا باہمت ہے اور کتنے اعلیٰ مقاصد کے حصول کے لیے کوشاں ہے۔ تنظیم اسلامی کے تین جرائد (ماہنامہ 'میثاق'، حکمت قرآن اور ہفت روزہ 'ندائے خلافت') کی موجودگی میں ایک مزید جریدے کا اجراء فاروقی صاحب کے بلند حوصلے کا بین ثبوت تھا۔ یہ رسالہ ان کی ادارت میں جس باقاعدگی سے شائع ہوتا تھا معاصر رسالوں میں کم ہی اس طرح کی باقاعدگی سے شائع ہوئے ہیں۔ اس کا جاندار اداریہ وہ خود لکھتے تھے اور ساتھ ہی مفصل تحریکی، انقلابی اور اعلیٰ علمی و تحقیقی معیار کے مقالات بھی سپرد قلم کرتے تھے۔ دیگر اہل قلم کے معیاری مضامین بھی اس رسالے کی زینت بنتے تھے اور ایک منفرد روایت فاروقی صاحب نے یہ قائم کی کہ ہر سال ایک خصوصی اشاعت کا اہتمام بھی کرتے تھے۔ اب تک 14

خصوصی اشاعتیں (2007ء تا2020ء) منصۂ شہود پر آ چکی ہیں اور ہر اشاعت کا موضوع جامعیت کے ساتھ ساتھ دینی، اسلامی اور ملّی اعتبار سے وقت کی اہم ترین ضرورت پوری کرتا ہے۔ان اشاعتوں کا ہر موضوع ایک مکمل کتاب ہے۔خصوصی اشاعتوں کا دلچسپ پہلو یہ بھی ہے کہ ان میں سے بیشتر میں تمام تر مواد آپ کی تحریروں پر مشتمل ہے۔ان سب اشاعتوں کی ایک خاص بات یہ بھی ہے کہ ان کے مقاصد میں سرفہرست مسلمانان پاکستان کو جگانا، انہیں فرائض دینی سمجھانا اور انہیں قیام نظام خلافت کے لیے آمادہ عمل کرنا ہے۔

تحریک خلافت پاکستان کے ناظم اعلیٰ کی حیثیت سے آپ نے عوام وخواص میں اس تحریک سے آ گاہی کے لیے انتھک محنت کی۔ان کی تقاریر وخطابات پر مستزاد متعدد تصانیف اس کی گواہی دے رہی ہیں کہ انہوں نے ایک طرف اعلیٰ علمی سطح پر نظام خلافت کو متعارف کروایا تو دوسری طرف اس نظام کے مخالفین کو بھی بے نقاب کیا۔اپنی تصنیف ''صہیونیت قرآن کے آئینے میں'' وہ اسلام اور نبی اکرم ﷺ کے شدید ترین دشمن یہودیوں کے خفیہ منصوبوں کا واشگاف انداز میں بیان کر کے مسلمانوں کو خبردار کر رہے ہیں کہ وہ اپنے دشمنوں کے عزائم کو پہچانیں اور ان سے مقابلے کے لیے تیار ہو جائیں۔

فاروقی صاحب پر امید تھے کہ جلد قیام نظام خلافت کی راہیں ہموار ہوں گی۔اگست 2021ء میں وہ اسلام آباد تشریف لائے تو ہم نے ان کے ساتھ مختلف نشستوں کا اہتمام کیا۔رفقاء تنظیم اسلامی کے ساتھ ایک نشست میں انہوں نے اس رائے کا اظہار فرمایا کہ شاید اللہ تعالیٰ اب مسلمانوں کو خلافت دینے والے ہیں، اس لیے کہ پوری دنیا میں باطل کی حکمرانی نے انسانیت کے ناک میں دم کر دیا ہے اور اب وقت آ گیا ہے کہ انسانیت اسلام کے عادلانہ نظام کے تحت سکھ کا سانس لے۔ساتھ ہی انہوں نے اس اندیشے کا بھی اظہار کیا کہ کہیں خلافت کی برکات سے دنیا کو مستفیض کرنے میں ہم سے کوتاہی نہ ہو جائے، اس لیے کہ ہمارے پاس وہ تربیت یافتہ افراد اتنی تعداد میں نہیں ہیں جو نظام خلافت کو دورِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق چلا کر دکھا سکیں۔یہ واقعتاً تشویشناک صورت حال ہے جس پر تحریکات اسلامی کو خصوصی توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ایک اور نشست میں فاروقی صاحب نے مغربی مفکرین کے فکری افلاس اور بودے پن کا بھی ذکر کیا اور یہ

رائے بھی دی کہ مغرب نے ڈارون جیسے جاہلوں سے ارتقا کے نام سے کتابیں لکھوائیں اور جھوٹے فرضی نظریات گھڑ کر ان کا اس شدومد سے پرچار کیا کہ لوگ ان جھوٹے نظریات کو حقیقت سمجھنے لگے اور اب تک ان کے دجل ودھوکے میں مبتلا ہیں۔

فاروقی صاحب اپنے حصے کا کام بہت عمدگی سے کر کے اپنے خالق ومالک کے پاس چلے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی تمام مساعی کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور انہیں اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ ہمارے لیے انہوں نے اپنا قیمتی سرمایۂ محنت بشکل تصانیف جن کی تعداد ایک درجن سے زائد ہے، ایک علمی وفکری مجلّہ (ماہنامہ حکمت بالغہ)، انجمن خدام القرآن جھنگ جیسا منظّم ادارہ اور کثیر تعداد میں شاگرد اور لائق فائق فرزندان عبداللہ اسماعیل اور عبداللہ ابراہیم چھوڑے ہیں۔ ماشاء اللہ دونوں صاحبزادے اپنے باپ کے نقش قدم پر چل رہے ہیں۔ ان کی زندگی میں ہی یہ دونوں تنظیم اسلامی کے سرگرم رفقا ہونے کے علاوہ انجمن خدام القرآن جھنگ کے معاملات میں بھی اپنے والد گرامی کے شریک کار تھے۔ امید ہے کہ وہ اپنے والد کے مشن کو آگے بڑھانے میں اپنا کردار ادا کریں گے۔ ہماری دعائیں اور تعاون ان کے ساتھ ہے۔ ان شاء اللہ

03
خورشید انجم
ناظم شعبہ تعلیم وتربیت تنظیم اسلامی پاکستان لاہور

اِک چراغ اور بجھا اور بڑھی تاریکی

تیری لحد پہ خدا کی رحمت تیری لحد کو سلام پہنچے

جس چیز کا آغاز ہے اس کا انجام بھی ہے۔ موت ایک اٹل، حتمی اور یقینی امر ہے۔ نہ تو اس سے فرار ممکن ہے اور نہ ہی گریز کی کوئی سبیل۔ بقوائے الفاظ قرآنی: ﴿فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ﴾ (الاعراف:34)

موت سے کس کو رستگاری ہے　　　آج وہ کل ہماری باری ہے

جو نفس بھی اس کائنات میں آیا ہے اسے واپس جانا ہی ہے ﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ﴾ مگر ایسے نفوس معدودے چند ہوتے ہیں جو اپنی ذات میں ایک انجمن اور ادارہ ہوتے

ہیں بلکہ اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ ایسے نفوس اپنی ذات میں علم وعمل کا ایک جہان اور اخلاق وہدایت کی ایک دنیا بسائے ہوئے ہوتے ہیں اوران کے اٹھ جانے سے ایک فرد کی ہی کمی نہیں ہوتی بلکہ پوری سبھا اجڑ جاتی ہے۔ایک عہد کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔

قحط الرجال کی اس کیفیت میں ابھی ہم محترم رحمت اللہ بٹر صاحب اور محترم ڈاکٹر اقبال صافی صاحب کی موت کے صدمے سے سنبھلنے بھی نہ پائے تھے کہ محترم مختار حسین فاروقی کا سانحۂ ارتحال پیش آ گیا۔اِنَّـا لِـلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔اِنَّ لِلّٰهِ مَا اَخَذَ وَلَهٗ مَا اَعْطٰى وَكُلُّ شَىْءٍ عِـنْـدَهٗ اِلٰـى اَجَـلٍ مُّـسَـمًّى، اِنَّ الْعَيْنَ تَدْمَعُ وَالْقَلْبُ يَحْزَنُ وَلَا نَقُوْلُ اِلَّا مَا يُرْضِى رَبَّنَا، وَ اِنَّا بِفِرَا قِكَ يَا مُخْتَار لَمَحْزُوْنُوْن۔

محترم انجینئر مختار حسین فاروقی، 12 ستمبر 1950ء کو جھنگ میں پیدا ہوئے۔نام تو مختار حسین تھا والد کی طرف سے کھوکھر فیملی اور والدہ کی جانب سے کھرل فیملی سے تعلق تھا لیکن فاروقی کا لقب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ عقیدتاً اوران کے عہد خلافت میں جا گیرداری کے خاتمے، عدل کے اعلیٰ انتظامات اور مساواتِ انسانی کے شاندار کارناموں کی وجہ سے اختیار کیا اور یوں یہ ان کے نام کا حصہ بن گیا اور فاروقی صاحب کے نام سے پہچانے جانے لگے۔

ابتدائی تعلیم جھنگ میں حاصل کی اور میٹرک کا امتحان اسلامیہ ہائی سکول جھنگ صدر سے 1965ء میں پاس کیا اور جھنگ پوسٹ گریجویٹ کالج سے 1967ء میں انٹرمیڈیٹ کر کے UET لاہور میں داخلہ لیا۔اس دوران 1968ء میں ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی اور ان کی دعوت پر سمن آباد میں ان کے ہفتہ وار درسِ قرآن میں شرکت کرنے لگے۔بقول ان کے درسِ قرآن کے دوران ڈاکٹر صاحبؒ جس کتاب کا حوالہ دیتے وہ اس کو حاصل کر کے اگلے درس سے پہلے مطالعہ کر کے درس میں شریک ہوتے۔اسی دوران ڈاکٹر صاحبؒ نے ڈاکٹر رفیع الدین کی کتاب ''قرآن اور علم جدید'' کا حوالہ دیا۔حسبِ عادت لائبریری سے کتاب حاصل کی اور مطالعہ شروع کر دیا۔اس مطالعہ سے کئی سوالات کے جوابات مل گئے اور کچھ نئے سوالوں نے جنم لیا۔بالآخر خواہش ہوئی کہ صاحبِ کتاب سے بالمشافہ ملاقات کی جائے۔ڈاکٹر صاحبؒ سے تذکرہ کیا تو انہوں نے مصنف سے اپنے ذاتی مراسم اور تعلقات کی بنا پر ملاقات کی سبیل پیدا فرما دی۔

پہلی ملاقات ہی میں ان سے ایسے متاثر ہوئے کہ پھر ملاقاتوں کا سلسلہ ہی شروع ہوگیا۔ جس نے ان کے ذہن وقلب کی دنیا بدل ڈالی۔ ڈاکٹر رفیع الدین اور علامہ اقبال سے ایک انمٹ اور لازوال رشتہ قائم ہوا جو تادمِ زیست قائم رہا اور وہ شارحِ اقبال کے حوالے سے ایک عظیم اقبال شناس کے طور پر معروف ہوگئے۔ تعلیم سے فراغت کے بعد پیشہ وارانہ سرگرمیوں کا آغاز ہوا اور اس دوران ''ہے مشقِ سخن جاری چکی کی مشقت بھی'' کے مِصداق پیشہ ورانہ سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ حصولِ علمِ دین اور غلبہ دین و اعلائے کلمتہ اللہ کا جو سبق بانیٔ تنظیم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب سے حاصل کیا اس میں ایک فلسفیانہ رنگ علامہ اقبال اور شارح اقبال ڈاکٹر رفیع الدین کی تحریروں سے بھرا۔ پھر زندگی بھر اس سے غافل نہیں ہوئے اور جس کا حاصل یہ ہے کہ ''دین و دنیا اور مذہب وسیاست'' کو یکجا کر کے ان کے مجموعے پر اللہ کی حاکمیّت یعنی کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ کی غیر مشروط اور بلا استثنا بالا دستی قائم کرنے کی جدوجہد میں تن من دھن کے ساتھ حصہ لیا جائے تا کہ دینِ حق کے غلبے کی صورت میں وہ نظامِ عدل اجتماعی قائم ہوجائے جو انسانی حریت، اخوت اور مساوات کے معتدل اور متوازن مجموعے کی حیثیت سے خلق کے لیے خالق کی رحمت و ربوبیت اور عدل وقسط کا جامع اور کامل مظہر بن جائے۔۔۔۔ اور علامہ اقبال کے مندرجہ ذیل اشعار کے مطابق اس مقصد عظیم کے لیے تن من دھن لگا دینا، حتیٰ کہ ضرورت پڑ جانے پر جان دے دینا، دینِ حق کا لازمی تقاضا ہے

مقامِ بندگی دیگر، مقامِ عاشقی دیگر | زنوری سجدہ می خواہی، زخاکی بیش ازاں خواہی
چناں خود را نگہداری کہ با ایں بے نیازی ہا! | شہادت بر وجودِ خود زخونِ دوستاں خواہی

1985ء میں ڈاکٹر صاحب کے ہاتھ پر بیعتِ سمع واطاعت کر کے غلبہ واقامت دین کی اس جدوجہد کا حصہ بن گئے اس دوران کتنے ہی جھکڑ اور طوفان آئے لیکن وفاداری بشرط استواری کے اصول کے تحت اور ﴿فَمِنۡهُمۡ مَّنۡ قَضٰى نَحۡبَهٗ وَ مِنۡهُمۡ مَّنۡ يَّنۡتَظِرُ﴾ (الاحزاب:23) کے مِصداق آخر دم تک اس قول وقرار کو نبھایا اور اپنے آپ کو اس کھونٹے سے باندھے رکھا۔ پیشہ ورانہ مصروفیات کے سلسلے میں ملک کے مختلف علاقوں میں گئے لیکن ''جہاں بھی گئے داستان چھوڑ آئے'' کے مِصداق پوری سرگرمی سے دین کا کام کرتے رہے اور اپنی دعوتی

وتدریسی سرگرمیوں کے نتیجے میں تنظیم کو ہیرے فراہم کرتے رہے جس کی نمایاں ترین مثال کراچی میں سابقہ ناظم تعلیم وتربیت انجینئر نوید احمد مرحوم کی یافت ہے۔

بانیٔ تنظیم نے اپنے جانشین کے لئے جب رفقا سے رائے لی تو ان کا نام بھی ان چھ حضرات میں شامل تھا جن کے بارے میں رفقا نے رائے دی بعد ازاں جب بانی محترم نے مشاورت کے بعد حافظ عاکف سعید صاحب کے حق میں فیصلہ فرمایا تو انہوں نے ان کے ہاتھ پر بیعتِ ثانی کر کے اس تسلسل کو برقرار رکھا اور جب 2020ء میں حافظ عاکف سعید نے علالت کی وجہ سے امارت کی ذمہ داری ادا کرنے سے معذرت کی اور شوری نے امارت کے لیے شجاع الدین شیخ صاحب کے حق میں رائے دی تو انہوں نے ان کے ہاتھ پر بیعتِ ثالث کر لی۔ یہ دراصل اطاعتِ نظم کا وہ سبق تھا جو انہوں نے اپنے استاد ڈاکٹر اسرار احمدؒ سے حاصل کیا تھا اور مرتے دم تک اس پر کاربند رہے۔ تنظیم میں مختلف اہم ذمہ داریوں پر فائز رہے۔ امیر حلقہ ملتان بھی رہے اور اب ایک طویل عرصہ سے ناظم اعلیٰ تحریک خلافت کی ذمہ داری ادا کر رہے تھے۔ تنظیم کے تمام مشاورتی فورمز، مرکزی مجلس عاملہ، توسیعی مجلس عاملہ اور مرکزی مجلس شوریٰ کے وہ ممبر تھے اور اپنی وقیع آراء کا بلا خوف لومۃ لائم اظہار کرتے۔

1987ء میں کراچی سے کاروبار سمیٹ کر واپسی ہوئی تو مختلف مقامات پر پیشہ ورانہ مصروفیات کے ساتھ دینی خدمات بھی جاری رہیں۔ اس دوران حلقہ ملتان میں امیر حلقہ کی ذمہ داری ادا کرتے رہے یہاں تک کہ 1992ء میں تمام پیشہ ورانہ مصروفیات کو ترک کر کے اپنے استاد اور داعی قرآن ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے نقش پا کی پیروی کرتے ہوئے اپنے آپ کو ہمہ وقتی دین کے لیے وقف کر دیا۔

1996ء میں اپنے آبائی علاقے جھنگ منتقل ہو گئے تو قرآن حکیم کی عمومی نشر و اشاعت اور قرآن کی انقلابی فکر سے اہالیانِ جھنگ کو آگاہ کرنے کے لئے انجمن خدام القرآن جھنگ کی داغ بیل ڈالی۔ 2002ء میں انجمن کی رجسٹریشن ہوئی اور اکیڈمی کے لیے پلاٹ خریدا گیا۔ 2003ء میں جب اکیڈمی کی عمارت اس حد تک مکمل ہو گئی کہ کام کا آغاز ممکن ہو سکے تو فوراً باقاعدہ کام کا آغاز کر دیا۔ بعد میں تعمیرات کا کام جاری رہا اور اکیڈمی کی عمارت کی تکمیل ہوئی۔

ان کی ڈیزائن کردہ اکیڈمی کی عمارت سے ان کی فنی مہارت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ کس طرح انہوں نے چپہ چپہ کو قابلِ استعمال بنایا جبکہ اس سے پہلے قرآن اکیڈمی لاہور، قرآن اکیڈمی کراچی اورقرآن اکیڈمی ملتان کی تعمیرات میں بھی اہم کردار ادا کیا۔ ؎

اے خدا ایں جامعہ قائم بدار فیض او جاری بود لیل و نہار

اس کے ساتھ ساتھ انجمن کے تحت جھنگ کے مختلف مقامات پر دروسِ قرآن کا سلسلہ جاری رہا اسی طرح ترجمہ قرآن کا سلسلہ بھی شہر کے مختلف مقامات پر جاری رہا۔ بعد میں مؤسس انجمن نے یہ سلسلہ وار درس قرآن اکیڈمی کی جامع مسجد میں بروز جمعۃ المبارک خطبہ جمعہ سے قبل 11:00 سے 12:40 تک دینا شروع کر دیا۔ شائقینِ درس وقتِ مقررہ سے پہلے ہی مسجد تشریف لے آتے تھے تاکہ کماحقہ استفادہ ہو سکے۔ مرکزی مجلسِ عاملہ کے اجلاس میں امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ حفظہ اللہ اکثر ان سے سلسلہ وار درسِ قرآن کی پیش رفت کے بارے میں پوچھتے رہتے اور دوسری جانب ان کی بھی یہ خواہش تھی کہ اختتامی تقریب میں امیر تنظیم شریک ہوں لیکن ''اے بسا آرزو کہ خاک شدہ''۔ اپنی حیاتِ مستعار کے آخری جمعہ مؤرخہ 10 ستمبر کو سورۃ الحدید کے تیسرے رکوع کی آیت 24 کا درس دیتے ہوئے سامعین اور متعلقین کو بتایا کہ یہ دنیا کی زندگی عارضی ہے اور ہر مصیبتِ ناگہانی کے لیے تیار کیا کہ یہ باذن رب ہوتی ہے۔ سورۃ الحدید کی آیت 25 شروع کی اور پھر کہا کہ یہ تفصیل طلب ہے اگلے جمعہ کو مطالعہ کریں گے لیکن اس سے پہلے پیغامِ اجل آ گیا۔

اسی طرح بانی تنظیم محترم ڈاکٹر اسرار احمد نے رمضان میں دورۂ ترجمہ قرآن کا جو سلسلہ 1984ء میں شروع کیا تھا اور جسے اللہ نے شرف قبولیت عطا کیا تھا اور بقول حفیظ ''یہ طرز خاص تھی ایجاد ان کی'' فاروقی صاحب بھی جھنگ میں اسی طرز پر قرآن اکیڈمی اور دوسرے مقامات پر رمضان میں یہ دورہ کرایا کرتے تھے۔ اسی طرح عربی زبان کی تعلیم و ترویج جو انجمن ہائے خدام القرآن کے بنیادی مقاصد میں شامل ہے، اس کے لیے مختلف کلاسز کا انعقاد شروع کیا۔ علاوہ ازیں عورتوں کی اصلاح اور دینی تربیت کے لیے قرآن اکیڈمی سے متصل خواتین ہال میں ماہانہ تربیتی اجتماع بھی منعقد کرتے رہے۔

فاروقی صاحب کو اللہ تعالیٰ نے فکرِ اقبال اور تاریخ اسلام پر اچھی خاصی دسترس دے

رکھی تھی۔اس کے ابلاغ کے لیے انہوں نے پہلے 40 روزہ اور پھر 25 روزہ قرآن فہمی کورس بعنوان ’’پھر سوئے حرم لے چل‘‘ کا انعقاد کیا جس میں قرآن وحدیث کے ایک منتخب نصاب کے ساتھ تاریخِ اسلام اور کلامِ اقبال کا بھی مطالعہ کروایا جاتا۔ دوسری اکیڈمیوں کے طالب علموں کے لیے فاروقی صاحب کے تاریخ اسلام اور فکر اقبال کے عنوان سے خصوصی محاضرات کا انعقاد کیا جاتا۔ علاوہ ازیں طلبا گروپ کی صورت میں ہفتہ بھر کے لیے جھنگ آتے اور ان سے استفادہ کرتے۔ پچھلے سال دارالاسلام مرکز تنظیم اسلامی کے ایک سالہ رجوع الی القرآن کورس کے طلبا نے پانچ روزہ دورہ کیا جس سے ان کے دینی جذبے کو بہت زیادہ مہمیز ملی۔اس بار بھی پروگرام کی تیاریوں کا آغاز کر دیا گیا تھا کہ...... فاروقی صاحب خود ہی چل بسے۔اسی طرح سالانہ اجتماع کے موقع پر ان کی تقاریر انتہائی پرمغز ہوا کرتی تھیں،جس سے رفقاء کو ایک نیا جذبہ اور ولولہ تازہ ملتا اور ان کی تقریر کا بے چینی سے انتظار کیا جاتا اور جب بیان کرتے تو ایسے لگتا گویا ’’بلبل چہک رہا ہے ریاضِ رسول میں‘‘۔

رفقاء کے لیے قرآن مجید کے فلسفہ وحکمت کو عصر حاضر کے تقاضوں کے مطابق پیش کرنے کے لیے جنوری 2007ء سے ماہنامہ حکمت بالغہ کا اجرا کیا۔اگر یوں کہا جائے تو غلط نہ ہوگا کہ یہ رسالہ بنیادی طور پر فکرِ اقبال اور شارحِ اقبال،ڈاکٹر رفیع الدین اور ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے افکار کے ذریعے قرآن کے فلسفہ وحکمت کو قارئین تک پہنچانے کا فریضہ سرانجام دے رہا ہے۔حکمت بالغہ کی ایک نمایاں خصوصیت ہر سال مختلف دینی قومی اور ملّی موضوعات پر ایک خصوصی اشاعت شائع کرنا ہے جس میں زیادہ تر رشحاتِ قلم فاروقی صاحب کے ہوا کرتے تھے اور جس کو اصحابِ دانش وبینش اور اہلِ قلم شخصیات کی جانب سے بھرپور خراجِ تحسین حاصل ہوتی تھی۔ان خصوصی نمبرز کے مطالعہ سے فاروقی صاحب کے گہرے غور وفکر اور ان کی محنتِ شاقہ کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔فکرِ اقبال اور تاریخِ اسلام کے علاوہ علاماتِ قربِ قیامت، دورِ حاضر کے فتن،صہیونیت اور اس کے ہتھکنڈوں اور اسلام دشمن لابیوں پر بھی ان کی گہری نظر تھی اور وہ اپنی تقاریر اور تحریروں کے ذریعے ان کی طرف توجہ دلاتے رہتے۔نوجوانوں کی تن آسانی اور آرام پسندی انہیں خون کے آنسو رُلاتی اور وہ انہیں سخت جان بننے اور آسائشوں سے دور رہنے کی تلقین کرتے۔ رفقاء کو

انفرادی معاملات مثلاً نماز، روزہ، پردہ، کھانا پینا اورلباس جیسے آداب سکھانے کا اہتمام فرماتے۔ اسی طرح اجتماعی ذمہ داریوں کی طرف نہ صرف توجہ دلاتے بلکہ متعلقہ رفیق کی صلاحیت اور استعداد کو سامنے رکھتے ہوئے دعوت واقامت دین کی جدوجہد میں اپنا کردار ادا کرنے کے لیے حوصلہ افزائی فرماتے۔ان کا رویہ حوصلہ شکنی کا نہیں بلکہ حوصلہ افزائی کا ہوتا۔جس سے رفقاء کوایک مہمیز ملتی۔ ماہنامہ حکمت بالغہ میں فاروقی صاحب کے مختلف مضامین سلسلہ وار شائع ہوتے رہے ہیں جن کو ملک بھر کے اہل علم وقلم حضرات سے پذیرائی بھی حاصل ہوتی رہی ان مضامین کو بعد میں کتابی صورت میں شائع کیا گیا۔جن کی تفصیل درج ذیل ہے

1۔ جنوبی ایشیا میں مسلم بیداری کے 100 سال
2۔ یاجوج ماجوج
3۔ 21 اسلامی انقلابی شخصیات
4۔ صیہونیت۔قرآن مجید کے آئینے میں
5۔ تعمیرِ سیرت وکردار
6۔ 10 علاماتِ قیامت (ایک حدیث مبارکہ کی وضاحت)
7۔ درسِ قرآن کی تیاری کیسے کریں؟
8۔ امتِ مسلمہ کی تشکیل نو میں اہلِ قلم کا کردار
9۔ بصری مشاہدہ نظری حقیقت
10۔ بھارت اور پاکستان کے مابین مذہبی سیاسی اورنفسانی کشاکش کا انجام

قرآن اکیڈمی جھنگ میں جدید طرز کا آڈیٹوریم تعمیر کیا گیا جس میں وقتاً فوقتاً مختلف دینی، فکری اورملّی وقومی موضوعات پر سیمینارز منعقد کئے جاتے رہے یہ سلسلہ 2016ء سے جاری ہے۔سیمینارز میں مقررہ موضوعات پر خطاب کرنے کے لیے ملک بھر سے اہل دانش اور مذہبی سکالرز کو مدعو کیا جاتا رہا ہے۔

وفات سے کچھ عرصہ قبل انہوں نے اپنے دونوں بیٹوں، جن میں سے بڑا چارٹرڈ اکاؤنٹینٹ اور چھوٹا والد کی طرح سول انجینئر ہے اوردونوں لاہور میں ملازمت کررہے تھے، سے بلاتشبیہ بلاتمثیل حضرت یعقوب علیہ السلام کی طرح دریافت کیا کہ میرے بعد انجمن خدام القرآن جھنگ اوراکیڈمی کا کیا بنے گا؟ اَلْوَلَدُ سِرٌّ اَبِیْہِ کے حامل دونوں سعادت مند بیٹوں نے جواب دیا

کہ ان شاء اللہ ہم سنبھال لیں گے تو برجستہ فرمایا کہ سمجھو کہ میں آج مر گیا ہوں اور آ کر سنبھالو چنانچہ ایک بیٹے نے 2011ء اور دوسرے نے 2016ء میں لاہور چھوڑ کر جھنگ میں مستقل سکونت اختیار کر لی اور اکیڈمی کے معاملات کو دیکھ رہے ہیں۔ ان شاء اللہ امید ہے کہ یہ کام بدستور اسی طرح جاری رہے گا۔ بہر حال وہ مرد قلندر اپنا کام کر گیا۔ اب ان کے دونوں صاحبزادوں عبداللہ ابراہیم اور عبداللہ اسماعیل کو اپنے عظیم والد کی میراث سنبھالنی ہے جو آسان کام نہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ انہیں توفیق دے کہ انتہائی ترغیب وتشویق کے مظہر آنحضورؐ کے قولِ مبارک خیرکم من تعلم القرآن وعلمہ کی عملی تفسیر بن کر والد محترم کے جاری کردہ مشن کو ان کے سے جذب وجنون کے جذبے کے ساتھ جاری رکھ سکیں۔

وفات سے تقریباً 10 روز قبل 31 اگست کو 2021ء کو تنظیم اسلامی کی مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس میں اپنی اس خواہش کا اظہار کیا کہ میری وفات اگر شہر سے باہر ہو اور شرعی طور پر قصر کی حد لاگو ہوتی ہو تو میری خواہش ہے 4 افراد میرے جنازے میں شامل ہوں اور مجھے وہیں دفنا دیا جائے۔ یہ دراصل ان کا اخفاءِ ذات اور تواضع وکسرِ نفسی کا مظہر تھا جو ان کی شخصیت کا نمایاں پہلو تھا اور آپ سے ملاقات کا شرف حاصل کرنے والا ہر شخص آپ کی اس خصوصیت کا معترف ہوتا۔ طبیعت میں سادگی، مزاج میں انکساری، اخلاق میں ملنساری کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ اسلاف کی پاکبازانہ زندگیوں کا نہایت حسین وجمیل عکس تھے، تقوی وطہارت، زہد وورع اور فقر وقناعت کی خوبصورت تصویر تھے۔ وفات سے ایک روز پہلے 25 روزہ کلاس کو پڑھایا اور اپنے موضوع سے ہٹ کر حدیث نبوی ﷺ ((مَنْ جَاءَهُ الْمَوْتُ وَهُوَ يَطْلُبُ الْعِلْمَ لِيُحْيِيَ بِهِ الْإِسْلَامَ فَبَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّبِيِّينَ دَرَجَةٌ وَاحِدَةٌ فِي الْجَنَّةِ)) (ترجمہ: جس شخص کو اس حال میں موت آئی کہ وہ علم حاصل کر رہا تھا تا کہ اس کے ذریعے اسلام کو زندہ کرے تو اس کے اور انبیاء کے درمیان جنت میں ایک درجہ کا فرق ہوگا)___ کا بطور خاص مطالعہ کروایا۔

سوموار 13 ستمبر نمازِ فجر مسجد ادا کی کچھ دیر بعد تقریباً 07:30 بجے طبیعت خراب ہوئی اور قے کی۔ فوری طور پر ہسپتال پہنچایا گیا لیکن وقت پورا ہو چکا تھا۔ نماز جنازہ بعد از نمازِ عصر قرآن اکیڈمی جھنگ کے سامنے گراؤنڈ میں ادا کی گئی۔

نمازِ عصر سے قبل نائب ناظمِ اعلیٰ اور مرکزی ناظمِ مالیات محترم ڈاکٹر عطاء الرحمٰن عارف نے گفتگو فرمائی اور ان کے حوالے سے اپنی یادوں کے دریچے وا کیے۔ نماز جنازہ کے موقع پر حاضرین سے نائب امیر تنظیمِ اسلامی محترم جناب اعجاز لطیف صاحب نے تذکیری گفتگو فرمائی۔ جبکہ نماز جنازہ ان کے بیٹے عبداللہ اسماعیل نے انتہائی گلوگیر آواز میں پڑھائی۔ جنازہ میں جھنگ کے مختلف مکاتب فکر کے لوگوں نے شرکت کی جن میں مولانا معاویہ اعظم طارق (ایم پی اے، جھنگ) اور پیر ذوالفقار احمد نقشبندی صاحب قابلِ ذکر ہیں۔ علاوہ ازیں لاہور، گجرات، سرگودھا، راولپنڈی، فیصل آباد، ملتان اور دوسرے علاقوں سے رفقاء کی ایک کثیر تعداد نے جنازہ اور تدفین میں شرکت کی اور اپنے استاد، مربی اور محسن کا آخری حق ادا کیا اور دعاؤں کے ساتھ رخصت کیا اور یوں ڈاکٹر اسرار احمد کا تراشا ہوا یہ ہیرا تہہ خاک روپوش ہوگیا۔ جنازہ کے مجمع کو دیکھ کر مولانا ابوالکلام آزاد کی وفات پر شورش کاشمیری کے کہے ہوئے درج ذیل اشعار برمحل معلوم ہوئے

یہ کون اٹھا کہ دیر و کعبہ شکستہ دل خستہ گام پہنچے
جھکا کے اپنے دلوں کے پرچم خواص پہنچے عوام پہنچے
تیری لحد پہ خدا کی رحمت تیری لحد کو سلام پہنچے
تری مرگ نا گہاں کا مجھے ابھی تک یقین نہیں ہے

فاروقی صاحب تو چلے گئے لیکن ان کے اہداف، ان کے قائم کردہ ادارے اور غلبہ و اقامتِ دین کے حوالے سے ان کا مشن زندہ ہے ان کی اکیڈمی، ان کی تالیفات، ان کے شاگرد اور سب سے بڑھ کر ان کی اولاد اوّلاً صلبی اور ثانیاً معنوی ان کے لیے عظیم صدقہ جاریہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان کے متوسلین کو ان کی خدمات دینیہ اور جس فکر کے وہ ترجمان تھے اس کو آگے بڑھانے کی توفیق عطا فرمائے۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَهٗ وَارْحَمْهُ
وَاَدْخِلْهُ فِیْ رَحْمَتِكَ
وَحَاسِبْهُ حِسَابًا يَّسِيْرًا آمین

04
پروفیسر خلیل الرحمٰن
پرنسپل (ر) گورنمنٹ کالج ٹوبہ ٹیک سنگھ

تنظیم اسلامی کے بانی ڈاکٹر اسرار احمد کے شاگرد رشید مرحوم و مغفور انجینئر مختار حسین فاروقی کی یادیں

5 صفر 1443ھ بمطابق 13 ستمبر 2021ء بروز سوموار، صبح 9 بجے کے قریب فیصل آباد سے ڈاکٹر عبدالسمیع صاحب نے خبر دی کہ مختار فاروقی صاحب کا انتقال ہو گیا ہے۔ یقین نہیں آتا تھا، قبل ازیں کوئی علالت کی خبر نہ تھی، بیماری کی علامات کا تذکرہ ان کی زبان سے کبھی نہ سنا۔ دو روز قبل ناچیز سے مرحوم نے فون پر رابطہ کیا، حسب معمول خیریت دریافت کی اور قرآن اکیڈمی میں جاری 25 روزہ کورس میں اسی روز بروز جمعۃ المبارک نماز عصر تا نماز عشاء کلاس میں تدریس کی ذمہ داری سونپ دی۔ ناچیز کو اکیڈمی کے گیٹ پر Receive کیا، نماز عصر، نماز مغرب اور نماز عشاء مسجد میں ادا کی۔ کلاس میں شرکاء کے ساتھ کچھ عرصہ موجود رہے۔ ٹوبہ واپسی پر مجھے الوداع کہا اور وعدہ کیا کہ مرکزی شوریٰ کے اجلاس میں شرکت کے لیے مجھے ساتھ لے کر جائیں گے۔ میرے علم کے مطابق ہفتہ، اتوار اور سوموار نماز فجر تک تمام معمولات جاری رہے۔ نماز فجر کے بعد واپس رہائش گاہ پہنچے، دونوں بیٹے لاہور میں تھے۔ گھر میں قے کی کیفیت کے بعد مرحوم کے داماد نے ہسپتال پہنچایا تو ابتدائی معاینہ کے بعد ڈاکٹر نے رپورٹ دے کہ فاروقی صاحب کی حرکت قلب بند ہو چکی ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔

ایسی بھرپور زندگی اور ایسی موت شاید ہی کسی کو نصیب ہوئی ہو۔

مرحوم بانی تنظیم ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے اوّلین شاگردوں میں سے تھے۔ دنیوی تعلیم کے لحاظ سے سول انجینئر کے طور پر معروف تھے لیکن نمایاں تر حیثیت قرآن فہمی کے لیے درس و تدریس کے حوالے سے تھی۔ ترجمہ قرآن، کلامِ اقبال، احادیث کی تدریس، تاریخ اسلام، عربی گرائمر کی کلاسز، تنظیم میں تربیتی پروگراموں میں بحیثیت مدرّس آخری وقت تک خدمات سرانجام دیتے رہے۔ ٹوبہ، گوجرہ، شورکوٹ، کمالیہ میں تعلیم یافتہ افراد تک دین کا پیغام پہنچانے کے لیے جھنگ

سے تشریف لاتے تو ناچیز کو ساتھ لیتے۔ بانی تنظیم کا انداز تحریر ثقیل تر اور انداز تقریر ثقیل ہوتا، کم علم آدمی بہ آسانی سمجھنے سے قاصر رہتا، اس کے برعکس ان کے شاگرد مرحوم فاروقی صاحب کا انداز تحریر وتقریر نہایت سہل، زندگی کی عام مثالوں سے سمجھانا یہ ان کا منفرد انداز تھا۔

انجمن خدام القرآن جھنگ کی طرف سے جاری ہونے والا 'حکمت بالغہ' بروقت شائع ہوتا، باقاعدگی کے ساتھ جاری ہوتا، اس میں حرفِ آرزو کے عنوان سے ان کی تحریر نہایت مفید اور ملکی حالات سے باخبر رہنے کا ذریعہ اور اربابِ اقتدار کے لیے مفید مشوروں پر مشتمل ہوتی۔ بطور خاص تعلیم کے شعبہ کے لیے ڈاکٹر رفیع الدین مرحوم کے فکر کی ترویج کی بھرپور کوشش کی۔

احباب کی نظر میں ناچیز کا تعلق اس سے عیاں ہے کہ کئی لوگ فاروقی صاحب کی تعزیت کے لیے میرے پاس آرہے ہیں۔ مرحوم ہم سے جدا ہوگئے۔ دنیا میں ملاقات کا امکان ختم ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے، انہیں جنت الفردوس میں جگہ دے اور آخرت میں پھر ہماری ملاقات ان سے ہوجائے۔ آمین ثم آمین

05

عمر دراز قریشی
لاہور

انتہائے صبر اور منزلِ مقصود

وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ۔ اصلاً کسی بھی نابغہ کی رخصتی، اُس کا انتقال اور براہِ راست بلا کسی تیسری ہستی کی مداخلت کے خدائے لم یزل کی بارگاہِ رحمت کی جانب رجوع بالفاظ دیگر وصال ہوتا ہے ؎

نشانِ مردِ مومن با تو گویم
چو مرگ آید تبسم بر لب او ست

پسماندگان کے رنج، الم، دکھ، کرب، دلی بے چینی اور نفسیاتی کشمکش میں ہم سب باہم شریک ہیں۔ ان سے کم عمر ہر قاری ان کا بیٹا اور ہر قاریہ ان کی بیٹی ہے۔ اسی لیے ہم سب روحانی طور پر آپس میں ایک دوسرے کو صبر کی تلقین کرنے پر مضطر ہیں۔ امن یجیب المضطر اذا دعاہ ۔ وان یمسسك الله بضر فلا كاشف له الا هو ۔ تکلیف سارے ملک میں ان کے بہی خواہوں، حکمت بالغہ کے مستقل قارئین، آپ کی مجلس مشاورت اور آپ کے اہل خانہ واعزہ واقارب، اہلیانِ

جھنگ، ان کے دروس کے تمام طلباء اوران گم کردہ نام افراد کو بھی پہنچی جن سے ہم ناواقف ہیں۔

اللہ عز وجل ان کی مغفرت فرمائے اوران پر رحم فرمائے، ان کی لحد (مرقد) کو تا حد نظر وسیع اور دریچہ جنت ان پر وا کردے۔ وہ اللہ والے ہیں اور اللہ والے بظاہر غیر معروف معانی میں وفات نہیں پاتے بلکہ زندہ شہید مرزوق ہوا کرتے ہیں۔ اپنے کام کو تج کر اس گوہر وفا نے اللہ (کے دین) کا مددگار رہنا پسند فرمایا اور تاریخ اور مستقل اس امر پر عادل شاہد ہیں اور رہیں گے کہ مختار حسین فاروقی کیسی منفرد ANTHOLOGY اور RAFERENCES انسائیکلوپیڈیا کی تشکیل کر چکے ہیں۔ میرے سرپرست، مشفق و مربی در پردہ بندہ بھی ان کی مجلس مشاورت میں 2009ء سے بصیغۂ راز شامل رہا ہے۔

میرا دل عصر حاضر کے ان لمحات میں مدتِ قلیل کے لیے حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دل کی طرح دھڑک رہا ہے کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال پر آپ تلوار لے کر کھڑے ہو گئے تھے۔ دل ہے کہ مانتا نہیں۔ آج میں تلوار تو نہیں قلم لے کر کھڑا ہوں۔ میرا پیغام اہل خانہ اور تمام تر واقفانِ حال کو یہی ہے کہ ان کے مشن کو جاری رکھیں اور اکتوبر 2021ء کے شمارے کے اجراء کو ممکنات میں سے بنائیں۔ باری تعالیٰ تمام تر 'پسماندگان' کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

ان لیس للانسان الا ما سعٰی۔ ان کی سعی کی زیادہ بہتر اور برمیزان توصیف تو مستقبل کا مورخ کرے گا۔ بہرحال انہوں نے اپنے زمانہ میں اقوامِ عالم کی تمام تر تاریخ لطیف ترین جغرافیہ مستند یادگار تاریخی لمحات کی معجزانہ PHOTOGRAPHY کر کے امت مسلمہ کو اپنے کامل دفاع کے ساتھ طاغوتی قوتوں سے پنجہ آزمائی کے لیے نظریاتی طور پر کامل تیار کر دیا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ان کے افکار کو حکمت بالغہ کے اوراق کے ذریعہ نہ صرف ہر اہل سنت طالب علم خواہ وہ دینی رغبت رکھتا ہو یا عام دنیادار اس تک پہنچایا جائے۔ DE FACTO یہی ''حکمت بالغہ'' ہے جو ہر دل میں اتر جائے اور اپنا کرشماتی اثر کماحقہ دکھا کر رہے۔ PHYSICALLY ان کا کوئی بھی INVESTIGATIVE جرنلزم سے مقالہ عام بندہ کو سیمینار کر کے خواہ بصورت ہینڈ بل ہم سب پسماندگان مل کر نوجوان نسل تک پہنچائیں۔ یہ ایک ''جنگ'' ہے، جس میں ہماری نسلوں کی نسلوں کی فتح بہرحال لابدمنہ ہے۔ موصوف مجھے گاہے بگاہے فون

کرتے۔ شہر لاہور میں آتے تو مجھ سے ملاقات کرتے۔ میری نظر اور زاویہ کے توسع میں برہان احمد فاروقی مرحوم کے ساتھ دیگر اساتذہ کا کردار بہرحال ہے لیکن جس انداز سے فاروقی نظر دنیا کو دیکھتی تھی تو میری دانست میں آپ رواں دواں ''اقبال اکیڈمی''''ایوانِ اقبال'' رہے۔

ہم عصر دینی دنیاوی علماء اہل نظر و ذوق وشوق خطابین کو ایک بار یہ لٹریچر اپنی نظر سے گزارنا ہوگا، جس کے لیے سعی مسلسل اور حوصلہ ناشکستہ درکار ہے۔ اصلاً علماء و حکماء کی وراثت بھی ''علم'' ہوتی ہے۔ کام کو آگے بڑھانا ہوگا، کسی پل زیر دام نہ آنا ہوگا۔ انجینئر اسماعیل وابراہیم آپ برادران نے ''صبر'' بمعنی ڈٹ جانا ہوگا اور دفاعِ حرم کرنا ہوگا۔

آگ ہے، اولادِ ابراہیم ہے، نمرود ہے　　کیا کسی کو پھر کسی کا امتحان مطلوب ہے

فاروقی صاحب کے بارے میں ہمیشہ یاد رکھیے گا

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق　　ثبت است بر جریدہ عالم دوام ما

06

محمد نذیر یاسین
لاہور

مختار حسین رحمہ اللہ جو کہ پابند جماعت تھے

قرآن اکیڈمی جھنگ کے بانی وسربراہ اور ماہنامہ حکمت بالغہ میں حکمت دینی کے موتی بکھیرنے والے مختار حسین فاروقی صاحب رحمہ اللہ اپنی ذات میں خود ایک بڑی انجمن سے کم نہ تھے۔ وہ بیک وقت ایک ماہر مدرّس، مفسر، مقرر، مصنف، مفکر و اقبال شناس تھے۔ ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ کے دیرینہ ساتھی اور تنظیم اسلامی کی سینئر ترین شخصیت ہونے کے ناطے بلاشبہ ان کا علمی مقام تنظیم اسلامی میں ڈاکٹر صاحب کے بعد دوسرے نمبر پر اور پاکستان کے دینی و علمی حلقوں میں اعلیٰ درجے پر رکھا جاسکتا ہے۔ وہ اپنے خیالات کے اظہار اور قرآن اکیڈمی کے انتظامی معاملات کے حوالے سے اگرچہ اپنے نام کی طرح خود مختار تھے۔ مگر انہوں نے خود کو نظم جماعت کا مستقل پابند و خوگر بھی بنا رکھا تھا۔ ان کا یہ مثالی طرز عمل ان بہت سے لوگوں کے لئے رول ماڈل ہے جو اپنی غیر معمولی صلاحیتوں یا کارکردگی کی وجہ سے کسی نظم جماعت میں شمولیت کو غیر ضروری یا اس کی پابندی کو اپنے لئے ایک بوجھ و رکاوٹ خیال کرتے ہیں۔ اسی حوالے سے سوال کے جواب میں

ایک بار راقم کے ساتھ گفتگو میں انہوں نے فرمایا تھا کہ جو لوگ تنظیم اسلامی کو سست روی وٹھنڈے پن کا طعنہ دے کر خیر باد کہہ جاتے ہیں، انہوں نے اب تک کون سا کارنامہ سرانجام دیا ہے؟ مانا کہ ہم تو نظم جماعت کے پابند اوراس کے ساتھ ساتھ چلنے پر مجبور ہیں مگر انہیں کس چیز نے روکا ہوا ہے کہ وہ خود میدانِ عمل میں آ کر کچھ کر کے دکھائیں؟ مرحوم کی تحریروں وتقاریر میں غلبہ اسلام ، قیامِ خلافت اور پاکستان کو امریکی سامراج سے نجات دلانے کی اُمنگ وتڑپ واضح طور پر دیکھی جاسکتی ہے۔ حسب معمول ماہنامہ حکمت بالغہ ستمبر کے شمارے میں شائع شدہ ان کا آخری ''حرف آرزو'' اسی حقیقت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ صد مقامِ شکر ومسرت ہے کہ ان کا انتقال افغانستان میں طالبان کے دوبارہ غلبے اورامریکہ کی واضح شکست کے کچھ ہی دنوں بعد ہوا ہے۔ اور یہ وہ وقت ہے جب نفاذ اسلام کے لئے جدوجہد کرنے والوں اوراس کی دلی امنگ رکھنے والوں کو اپنی منزل اب بہت واضح وقریب دکھائی دے رہی ہے۔

07

نعیم اختر عدنان

تنظیم اسلامی شیخوپورہ

مردخوش خصال وخوش خو مختار حسین فاروقی بھی فانی دنیا چھوڑ گئے

تنظیم اسلامی سے راقم کی وابستگی وتعلق کا اگر ماہ وسال کے آئینے میں جائزہ لیا جائے تو یہ دورانیہ کم وبیش گزشتہ چالیس سال کے عرصہ تک محیط نظر آتا ہے۔ بانیٔ تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کی شخصیت کا جاہ وجلال اورروقار وتمکنت انمٹ نقوش کی مانند راقم کی ذات پر نقش کندہ ہے۔

رُبع صدی کے طویل وعریض سفر میں راقم کو بہت سے نشیب وفراز سے گزرنا پڑا۔ تاہم تنظیم اسلام کے ''قافلہ سخت جاں'' میں موجود مشہور قد آور شخصیات میں سے جن اکابر کے ساتھ مثالی اوراٹوٹ ''راہ ورسم مہربانہ'' استوار رہے ان میں سے ایک قابل قدر اور قابل ذکر نام ''مختار حسین فاروقی رحمۃ اللہ علیہ'' بھی ہے۔ تنظیمی قافلہ میں شریکِ سفر رہتے ہوئے تنظیم کے سالانہ اجتماعات ہوں کہ ملک کے طول وعرض میں ہونے والے علاقائی تربیتی اجتماعات، مرکزی مجلس مشاورت کے عمومی وخصوصی اجتماعات ہوں کہ خصوصی کانفرنسیں اورسیمینارز، سینکڑوں مواقع پر فاروقی صاحب سے ذاتی، قلبی اورروحانی تعلق قائم رہا۔

سال 2001ء میں طالبان کے دورِ اوّل میں افغانستان کے خصوصی سفر میں بھی فاروقی صاحب کی ہمراہی کے شرف سے استفادہ کا موقع میسر رہا۔ بندۂ ناچیز موجودالوقت بے پناہ مشقت ومصروفیت وروزگار کے سبب منظر سے ’’پس منظر‘‘ میں زندگی گزارنے پر مجبور رہا تاہم اس کے باوجود بقول شاعر ؎

گو میں رہا رہین ستم ہائے روزگار　　لیکن تیرے خیال سے غافل نہیں رہا

محترم مختار حسین فاروقی صاحب کی خصوصی دعوت پر قرآن اکیڈمی جھنگ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا اور محترم فاروقی صاحب کی میزبانی سے بھی مستفید ہوا۔

محترم ومکرم فاروقی صاحب کا شمار ڈاکٹر اسرار احمد کے ’’سر بکف فدائین‘‘ میں ہوتا رہے گا۔ سول انجینئرنگ کی تعلیم کے دوران ہی موصوف ڈاکٹر اسرار احمد کے فکری قافلہ میں شامل ہوگئے اور تادم زیست اپنی متاع حیات گراں مایہ کو شعوری وخود اختیاری جذبہ کی سرشاری سے ہم رکاب رہتے ہوئے قرآن فہمی اور اقبال شناسی کی منزلیں بھی جرأت و بے باکی اور درویشی ودانشوری کی شانِ قلندری سے طے کیں۔ موصوف اگرچہ مرحومین کی فہرست کی زینت بن چکے ہیں تاہم ان کا ذکر خیر ’’یعنی تذکرہ‘‘ وہ فرض وقرض ہے جس کی ادائیگی کے لیے یہ چند سطور سپرد قلم کر رہا ہوں تاکہ علی رؤس الاشہاد فاروقی صاحب سے اپنے دینی وتنظیمی تعلق دیرینہ و مخلصانہ کا حق محفوظ رکھا جا سکے۔

آج کی مادی دنیا میں رحمی رشتوں کو احسن انداز سے برقرار رکھنا بھی مشکل امر ہے تو دینی وتنظیمی تعلقات کو للہ اور فی اللہ قائم و برقرار رکھنا یقیناً ’’کار مشکل است‘‘ کا مصداق ہے۔ محترم فاروقی صاحب نے تنظیم اسلامی اور انقلابی فکر کے ساتھ اپنا تعلق ایسے نبھایا کہ ’’من وتو‘‘ کی تقسیم وتفریق کہیں نظر نہیں آتی۔ وہ اسلام کی تحریکی فکر اور غلبہ دین کی جدوجہد کے سچے، مخلص، پرجوش، بے لوث مگر ہوش مند سپاہی تھے۔ درس ہو کہ تدریس ہر جگہ سادہ اندازِ بیاں، جوش وہوش مندی کے حسین امتزاج کا مظہر ہوتا۔ غرض دعوتِ دین کی وادیاں ہوں یا غلبہ دین کی جانگسل جدوجہد وہ ہر میدان کے ’’مردِ میدان‘‘ بن کر ممتاز اور نمایاں ہوئے۔ درس وتدریس کے ساتھ ساتھ تحریر وتقریر کے حوالے سے بھی مومنانہ بصیرت کے ضروری زادِ راہ اور لوازمات سے بھی پوری

طرح آراستہ وپیراستہ بلکہ ''مسلح'' نظر آتے۔

طویل عرصہ سے بھائی فاروقی ''اپنی دنیا آپ پیدا کر اگر زندوں میں ہے'' کا استعارہ بن کر ماہنامہ حکمت بالغہ کے مدیر اعلیٰ اور قرآن اکیڈمی جھنگ کے بانی وصدر کی حیثیت سے علم و دانش کی دنیا کے شناوروں سے خوب دادِ تحسین وصول کر رہے تھے۔ ایک مسلمان کو یہ سبق تو ہر آن از بر ہی رہتا ہے کہ ''کُلُّ مَنۡ عَلَیۡهَا فَانٍ'' مگر وہ اس سفر آخرت پر بھی پوری آن بان شان کے ساتھ محوِ سفر ہوئے کہ رب کائنات کی آخری الہامی کتاب کے الفاظ سماعتوں میں گونجتے ہوئے محسوس ہوتے ہیں۔ سورۃ الفجر میں ارشاد باری تعالیٰ یوں درج ہے:

یٰۤاَیَّتُهَا النَّفۡسُ الۡمُطۡمَئِنَّةُ ﴿۲۷﴾ ارۡجِعِیۡۤ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرۡضِیَّةً ﴿۲۸﴾ فَادۡخُلِیۡ فِیۡ عِبٰدِیۡ ﴿۲۹﴾ وَادۡخُلِیۡ جَنَّتِیۡ ﴿۳۰﴾

''اے اطمینان والی روح، تو اپنے رب کی طرف لوٹ چل، اس طرح کہ تو اس سے راضی، وہ تجھ سے خوش، بس میرے خاص بندوں میں داخل ہو جا اور میری جنت میں چلی جا۔''

رفقاء و احباب اور قارئین سے درخواست و التماس ہے کہ وہ صمیم قلب اور خلوص و اخلاص کے جذبات کے ساتھ مختار حسین فاروقی بھائی کے لیے دعائے مغفرت فرمائیں کہ اللہ رب العزت انہیں ایسے لوگوں میں شامل فرما دے جو ''رَبَّنَا وَسَعۡدَیۡكَ'' کے الفاظ میں اپنے خالق و مالک کے حضور ادا کرنے والے ہوں۔ آخر میں علامہ اقبال کے اس شعر کے ذریعے فاروقی بھائی کو ہدیۂ عقیدت پیش کر رہا ہوں کہ

؎ جہاں میں اہل ایماں صورتِ خورشید جیتے ہیں
ادھر ڈوبے ادھر نکلے، ادھر ڈوبے ادھر نکلے

08
محمد رشید عمر
فیصل آباد

سادگی میں عظمت کا نشان

کسی انسان کی شخصیت کو پہنچاننے کا مجموعی اصول ایک پنجابی کہاوت میں بیان کیا جاتا ہے: ''راہ پیا جانے یا واہ پیا جانے'' یعنی کسی شخص کے کردار کو جاننے کے لیے ضروری ہے کہ اس

کے ساتھ مل کر سفر کیا ہو یا کوئی معاملہ درپیش ہوا ہو۔ محترم فاروقی کے ساتھ دونوں کیفیات میں واسطہ رہا۔ طالبان کے پہلے دور کے ابتدائی دنوں میں تنظیم اسلامی کا جو خیر سگالی وفد افغانستان گیا تھا، چھ افراد پر مشتمل تھا۔ اس میں فاروقی صاحب کے ساتھ راقم بھی شامل تھا۔ جیسے حضر میں صاف اور کھرے انسان تھے ویسے ہی ایک لمبے سفر جو کابل سے واپسی تک کا تھا، وہ ایک صاف کھرے اور بے لوث انسان تھے۔ اسی طرح تنظیمی سرگرمیوں میں ان کے ساتھ ایک لمبے عرصے تک قدم بقدم چلنے کا موقع میسر رہا۔ جس طرح دنیاوی اعلیٰ علوم کے حامل تھے اسی طرح دینی علوم میں بھی وہ آگے سے آگے بڑھتے گئے۔ دنیاوی علوم میں عمل پیرا ہونے کے لیے وہ پسپائی اختیار کرتے گئے۔ جبکہ دینی علوم ان کی عملی اور روحانی ترقی کا وسیلہ بنتے گئے جس کا فیض اللہ تعالیٰ نے ان کی شخصیت سے (وہ جدھر بھی جاتے جس سے بھی ملتے) ہمہ وقت جاری کر دیا تھا یعنی وہ خیر کا بہتا چشمہ تھے، جس سے ہر کوئی فیض یاب ہوتا تھا، ان کی چال ڈھال، لباس اور سر پر پگڑی کی طرح لپٹا رومال دیکھ کر کوئی شخص نہیں جان سکتا تھا کہ وہ اعلیٰ درجہ میں سول انجینئرنگ کے ماہر بھی ہیں۔ اس کا عملی اظہار قرآن اکیڈمی جھنگ کی عمارت ہے۔ کم سے کم رقبہ پر تعلیمی سرگرمیوں کی ہر ضرورت کی جگہ اس میں بنا دی۔

تنظیم اسلامی میں اقامت دین کی جدوجہد کے ابتداء میں شامل ہونے والے ساتھیوں میں سے تھے اور ملتان اور جھنگ میں نظم بالا کی طرف سے ذمہ داری دی گئی تو باحسن طریق اس کو نبھایا، زندگی کے آخری ایام میں زیادہ تر قرآن اکیڈمی جھنگ میں عوام کی تعلیمی و تربیتی سرگرمیوں اور ماہنامہ حکمت بالغہ کے باقاعدہ اجراء پر مرکوز رہیں۔ جو باقاعدگی سے، جس میں معمول سے ہٹ کر خصوصی ضخیم شمارے بھی شامل رہتے بروقت نہ صرف شائع کرواتے بلکہ مقررہ وقت سے زیادہ ان کی ترسیل میں بھی تاخیر نہیں کرتے تھے۔

مئی، جون 2021ء میں فلسطین کے نہتے عوام پر یہودیوں نے ظلم وستم کے پہاڑ ڈھائے۔ مسلم ممالک کے اصحابِ اقتدار کی کیفیت کو صرف ’’ٹک ٹک دیدم، دم نہ کشیدم‘‘ والی ہو کے رہ گئی تھی کیسی بے بسی تھی۔ اس کا اظہار صدر پاکستان عارف علوی صاحب کے اس بیان میں تھا۔ ’’مسلم امہ اسرائیل کے خلاف سخت اقدام اٹھانے کی صلاحیت نہیں رکھتی، اس لیے ہمیں طاقت ور

کی آواز سننا پڑے گی‘‘۔

اس بیان کے ردعمل میں راقم نے مسلم اُمہ کے اپنے قائدین کی بے بصیرتی اور توہم پرستی کی مذمت کرتے اسلام کے روشن مستقبل کی نوید واضح کرنے کے لیے ایک لائحہ عمل بھی پیش کیا تھا۔ غزوۂ ہند اس لائحہ کا ایک حصہ تھا اور علامہ اقبال کے مشہور شعر میں مرد کہستانی کے کردار کا ذکر تھا۔ یہ مضمون ماہنامہ میثاق جولائی 2021ء میں نمایاں طور پر شائع ہوا۔ حسن اتفاق دیکھئے کہ اس مضمون کے شائع ہونے تک امریکہ کا افغانستان سے ذلت آمیز فرار اور طالبان کے قبضے کی تصویر واضح ہوگئی تھی۔ فاروقی صاحب سے نظری فکری رہنمائی کے لیے فجر کے اوقات میں ان سے رابطہ ہوتا تھا۔ اس مضمون کے پس منظر میں جو من الظلمات الیٰ النور کے عنوان سے شائع ہوا تھا، ان سے غزوہ ہند کی فضیلت اور اہمیت کو مضامین کے ذریعے عوام میں عام کرنے کی ضرورت پہ بات کی تو انہوں نے بڑے واضح الفاظ میں اس سے نہ صرف اتفاق کیا بلکہ اس ارادے کا بھی اظہار کیا کہ وہ حکمت بالغہ میں اس پر لکھیں گے۔ زندگی میں آخری موقع اور مضمون تھا جس پر ان سے بات ہوئی تھی۔ اکتوبر کے شمارے میں عزیزم عبداللہ اسماعیل نے تاریخی پس منظر کے بیان پر مشتمل ان کا ایک نامکمل مضمون شائع کیا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ آنے والے واقعات میں غزوۂ ہند کی فضیلت اور اہمیت کو واضح کرنا اس مضمون کا حصہ ہو۔ واللہ اعلم

اکثر بہ اصرار یہ بات کہتے تھے کہ میں (راقم) اپنے مضامین (جن کی مکمل فائل تنظیم اسلامی کے ادارہ نشر و اشاعت میں محفوظ ہے) کو کتابی شکل میں شائع کرواؤں لیکن باوجود کوشش کے راقم ان کی اس خواہش کو پایۂ تکمیل نہیں پہنچا سکا ہے۔

داخلی ضمیر لوامہ کی طرح وہ اپنے حلقہ کے ساتھیوں کے لیے خارجی ضمیر لوامہ کا رول بھی ادا کرتے تھے۔ بالخصوص راقم کی اصلاح کرنے میں ان کا بڑا حصہ ہے۔ یہ کام وہ بلاخوف لومۃ لائم کرتے تھے۔ مجلسی زندگی کے امین اور صائب الرائے شخصیت تھے۔ ایسے کئی مواقع پر ان کی اعلیٰ ظرفی اور اعلیٰ دماغی پر معترف ہونا پڑا۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے جوارِ رحمت میں اعلیٰ مقام سے نوازے ان کی اولاد اور جس کسی کی بھی وہ ہدایت کا ذریعہ بنے اور ان کے اعمال صالحہ کو اللہ تعالیٰ ان کے لیے صدقہ جاریہ بنادے۔ آمین۔

09

شمس الحق اعوان

اسلام آباد

مختار حسین فاروقی کی یاد میں

اک مردِ قلندر تھا ہزاروں کو رُلا کر چلا گیا
بکھرے ہوئے جھنگویوں کو انجمن میں پرو کر چلا گیا
بندے تو بہت ملتے کوئی بندہ نہیں ملتا
بندہ کسے کہتے، سنگ میل بتا کر چلا گیا
اک فرد نظر آتا زمانے پہ وہ بھاری تھا
بندوں کی قدر کرنا دنیا کو سکھا کر چلا گیا
مختار اسے پایا فاروقی اسے پایا
حسین کے جذبے کو سینوں میں جگا کر چلا گیا
تھک جائیں زمانے کی تلاش میں جب آنکھیں
ان آنکھوں میں حوصلوں کی اک کرن دکھا کر چلا گیا
کبھی بات تھے کر لیتے کبھی راز سمجھ لیتے
اعوانؔ تیرا ہمدم شب ہجراں سجا کر چلا گیا

راقم 1977ء میں لاہور کی مسجد شہدا میں ڈاکٹر اسرار احمد کی تنظیم اسلامی میں شامل ہوا محترم مختار فاروقی صاحب مجھ سے پہلے ہی رفیق تنظیم تھے بلکہ بنیادی رکن تھے میں جلد ہی بنیادی شرائط طے کر کے رکن شوریٰ بن گیا یوں عاملہ اور شوریٰ کے اجلاس میں ہماری مختار حسین فاروقی سے شناسائی ہوئی جو تقریباً چالیس بیالیس سال پر محیط ہے اور ذہنی ہم آہنگی کی بنا پر دوستی میں بدل گئی۔ عاملہ اور شوریٰ کے اجلاس میں راقم ان کی رائے کو بہت اہمیت دیتا تھا کیونکہ میں سمجھتا تھا کہ ان کی رائے صرف علمی مواد پر ہی مبنی نہیں بلکہ عملی جدوجہد سے بھی ہم آہنگ ہے کیونکہ فاروقی صاحب تنظیم کے مختلف عہدوں پر رہے۔ عملی زندگی سے وابستہ رہنے کی وجہ سے فیلڈ کا ایک وسیع تجربہ رکھتے تھے۔ اسی وجہ سے میں میٹنگ سے پہلے ان سے اکثر مشورہ کیا کرتا تھا۔

تنظیم میں میری زندگی مدو جزر کا تلاطم لیے رکھتی ہے لیکن ان کی زندگی پرسکون جھیل کی مانند تھی جس کی گہرائی کا اندازہ کرنا مشکل تھا اسی لیے ان کے مشوروں میں توازن، تسلسل اور مستقبل بینی تھی میں ان سے اکثر جھگڑا کیا کرتا تھا کہ آپ اپنے مشوروں پر اصرار کیوں نہیں کرتے جبکہ وہ زیادہ صائب بھی ہوتے ہیں تو ان کا ایک ہی جواب ہوتا تھا ''بس ٹھیک ہے ہم نے جو کہنا تھا کہہ دیا اب ان کی مرضی ہے'' ایسی سوچ رکھنا جماعتی زندگی میں بڑے بلند کردار کی بات ہے اتنا آسان معاملہ نہیں۔

جماعتی زندگی میں ایک مقام ایسا آتا ہے کہ رفقاء تنگ نظر ہوجاتے ہیں اگر کوئی رفیق تنظیم چھوڑ جائے تو اس سے سلام دعا بھی نہیں کرتے، وہ امیر کا مزاج دیکھتے ہیں پھر سلام کرتے ہیں لیکن مختار حسین فاروقی صاحب کا معاملہ مختلف تھا ان کے کردار کی پختگی کا یہ عالم تھا کہ انہوں نے مجھ سے کبھی قطع تعلقی نہیں کی حالانکہ میں آئے دن عہدوں سے معزول ہوتا رہا اور تنظیم کو بھی خیرباد کہتا رہا لیکن ہفتہ عشرہ بعد ان کا فون لازماً آجاتا جب کبھی اسلام آباد آتے تو ملے بغیر نہ جاتے۔

جب ڈاکٹر اسرار احمد نے رفقاء کو نوکریاں چھوڑنے کی ترغیب دی تو میں نے مختار حسین فاروقی اور ڈاکٹر اسرار احمد ہی کو نمونہ سمجھ کر نوکری چھوڑی تھی۔ تنظیم اسلامی میں جب جانشینی کا مرحلہ آیا تو رفقا میں جس جانشین کو سب سے زیادہ چاہا جارہا تھا جو علمی اور عملی میدان میں یکساں صلاحیت رکھتے تھے وہ مختار حسین فاروقی صاحب ہی تھے میرا یقین ہے کہ اگر انھیں امیر بنا دیا جاتا وہ تنظیم کو کنج کلفت سے نکال کر فلک کی پہنائیوں تک پہنچا دیتے۔ چونکہ ایسا ہونا نہیں تھا نہیں ہوا۔

چند دن قبل ڈاکٹر عبدالخالق صاحب نے بڑی گہری بات کی کہ جن حضرات پر جانشینی کا پینل بنایا گیا تھا وہ سب کے سب معطل اب معطل ہو چکے ہیں یہ تنظیم کا بڑا المیہ ہے۔ رحمت اللہ بٹر صاحب اور مختار حسین فاروقی صاحب اللہ تعالیٰ کو پیارے ہوگئے۔ حافظ عاکف سعید بیمار ہیں، عبدالرزاق صاحب لاتعلق ہیں اور خود تنظیم چھوڑ چکے ہیں۔

تنظیم سے ان کی محبت کا یہ عالم تھا کہ ایک دفعہ جب پیہونٹ لیکچر دینے کے بعد تنظیم اسلامی اسلام آباد کے دفتر میں جب سونے کے لیے آئے تو نوجوان رفقاء نیند کی وجہ سے دروازہ نہ کھول سکے تو مجھے فون کیا میں اس وقت لاہور میں تھا میں نے اپنے بیٹے طاہر کو فون کیا اور کہا

کہ فاروقی صاحب کی میزبانی کا موقع ملا ہے خوب انجوائے کرو۔ اس نے اسے اپنی سعادت سمجھ کر سونے اور خورد ونوش کا اچھا انتظام کیا تو فاروقی صاحب بڑے خوش ہوئے اور مجھے فرمانے لگے کہ طاہر سے کہو کہ تنظیم اسلامی میں شامل ہو جائے۔

میں نے آخری ملاقات میں انہیں ناسخ ومنسوخ پر کنونس کرنا چاہا تو فرمانے لگے کچھ لکھا ہے تو مجھے دے دو میں مطالعہ کروں گا میں نے اپنی کتاب ناسخ ومنسوخ انھیں دے دی۔ مجھے فون کیا کہ میں نے آپ کی کتاب پڑھ لی ہے اس کی پشت پر جتنی کتابوں کے نام لکھے ہیں سب بھیج دو ان کی حیات میں تو نہ بھیج سکا البتہ اب ان کی خواہش کی تکمیل کروں گا۔ ان شاء اللہ

میری بدقسمتی ہے کہ ان کی فوتیدگی کی بروقت اطلاع نہ پا سکا۔ چنانچہ جنازے میں شرکت نہ کر سکا لیکن جونہی اطلاع ملی دل بیٹھ گیا کہ دنیا اتنے حسین پھولوں سے کیوں خالی ہوتی جارہی ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں حضور اکرم ﷺ کی قدم بوسی کا شرف عطا فرمائے کیونکہ سنت نبوی ﷺ کی اتباع میں ایک انجینئر کے سر سے کبھی پگڑی نہیں اُتری۔

10 انجینئر نعمان اختر
صدر انجمن خدام القرآن سندھ

مگر جو جانِ انجمن تھا وہ کہیں چلا گیا!

تنظیم اسلامی کے مرکزی راہنما، تحریک خلافت پاکستان کے ناظم اعلیٰ، انجمن خدام القرآن جھنگ کے صدر مؤسس، حکمت بالغہ کے بانی مدیر، استاد الاساتذہ، شفیق روحانی والد، مزکی و مربی، خادم قرآن، بانی تنظیمِ اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کے دیرینہ شاگرد محترم انجینئر مختار حسین فاروقی صاحب 13 ستمبر 2021ء بروز پیر رفیق اعلیٰ کی طرف انتقال کر گئے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ

ان للہ ما اخذ و لہ ما اعطی و کل شیء عندہ باجل مسمی فلتصبر ولتحتسب

شریکِ بزم دل بھی تھا، چراغ بھی اور پھول بھی
مگر جو جانِ انجمن تھا وہ کہیں چلا گیا

بلا شبہ ومبالغہ استاد محترم مختار حسین فاروقی صاحب اپنی ذات میں ایک انجمن کی حیثیت رکھتے تھے اور کئی اعتبارات سے قابلِ رشک شخصیت کے مالک تھے۔ خاص طور پر جو حضرات قرآن کی خدمت کے طلب گار ہیں تو ان کے لئے تو واقعتاً مشعلِ راہ تھے۔ نبی کریم ﷺ کے فرمانِ مبارک ”کُنْ فِی الدُّنیا کاَنَّكَ غرِیب او عابِرِ سبِیل“ (دنیا میں ایسے رہو جیسے اجنبی ہو یا راستہ عبور کرنے والے مسافر) کے مصداق تھے۔ اپنے اساتذہ کی عزت اپنے چھوٹوں پر شفقت، اپنے ہم عمر تحریکی ساتھیوں کی قدر کرنے والے تھے۔ اپنے شاگردوں کو استاد بنانے کے فن کے ماہر تھے۔ کئی تنظیمی ذمہ داریوں پر فائض رہے۔ داعیانہ تڑپ قابلِ رشک تھی۔ کراچی میں قیام کے دوران اپنی محنت شاقہ کے نتیجے میں کراچی والوں کے لئے بہترین پودا انجینئر نوید احمد رحمۃ اللہ علیہ کی صورت میں لگا گئے جواب تناور درخت بن کر خوب پھل دے رہا ہے اور فاروقی صاحب کے لیے صدقہ جاریہ ثابت ہو رہا ہے۔ تصنیف و تالیف میں بھی مختار فاروقی صاحب کی خدمات گراں قدر ہیں۔ ماہانہ بنیادوں پر حکمت بالغہ کی صورت میں کمال استقلال کے ساتھ نوع انسانی کو تاریخ اسلام اور دین کے قیمتی گوشوں سے آگاہی اور علامہ اقبال کے خصوصاً فارسی کلام سے والہانہ محبت اور اس کی تدریس آپ کے کمال ذوق کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ کورنگی کراچی کی جامع مسجد طیبہ کی تعمیر میں مختار فاروقی صاحب کا بہت بڑا کردار رہا جو ان شاء اللہ ان کے لیے بہترین صدقہ جاریہ ہوگا۔ مستزاد انجمن خدام القرآن جھنگ کے کاموں میں وسعت کے لئے ہر وقت فکر مند رہنا اور انتظام و انصرام کے لئے ان کی کاوشیں بھی تعریف کے لائق ہیں۔ اپنی زندگی کے آخری ایام تک خدمت قرآنی کی سعادت نصیب رہی جس کی تفصیلات ماہ اکتوبر کے حکمت بالغہ میں انہی کے صاحبزادے انجینئر عبداللہ اسماعیل بھائی کی تحریر میں مطالعہ کی جاسکتی ہیں۔ ایں سعادت بزور بازو نیست

اگر آپ سورہ فرقان میں بیان کردہ عباد الرحمٰن کے اوصاف پر نگاہ ڈالیں تو سارے ہی اوصاف مختار فاروقی صاحب کی شخصیت میں نظر آتے ہیں۔ راتوں کو زندہ کرنے والے، لغویات سے پرہیز کرنے والے، اپنے اوقات کا بہترین استعمال کرنے والے، کم پر راضی رہنے والے، گلی ہو، محلّہ ہو، مسجد ہو ہر ایک کے مسائل میں دلچسپی لے کر ان کو حتی المقدور حل کرنے کی سعی فرماتے تھے۔

اکثر ملاقات میں کچھ امور پر توجہ دلانے کا اہتمام فرماتے۔ ایک موقع پر راقم سے

فرمانے لگے کہ تحریکی ساتھیوں کو اپنے بچوں پر خصوصی توجہ دینی چاہیے کیوں کہ اکثر ان کی زندگی میں یا ان کے دنیا سے اٹھ جانے کے بعد اولا دان کے مشن میں ساتھ کھڑی نظر نہیں آتی۔ الحمدللہ یہ انہی کی تربیت کی عکاسی ہے کہ ان کی اولا دان کے مشن میں ان کے دست و بازو بنے اور اب ان کے علمی اور انقلابی ورثہ کو آگے چلانے کا عزم کیے ہوئے ہیں۔ اَللّٰھُمَّ زِدْ فَزِدْ

ان کی بعض باتیں بڑی سبق آموز ہوتی تھیں۔ ایک دفعہ فرمانے لگے کہ دیکھو اگر اللہ نے تمہیں دین کی خدمت میں کسی درجہ لگا رکھا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اللہ تم سے راضی ہے ورنہ جس ملازم سے مالک ناراض ہو جائے تو وہ فوراً اس کی اجرت دے کر اسے فارغ کر دیتا ہے۔

مجھے یقین ہے کہ جو بھر پور زندگی دینی خدمت میں اور خادمِ قرآن کی حیثیت سے انہوں نے گزاری ہے تو سورۃ الفجر کی آخری آیات کے مصداق وہ مطمئن جان کی صورت میں اپنے خالقِ حقیقی کی طرف لوٹے ہوں گے ان شاء اللہ۔

يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَىِٕنَّةُ ﴿٢٧﴾ ارْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ﴿٢٨﴾
فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ ﴿٢٩﴾ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ ﴿٣٠﴾

اللہ تعالیٰ ان کی خطاؤں ولغزشوں سے درگزر فرمائے قبر کو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ بنائے اور ان کی دینی خدمات کا بہترین اجر عطا فرماتے ہوئے جنت الفردوس میں جگہ نصیب فرمائے۔ آمین یارب العالمین

11 چودھری صادق علی
انجمن خدام القرآن (رجسٹرڈ) لیہ

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ

جناب مختار حسین فاروقی صاحب کو ہم سے بچھڑے ایک ماہ ہو چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ انھیں جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے، ان کی خطاؤں سے درگزر فرمائے، اُن کے درجات بلند کرے اور اپنے برگزیدہ بندوں میں شامل فرمائے۔ میرا ان سے 1992ء سے رفاقت کا تعلق ہے۔ جب وہ ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے حکم پر حلقہ جنوبی پنجاب میں منتقل ہوئے، اس وقت میں منفرد رفیق کے طور پر حلقہ جنوبی پنجاب سے منسلک تھا۔ مجھے یاد پڑتا ہے کہ فاروقی صاحب کو ملتان بھیجتے

وقت ڈاکٹر اسرار احمد نے ملتان کے رفقاء کے لیے اپنا ایک پیغام کیسٹ میں ریکارڈ کر کے بھیجا تھا، جس میں انھوں نے رفقاء ملتان کے نام پیغام دیا تھا کہ میں اپنے نہایت قریبی اور باصلاحیت ساتھی کو آپ کے حوالے کر رہا ہوں آپ ان سے استفادہ کریں۔

اس وقت میں فاروقی صاحب سے زیادہ واقف نہیں تھا۔ بعد میں مجھ پر یہ حقیقت کھلی کہ واقعی فاروقی صاحب ڈاکٹر صاحب کے الفاظ کا مصداق ہیں، انھوں نے کچھ اور سابقون الاولون ساتھیوں کی طرح اپنے آپ کو دین کے لیے وقف کر دیا ہے اور اپنا انجینئرنگ کا پروفیشن بھی اس کام کے لیے تج دیا ہے۔ پھر اس کام میں جو آزمائش بھی آئی اللہ تعالیٰ کی نصرت سے وہ استقامت کے راستے پر چلتے رہے۔ اپنی توانائیاں اللہ کی کبریائی یعنی اقامت دین کے لیے صرف کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ انھیں بہترین جزاء عطا فرمائے۔ کچھ عرصہ بعد وہ اپنے آبائی شہر جھنگ منتقل ہو گئے اور تین ضلعوں (جھنگ، ٹوبہ ٹیک سنگھ اور لیہ) پر مشتمل حلقہ جھنگ قائم کر دیا گیا۔ میں حلقہ ملتان سے حلقہ جھنگ کے ساتھ منسلک کر دیا گیا۔ وہاں انھوں نے ''میری زندگی کا مقصد تیرے دین کی سرفرازی'' کے مصداق انجمن خدام القرآن جھنگ رجسٹرڈ کرائی، قرآن اکیڈمی تعمیر کی اور قرآن کے انقلابی فکر کی ترویج میں لگ گئے۔ مختلف جگہ پر درسِ قران کے حلقے قائم کیے۔ لیہ میں بھی متواتر دس سال تک میرے گھر پر ماہانہ درسِ قرآن کے لیے تشریف لاتے رہے۔ لیہ کے لوگوں کو ایک مسلمان کی اقامت دین کی بنیادی ذمہ داریوں سے آگاہ کرتے رہے۔ میں بھی اپنی بساط کے مطابق ہاؤسنگ کالونی لیہ کی جامع مسجد میں بعد نماز فجر مختصر درسِ قرآن دیتا تھا اور ہر رمضان المبارک میں تقریباً چار پاروں کا ترجمہ ہو جاتا تھا۔ جہاں سے کچھ ساتھ ہمیں مل گئے۔ فاروقی صاحب کی ترغیب سے انجمن خدام القران لیہ بھی ہم نے رجسٹر کرالی۔

ایک اچھی لائبریری بھی قائم کی جو رات عشاء تک کھلی رہتی تھے، مگر مطالعہ کرنے والے ندارد۔ فاروقی صاحب کے درس کی برکت سے اور کچھ ہماری ٹوٹی پھوٹی کوششوں سے تنظیم بھی قائم ہو گئی مگر میں نہ انجمن خدام القرآن کے کام کو آگے بڑھا سکا اور نہ ہی تنظیم کی ذمہ داری نبھا سکا لہٰذا لیہ میں تنظیم ختم کر کے دوبارہ اُسرہ الھدیٰ لیہ قائم کر دیا گیا۔ حلقہ جھنگ ختم کر کے حلقہ وسطی پنجاب بنا دیا گیا۔ اور کچھ عرصہ بعد اُسرہ الھدیٰ لیہ حلقہ جنوبی پنجاب سے جوڑ دیا گیا، جس سے ماہانہ درسِ قرآن

کے لیے میرے پاس فاروقی صاحب کی آمد کا سلسلہ بھی ختم ہوگیا۔ الحمدللہ وہ ماہانہ درسِ قرآن اب بھی صدر انجمن کوٹ ادو جام عابد حسین کی سرپرستی اور میرے اہتمام کے تحت جاری ہے۔

جہاں تک ان کے ذاتی محاسن کا تعلق ہے، وہ پرخلوص ساتھی، سادہ مزاج اور اعلیٰ اخلاق کے مالک تھے، شریعت کی پابندی میں بہت سخت تھے، مجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ ہم اکٹھے لاہور سے جھنگ کے لیے روانہ ہوئے، پنجاب یونیورسٹی روڈ پر کچھ بچے اور عورتیں فروخت کے لیے لیچی لے کر بیٹھے تھے ہم نے لیچی لینے کے لیے گاڑی روکی تو فوراً ایک عورت لیچی بیچنے کے لیے ہماری طرف آئی تو انھوں نے فوراً لیچی لیے بغیر اس سے بات کیے بغیر اور اس کی طرف دوسری نظر دیکھے بغیر گاڑی چلادی اور ہم لیچی کھانے سے محروم رہ گئے ظاہر ہے یہ کام انھوں نے غضِ بصر کے لیے کیا تو بظاہر وہ تقویٰ کے اس مقام پر تھے۔ علم تاریخ پر ان کی گہری نظر تھی، قرآن کو بھی خوب اپنے اندر اتارا تھا اور تنظیمی فکر کو حرزِ جاں بنایا ہوا تھا۔ وقت کی بہت قدر کرتے تھے۔ ابلاغ کا ملکہ بھی اللہ تعالیٰ نے انھیں عطا کیا تھا۔ مزاجاً نرم البتہ ایڈمنسٹریشن میں سخت تھے۔

یہ سب باتیں اپنی مگر اصل نعمت جو اللہ تعالیٰ نے انھیں عطا کی تھی وہ تھی اس دنیا کی زندگی کو آخرت کے لیے وقف کر دینا۔ اس فانی دنیا چمک دمک سے نظریں ہٹا کر آخرت پر جما دینا اور اس حالت میں جاں جانِ آفریں کے سپرد کر دینا۔ یہ ہے اللہ تعالیٰ کا فضل جسے وہ عطا کر دے اور یہی سب سے بڑی کامیابی ہے۔

12 شوکت حسین انصاری
ملتان

اللہ ربّ العزت سے آپ کے لیے دعا گو ہوں وہ آپ کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آپ کے والد محترم میرے بھی مربی، استاد اور روحانی والد تھے، ان سے میں نے بہت کچھ سیکھا۔ اللہ پاک ان کی مغفرت فرمائے۔ آمین۔ آپ سب گھر والوں کو صبر عطا فرمائے آمین۔

محترم مختار حسین فاروقی صاحب (مرحوم و مغفور) جب ملتان آئے تھے، انہوں نے انفرادی طور پر ہر رفیق کو اکیڈمی میں بلا کر اس سے ملاقات، حالات معلوم کیے۔ میری بھی ان سے علیحدہ ملاقات ہوئی تھی، پھر انہوں نے مجھے اپنے آفس میں کام کے لیے ملازمت دے دی۔

5 سال ان کے ساتھ گزارے۔ بہت سے اسفار کیے۔ صادق آباد سے لے کر ڈی آئی خان، تونسہ، راجن پور تک سفر کیے۔ دورانِ سفر بھی ان سے فیض حاصل کیا، اللہ تعالیٰ ان کی خدمات کو توشۂ آخرت بنائے۔ ان کے بے شمار شاگرد ہیں ہمیشہ ان کی مغفرت اور بلندی درجات کے لیے دعا کریں گے۔ ان شاء اللہ۔ آپ دونوں بھائیوں کے ساتھ ملتان میں اچھا وقت گزرا ہے۔ بہرحال سب انسانوں نے اس دنیا فانی سے جانا ہے آپ کے والد محترم کی اچانک موت نے تنظیم میں بہت بڑا خلاء پیدا کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ہمت اور استقامت عطا فرمائے۔ آپ نے اپنے والد محترم کے مشن کو آگے بڑھائیں۔ ہماری دعائیں آپ کے ساتھ ہیں۔ اسماعیل بھائی پر بہت بڑا بھاری بوجھ آ گیا ہے میں نمازِ جنازہ میں شریک ہوا تھا۔ رش کی وجہ سے ملاقات نہ کر سکا۔ اللہ تعالیٰ اسماعیل بھائی کو جرأت و ہمت عطا فرمائے۔ اس اکیڈمی کو چلائیں اور حکمت بالغہ کو جاری رکھیں۔ آخیر میں پھر دعا گو ہوں اللہ پاک محترم فاروقی صاحب کو بلند درجات اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے آمین۔

13

محمد افضل حق
ناظم دعوت تنظیم اسلامی نیو ملتان

دگر دانائے راز آید کہ ناید

نرم دم گفتگو، گرم دم جستجو، سادہ دل درویش انسان جو ہمہ وقت اشاعت دین میں کوشاں رہا، جس نے بطور ONE MAN ARMY یعنی شخص تو ایک ہی تھا لیکن پوری فوج کے برابر کام کر گیا۔ جسے کلام اللہ و فرمانِ نبوی ﷺ کے بعد کلامِ اقبال سے عشق تھا، جو زندگی بھر سمجھاتے رہے، خصوصاً فارسی کلام۔ خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

جس نے ہمیں طاغوت اور یہود کی سازشیں تاریخ کے حوالے دے کر سمجھایا اور تاریخ خصوصاً بنی اسرائیل کے حالات اور صیہونی سازشوں سے بخوبی آگاہ کیا۔ سائنس کے انکشافات کو دین کے تحت جوڑ کر آسان انداز میں سمجھایا۔

میرا ان کے ساتھ بحیثیت سامع اور قاری ان کی تقریروں اور تحریروں کے ذریعے قلبی و ذہنی لگاؤ تھا جو پختہ تعلق ہے۔ وہ اپنے حصے کا کام کر گئے ہیں اب ذمہ داری ہم پر ہے۔ میری شدید خواہش

رہی کہ ان کے پروگرام ''پھر سوئے حرم لے چل'' میں شرکت کروں لیکن قدرت کو منظور نہ تھا۔

14

محمد سلیم صدیقی
واہ کینٹ

میرے انتہائی مخلص و محسن جناب مختار حسین فاروقیؒ صاحب

یہ غالباً 1993 کا ماہ رمضان تھا۔ عشرہ دوئم قریب الاختتام تھا میرے دوست جو جماعت اسلامی سے منسلک تھے۔ میں اور وہ اُس شاہراہ (واہ سیمنٹ ورکس) سے گزر رہے تھے جس پر محمد جمیل صاحب کی رہائش تھی جنکے گھر فاروقی صاحب کا درس ہوتا تھا میرے دوست فرمانے لگے کہ ابھی روزہ افطار میں مناسب ٹائم باقی ہے۔ کیوں نہ ہم درس قرآن سے اپنی روح اور قلب کو منور کریں۔ میں فوراً راضی ہو گیا کیوں کہ ماہ رمضان اور قرآن کا آپس میں گہرا تعلق ہے ہم اس رہائش کے ہال میں داخل ہوئے تو فاروقی صاحب سورۃ العصر پر درس دے رہے تھے۔ اُس سے پہلے تعارف قرآن اور قرآن مجید کے حقوق پر 2/3 نشستیں ہوئی تھیں میری جیسے ہی ان پر نظر پڑی کشادہ چہرہ وسینہ و متوازن جسم اونچی آواز حاضرین میں نمایاں ہی معلوم ہو رہے تھے۔ سادہ الفاظ اور عام بول چال سلاست کے ساتھ درس دے رہے تھے حاضرین بڑی دلچسپی کے ساتھ درس سن رہے تھے۔ ہر ہفتہ بعد مغرب اُن کا درس ہوتا تھا۔ درس کے بعد 15 منٹ درس سے متعلق سوال جواب کیلئے مختص تھے۔ میری دلچسپی اتنی زیادہ رہی کی 3 درس کے بعد میں نے آڈیو کیسٹ پر ریکارڈنگ شروع کر دی تھی۔ یہ سلسلہ منتخب نصاب کا آخری درس الحدید تک پہنچا تو اُنہوں نے اطلاع دی کہ اُنہوں نے DESCON کنسٹرکشن کمپنی سے استعفا دے دیا ہے۔ اب آئندہ پوری زندگی دین کیلئے وقف کر دیں گے۔ آخری درس میں اُنہوں نے حاضرین کو دین اسلام کی جدوجہد میں اپنا حصہ ڈالنے کی ترغیب وتشویق کا دیا میں اُس وقت تبلیغ میں 16 سال سے جڑا ہوا تھا۔ ایک چلہ بھی اندرون سندھ 93ء کے ماہ رمضان سے پہلے لگایا تھا اور مزید 4 ماہ لگانے کیلئے ارادہ کر لیا تھا۔ اور اس کیلئے فیکٹری سے چھٹی کا بندوبست بھی کر لیا تھا۔ میری سالانہ چھٹی 150 دن کی جمع ہو گئی تھی۔ 1993ء کے ماہ رمضان میں فاروقی صاحب کے درس کا آغاز ہو چکا تھا۔ یہ قرآن کا اعجاز ہے اُس میں آج بھی اتنا ہی POTENTIAL ہے جو حضور ﷺ اور خلافت راشدہ کے

زمانہ میں تھا۔ البتہ اس کے درس دینے والے کا خصوصی لگاؤ وسمجھ رکھتے ہوں۔ قرآن کا منتخب دروس سن کر میں نے ارادہ کرلیا تھا۔ کہ باقی زندگی کسی نظم میں گزاروں گا۔ لیکن سمجھ نہیں آرہی تھی کہ کس جماعت میں شامل ہوں چناچہ میں نے اس مقصد کیلئے مشورہ حاصل کرنے کیلئے فاروقی صاحب کو الوداعی عشایہ پر بلایا میں نے اُن سے عرض کیا کہ آپ کس جماعت میں شامل ہیں۔ تو اُنہوں نے فرمایا کہ وہ ڈاکٹر اسرار احمد کی جماعت تنظیم اسلامی میں شامل ہیں۔ فاروقی صاحب اپنے آخری درس میں ایک اچھی مثال یہ دی کہ ہمارے پاؤں کو جوتے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اُس لیے ہم کئی برانڈ اور دکانوں پر جاتے ہیں اسی طرح دین کی اجتماعی جدوجہد کرنا ہماری ضرورت ہے۔ اس کیلئے جماعت ہماری ضرورت ہے۔ اور مزید خوب سے خوب تر تلاش ہونی چاہیے۔ چناچہ 1994ء کے ملتزرفقاء کے سالانہ (تنظیم اسلامی) اجتماع میں شرکت کی دعوت دی۔ چناچہ جہاں مختلف دروس اور لیکچرز سُن کر میرے خیالات وروح مزید تقویت ملی تو میں نے بیعت فارم پُر کرلیا۔ اور بیعت بھی کرلی۔ اس لحاظ سے فاروقی صاحب میرے لیے نہایت محسن ہیں جنہوں نے میری آخرت سنوارنے کی کوشش کی۔

15 ملک احسان الٰہی
امیر تنظیم اسلامی حلقہ فیصل آباد

کچھ ایسے بھی اُٹھ جائیں گے اس بزم سے جن کو
تم ڈھونڈنے نکلو گے مگر پا نہ سکو گے!

محترم فاروقی صاحب بھی اس فانی دُنیا سے کوچ کر گئے۔ سب نے ہی یہاں سے چلے جانا ہے۔ ہم اس جہان کے باشندے نہیں ہیں، یہاں کے باسی نہیں ہیں یہاں کے رہنے والے نہیں ہیں۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ

فاروقی صاحب اپنی ذات میں ایک انجمن تھے۔ مرحوم کو تاریخ پر عبور حاصل تھا اور خصوصاً اسلامی تاریخ پر اقامت دین کی جدوجہد کو اہمیت نہ دینے والوں پر بہت کڑھتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے شیدائی تھے۔ پچھلی مرکزی شوریٰ میں مرحوم اور میں ایک ہی کمرہ میں مقیم تھے۔ تہجد کے پابند تھے۔ وضو کرتے وقت پانی حسب ضرورت استعمال کرتے کہ زیادہ پانی

استعمال کرنا اسراف ہے۔ وضو صبح کرتے اور مغرب تک چلتا۔ وقت کے بہت پابند تھے۔ مجھے بتایا کہ میں تو اکیڈمی صبح 9 بجے چلے جاتا ہوں اور کچھ لوگ تو میرے بعد آتے ہیں۔ عربی اور فارسی پر دسترس حاصل تھی۔ علامہ اقبال کے ترجمان تھے اور بہت خوبیوں کے مالک تھے۔

آہ خالد کیا کسی کا شاعرانہ قول ہے
کون لوگ اس کی صداقت میں کوئی شک لائیں گے
یہ چمن یونہی رہے گا اور ہزاروں جانور
اپنی اپنی بولیاں سب بول کر اُڑ جائیں گے

آسمان تیری لحد پر شبنم آفشانی کرے۔

اللہ تعالیٰ مرحوم کی آخرت کی منزلیں آسان کرے اُن کی قبر کو نور سے بھر دے اُنکی کوتاہیوں کو نیکیوں میں بدل دے اور اُنھیں جنت الفردوس میں جگہ دے۔ آمین یارب العالمین

16
عثمان فاروق
گوجر خان

استادگرامی فاروقی صاحب مرحوم: چند یادیں چند باتیں

انجینئر مختار حسین فاروقی صاحب ہمارے اساتذہ اور محسنوں میں سے تھے۔ 2006ء کی بات ہے جب میں میٹرک کے امتحانات سے فراغت کے بعد میں قرآن اکیڈمی جھنگ میں 25 روزہ کل وقتی کورس ''پھر سوئے حرم لے چل'' میں شریک ہوا۔ کورس کے اساتذہ میں فاروقی صاحب کے علاوہ پروفیسر خلیل الرحمٰن (ٹوبہ ٹیک سنگھ) اور مفتی عطا الرحمٰن صاحب (جو اس وقت نئے نئے درس نظامی کر کے آئے تھے) شامل تھے۔ کورس بنیادی طور پر امتحانات سے فارغ طلبہ اور بیروزگار افراد کے لیے ترتیب دیا گیا تھا۔ نصاب میں منتخب قرآنی سورتوں کا ترجمہ وتفسیر، احادیث مبارکہ کے مختصر مجموعہ، روزمرہ دینی مسائل، ابتدائی عربی گرامر، منتخب اردو کلام اقبال، تاریخ اسلام، انقلابی فکر کے لٹریچر سے منتخبات شامل تھا۔

فاروقی صاحب بہت متواضع تھے، طبیعت، لباس اور طرز بود و باش میں بہت سادگی

تھی۔ انداز بیان سادہ اور دلنشین تھا جس میں تکلف اور بناوٹ نام کو نہیں تھا۔ ان کی گفتگو بہت پرتاثیر، فکرانگیز اور ایمان افروز ہوتی تھی۔ اقبال کے تو گویا عاشق محض تھے ان کے اشعار موقع محل کی مناسبت سے برجستہ نقل کرتے تھے۔ تنظیم اسلامی کے سالانہ اجتماعات میں جن مقررین کے بیانات کا شدت سے انتظار کیا جاتا ان میں فاروقی صاحب سرفہرست تھے۔ معرفت ومحبت الٰہی، فکر آخرت، رسول اللہ ﷺ کی محبت واتباع، عظمت قرآن، خلافت، جہاد، دعوت الی اللہ، ملت اسلامیہ کی تاریخ، مسلمانوں کا عروج وزوال اور منہج انقلاب نبوی ان کے کلیدی موضوعات تھے۔ دعوت واقامت دین کے مشن سے ان کی غیر معمولی وابستگی اور اس کے لیے اپنی جان، مال اور وقت لگانے کی تڑپ کو بطور مثال پیش کیا جاسکتا ہے۔ قرآن اکیڈمی جھنگ کی مسجد میں خطبہ جمعہ، ہفتہ وار درسِ قرآن کے ساتھ ساتھ ہر سال بڑی پابندی سے دورہ ترجمہ قرآن کرواتے تھے۔ مجھے انہیں بہت قریب سے دیکھنے کا موقع ملا وہ شہرت اور اسباب شہرت سے دور رہنے والے تھے، ان کی نماز بہت اچھی تھی، ذوقِ عبادت اور حسن معاشرت ان کی سیرت وکردار کا جزو لاینفک تھے۔ وہ اپنے ماتحتوں اور ملازمین کے ساتھ بہت اچھا برتا کرتے تھے۔

یہ غالباً 2018ء کی بات ہے والد گرامی نے بتایا کہ تمہارے استاد فاروقی صاحب تنظیم اسلامی حلقہ پنجاب شمالی کے علاقائی اجتماع منعقدہ جامع مسجد گلزار قائد راولپنڈی تشریف لارہے ہیں یہ سن کر بے حد خوشی ہوئی اور پروگرام میں شرکت کا تہیہ کرلیا۔ میں نے فاروقی صاحب کو کتاب ''صحبتے با اہل دل'' شاہ عبدالقادر رائے پوری رح کے ملفوظات، مرتبہ مولانا علی میاں ندوی) تحفے میں دی انہوں نے کتاب دیکھی، بہت خوش ہوئے اور مجھ سے مسکراتے ہوئے پوچھا کیا تم بھی اہل دل میں سے ہو؟ میں نے زیرلب مسکراتے ہوئے کہا: نہیں میں اہل دل میں سے تو نہیں ہوں لیکن ان سے محبت ضرور کرتا ہوں۔

استاذ گرامی فاروقی صاحب سے گاہے گاہے بات ہوتی رہتی تھی خاص طور پر عیدین کے موقع پر فون پہ سلام دعا کرتا تھا حال احوال پوچھتا تھا اور کبھی کبھی ملکی سیاسی منظرنامے پر بھی ہلکی پھلکی بات ہوجاتی تھی۔ مجھے یاد ہے جب عمران خان صاحب برسراقتدار آئے تو میں نے فاروقی صاحب سے خان صاحب کے وژن ''ریاست مدینہ'' کے حوالے سے رائے پوچھی۔ ان

کے جواب کا حاصل یہ تھا کہ ممکن ہے خان صاحب دنیوی سطح پر کچھ نہ کچھ تبدیلی لانے میں کامیاب ہوجائیں مطلب مہنگائی کنٹرول ہوجائے، بے روزگاری کم ہوجائے، عدالتوں میں انصاف ملنا شروع ہوجائے، میرٹ کی بالادستی ہوجائے وغیرہ وغیرہ لیکن جسے کہتے ہیں حقیقی تبدیلی یعنی نظام خلافت / نفاذِ شریعت وہ تو صرف اور صرف رسول اللہ ﷺ اور ان کی تربیت یافتہ جماعت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم والی انقلابی جدوجہد سے ہی آئے گی اس کے علاوہ کوئی شارٹ کٹ کام آنے والا نہیں۔

قرآن اکیڈمی جھنگ میں پچیس روزہ کورس ''پھر سوئے حرم لے چل'' کے اختتام پر استادگرامی فاروقی صاحب (اللہ انہیں غریق رحمت کرے) نے پوسٹل ایڈریس لیا اور ماہنامہ حکمت بالغہ اعزازی طور پر جاری کروادیا جو آج تک بذریعہ ڈاک باقاعدگی سے موصول ہورہا۔ اب تک میں نے زندگی میں جن دوچار شخصیات کا گہرا تاثر لیا ان میں سے ایک فاروقی صاحب تھے جن کے اخلاص، سادگی، غلبہ ونفاذ دین کے لیے ان کی تڑپ اور والہانہ پن قابل رشک تھا۔

اللهم اغفرله وارحمه وحاسبه حسابايسيرا وادخله فی رحمتك امين

17 شیر محمد حنیف
ناظم دعوت تنظیم باجوڑ شرقی حلقہ مالاکنڈ

''کل نفس ذائقةُ الموت'' جنوری 2018ء میں ہمارے حلقہ مالاکنڈ کے چند ساتھیوں نے قرآن اکیڈمی جھنگ میں مختار حسین فاروقی کے ہاں جانے کا فیصلہ کرلیا جس میں راقم بھی موجود تھا ہم تقریباً رات دو بجے جھنگ پہنچے۔ فاروقی صاحب نے ہمارے لیے اسی وقت سواری کا بندوبست کیا تھا جو اس وقت بہت مشکل تھا لیکن یہ ان کی قدردانی تھی جو ہمیں محسوس ہوئی کہ پہنچتے ہی چائے پلادی اور ساتھیوں کے آرام کرنے کا بندوبست کیا گیا۔

ناشتہ کے بعد صبح آٹھ بجے فاروقی صاحب کا درسِ قرآن شروع ہوا ہمیں ایسا لگتا تھا جیسا کہ قرآن اب نازل ہو رہا ہے۔ فاروقی صاحب کا قاہرانہ، ماہرانہ، راہبانہ، جلالیانہ، خاکسارانہ طرز اور انداز ہمیں بہت اچھا اور بھلا لگتا تھا۔ فاروقی صاحب کا دانشورانہ، درویشانہ اور قلندرانہ طرز عمل ہر وقت ہمیں یاد ہوتا ہے۔ اس کا طرزِ خطابت یہ ظاہر کرتا تھا کہ ان کی ہر بات دل

سے نکلتی ہے اس لیے اثر رکھتی ہے نیز اس کے انداز سے یہ پتہ چلتا تھا کہ اندر ایمانِ حقیقی موجود ہے۔ وہ قرآن سے ایسے موتی نکالتے تھے کہ انسان حیران ہوتا اور اس کے نتیجے میں انسان یہ محسوس کرتا تھا کہ دعوتِ دین اور اقامت دین کے سوا ہمارا کوئی مقصد حیات نہیں ہے۔

آپ ہمارے ساتھ جو دوسرا پریڈ لیتے تھے وہ اقبالیات کی تشریحات تھی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اقبالیات پر پورا فہم عطا کیا تھا آپ اقبالیات پر ایسا کلام کرتے تھے کہ ہم سمجھتے تھے کہ آپ گویا قرآن کو اپ ڈیٹ کررہے ہیں۔ آپ اقبالیات کے بہت شیدائی تھے ایک دفعہ ساتھیوں سے فرمایا کہ کون ہے کہ شکوہ اور جوابِ شکوہ ترنم کے ساتھ پڑھے اور ہم سنیں۔ ساتھیوں نے راقم سے کہا کہ تم پڑھو میں نے جب شکوہ اور جوابِ شکوہ ترنم سے پڑھنا شروع کیا تو محسوس ہوا کہ یہ مرد درویش فاروقی صاحب زار وقطار رو رہا ہے اور ساتھیوں نے بھی رونا شروع کر دیا۔ یہ تو تھی ان کے دل کی نرمی اور اُمت مرحومہ کی زوال پر خفگی۔

مہمان نوازی کی یہ حالت تھی کہ ہر روز ساتھیوں سے پوچھتے کہ کوئی تکلیف تو نہیں کسی چیز کی کمی تو نہیں؟ کوئی بیمار تو نہیں۔ اسی 25 روزہ تربیت گاہ میں انھوں نے ہمارا بہت خیال رکھا تمام ساتھی بہت خوش تھے۔ آخر میں ہمارے لیے خصوصی ظہرانے کا انتظام کیا جس میں خوراک کی چیز موجود ہونے کے ساتھ ساتھ خلوص نیت حد درجہ مہمان نوازی اور قدر دانی موجود تھی۔ ان کی زندگی صحابہ کرام اور سلف صالحین کی یاد تازہ کرتی تھی۔

ؔ ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

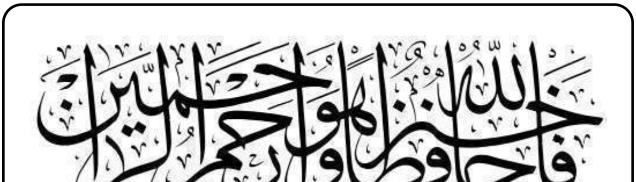

تخمِ گل کی آنکھ زیرِ خاک بھی بے خواب ہے
کس قدر نشو و نما کے واسطے بے تاب ہے
زندگی کا شعلہ اس دانے میں جو مستور ہے
خود نمائی، خود فزائی کے لیے مجبور ہے
سردیِ مرقد سے بھی افسردہ ہو سکتا نہیں
خاک میں دب کر بھی اپنا سوز کھو سکتا نہیں
پھول بن کر اپنی تربت سے نکل آتا ہے یہ
موت سے گویا قبائے زندگی پاتا ہے یہ
ہے لحد اس قوّتِ آشفتہ کی شیرازہ بند
ڈالتی ہے گردنِ گردوں میں جو اپنی کمند
موت تجدیدِ مذاقِ زندگی کا نام ہے
خواب کے پردے میں بیداری کا اک پیغام ہے!

(کلیاتِ اقبال، اُردو۔ صفحہ 233)

باب 2

بچپن کے دوستوں کی یادیں

- پروفیسر حسن محمود
- فضل الرحمٰن کوثر
- ڈاکٹر باغ علی شاہد

01 پروفیسر (ر) حسن محمود اقبال

کوٹ روڈ۔ جھنگ

محترم انجینئر مختار فاروقی کی رحلت پر دلی صدمہ ہوا۔ یہ امر لائق تقلید ہے کہ آخری سانس تک اعلائے کلمتہ الحق ان کا شیوہ وشعار رہا۔ صبح ومساء اشاعت دین اور اقامت دین میں مصروف رہے۔ قرآن اکیڈمی کا قیام ان کا ایک خواب تھا جو ان کی شبانہ روز مساعی کی بدولت زندگی میں ہی شرمندۂ تعبیر ہوا۔ حکمت بالغہ کا اجراء، فہم قرآن کورسز کا اہتمام اور متعدد سیمینار کا انعقاد وہ گراں قدر خدمات ہیں جو ان کے لیے توشۂ آخرت بھی ہیں اور سامانِ نجات بھی۔ اسی کو ''بقائے دوام'' کہتے ہیں۔ ورنہ ''بقا کا ذکر ہی کیا اس جہان فانی میں''

1964-65ء یہ وہ دور تھا جب پنجاب کے تعلیمی اداروں میں اسلامیہ ہائی سکول جھنگ کا طوطی بولتا تھا۔ پرشکوہ عمارت، تعلیم کے ساتھ تربیت کے جذبہ سے سرشار اساتذہ اور اخلاقی قدروں سے مزین ماحول نوجوانوں کی متوازن نشوونما کا ضامن تھا۔

انجینئر مختار فاروقی میرے ہم جماعت تھے۔ ہم نے اس عظیم درس گاہ سے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ ہم جب کبھی باہم مل بیٹھتے، اس دور کو ضرور آواز دیتے جو مادر علمی کی آغوش میں گزرا۔ استاد محترم گوہر صدیقی، ملک الطاف حسین، میاں محمد علی کی شفقت اور محبت کو ضرور یاد کرتے۔

ترجمان حقیقت علامہ محمد اقبال کے افکار اور مفسر قرآن ڈاکٹر اسرار احمد کے عمیق مطالعہ نے ان پر یہ سچائی روزِ روشن کی طرح آشکار کر دی تھی کہ:

گر تو می خواہی مسلمان زیستن
نیست ممکن جز بہ قرآن زیستن

چنانچہ مختار فاروقی کی زندگی کو تین الفاظ میں بیان کرنا چاہو تو ان الفاظ میں کر سکتے ہو۔

''تدبر فی القرآن'' کیوں نہ ہوارشاد ہے اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ ، اَفَلَا یَتَفَکَّرُوْنَ۔ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں پر عقل والے ہی غور کرتے ہیں۔فہم قرآن کورسز اس کتاب برحق کی صداقتوں پر غوروفکر کی ایک مبارک اور متبرک کوشش ہی تو تھے۔بس اسی کوشش میں جان، جانِ آفریں کے سپرد کردی۔

حکمت بالغہ کا ہر شمارہ قارئین کرام کو قرآن وسنت کی محفل میں کشاں کشاں لے آتا ہے۔''قرآن کے ساتھ چند لمحات'' گزار کے ''بارگاہ نبوی ﷺ......'' میں حاضری ہوتی ہے اور قاری حضوری کے اس جذبہ سے سرشار زندگی کی گہما گہمی اور ہماہمی میں شریک ہوتا ہے وہ بے ساختہ پکار اٹھتا ہے:

؎ قوتِ عشق سے ہر پست کو بالا کردے
دہر میں اسم محمدؐ سے اجالا کردے

دانائے راز علامہ محمد اقبال کی بصیرت افروز نظم ''جوابِ شکوہ'' کے یہ الفاظ اس کی خوابیدہ فکر کو انگیخت دیتے ہیں:

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح وقلم تیرے ہیں

مختار فاروقی کا ایمان تھا کہ ملت کی نشاۃ ثانیہ قرآن وسنت سے وابستگی میں ہے۔ یہ ناقہ بے زمام اس سرچشمہ ہدایت کی طرف نہیں چلے گا تو قطار سے دور گمراہی کے دشت بے کنار میں ہی بھٹکتا رہے گا۔ یہ آہوسوئے حرم نہیں آئے گا تو اس کی آوارہ خرامیوں کو چین نہیں آئے گا۔

بس اسی ایمان و ایقان سے مملو اِک نفس مطمئنہ اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہوگیا۔
اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ''حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا۔''

02 فضل الرحمٰن کوثر
جھنگ

جناب مختار حسین فاروقی صاحب انجمن خدام القرآن کے صدر مؤسس اور ماہنامہ حکمت بالغہ کے بانی مدیر تھے جو کہ 21-09-13 کو اس دارِفانی سے رحلت فرما گئے ہیں۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ۔مرحوم کی علمی وقلمی خدمات اور دینی فکر کے حوالے سے بہت سے احباب

اظہارِ خیال فرمائیں گے، میں ان کی ذاتی زندگی کے بارے میں کچھ باتیں کروں گا۔

مختار حسین فاروقی صاحب، محمد فیاض عادل فاروقی صاحب (مدفون لندن 02-11-2020) اور میں 1965ء میں گورنمنٹ کالج جھنگ میں FSC پڑھنے کے لیے داخل ہوئے۔ اس وقت سے لے کر آج تک مختار صاحب کی ایک جیسی طبیعت اور مزاج پایا۔ سادہ، راست اور کم گو، صابر و شاکر، نمازی اور دیگر معاملات میں کھرے تھے۔ مذاق بہت کم کرتے البتہ دوسروں کے مذاق کرنے پر مسکرا دیا کرتے تھے۔ کالج اکٹھے آنا جانا ہوا کرتا تھا۔

کالج کے ہی اسلامی جمعیت طلباء کے ساتھیوں سے فیاض صاحب کا تعلق تھا۔ ان سے ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کے بارے میں سنا۔ یہ 1967ء کی بات ہے۔ پھر ہم ان کو ملنے لاہور گئے، ان کی ہی رہائش پر رات گزاری، ان کا درس بھی سنا۔ ڈاکٹر صاحب کو جھنگ آنے کی دعوت دی، وہ تشریف لائے، ان کا کالج میں خطاب بھی ہوا۔ میزبانی کے فرائض فیاض صاحب نے ادا کیے۔ انہی دنوں ایک چھوٹی سی لائبریری بھی قائم کی گئی جو زیادہ دیر نہ چل سکی۔ کالج میں ہم تعلیم کے علاوہ دوسرے مشاغل میں کم ہی حصہ لیتے تھے۔ کبھی کبھار دریائے چناب کے مختلف مقامات پر سیر کے لیے جانے کا اتفاق ہوتا تھا۔

مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ایک دن انہوں نے کہا تھا کہ میرا دل کرتا ہے کہ میں کسی گاؤں کی مسجد کے ساتھ ایک چھوٹی سی دوکان بنا کر زندگی گزار دوں لیکن قدرت کو ان کی گم نامی منظور نہیں تھی۔ FSC ہوگئی، مختار صاحب انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور چلے گئے۔ فیاض صاحب اور میں نے اگلی کلاسز میں داخلہ لے لیا۔ مختار صاحب کا UET میں داخلہ اور پھر وہاں سے کامیابی کے بعد روزگار اور ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کا قرب بڑھتا ہی گیا بلکہ ان کی زندگی کا رُخ ہی بدل گیا۔ اظہار لمیٹڈ لاہور میں ملازمت اختیار کی۔ (اظہار احمد صاحب ڈاکٹر اسرار احمد کے بھائی ہیں) بعد میں انہی کے خاندان میں مختار صاحب کی شادی ہوئی۔

1971ء میں فیاض صاحب لندن چلے گئے۔ مختار صاحب نے PRECAST BUILDER LTD LAHORE کے نام سے ایک فرم رجسٹرڈ کروائی۔ اسی سلسلے میں وہ کراچی شفٹ ہوئے۔ پرانی بات ہے شاید وہ کورنگی کے علاقے میں رہائش پذیر ہوئے۔ وہاں میرا ان

کے ہاں جانا ہوا۔ نماز عشاء کے بعد قریبی مسجد میں ان کا درسِ قرآن سنا۔ انہی کے ساتھ مسجد ٹھٹھہ شہر اور کھنجراب جھیل بھی دیکھنے گئے۔ اب سن تو یاد نہیں، پھر انہوں نے تنظیم اسلامی ملتان کی ذمہ داریاں سنبھالیں وہاں بھی مجھے جانے کا اتفاق ہوا۔

کچھ عرصہ کے بعد آپ جھنگ واپس آ گئے اور اپنی آبائی رہائش گاہ سے اپنے ہی انداز میں دینی وعلمی کام کا آغاز کیا۔ پھر انجمن خدام القرآن جھنگ، قرآن اکیڈمی ٹوبہ روڈ جھنگ اور ماہنامہ حکمتِ بالغہ کا اجراء یہ سب ان کی محنت اور کوشش ولگن کا ثبوت ہے۔ فیاض صاحب جب کبھی وطن آتے اور فاروقی صاحب کا قیام بھی جھنگ میں ہوتا تو خوب ملاقاتیں ہوتیں۔ جھنگ مستقل آنے کے بعد میری اور ان کی تقریباً ہر ماہ، دو ماہ بعد ملاقات ہو جایا کرتی تھی۔ اکثر وہ میرے ہاں تشریف لاتے تھے، یہ ان کی شفقت تھی۔

ایک دفعہ فاروقی صاحب نے بتلایا کہ میں نے اپنے بیٹوں سے پوچھا کہ میرے بعد قرآن اکیڈمی کا کیا بنے گا۔ انہوں نے جواب دیا کہ ان شاء اللہ ہم سنبھال لیں گے۔ میں نے کہا کہ ایسے سمجھو میں مر گیا ہوں تو سنبھالو......

شاید آخری ملاقات میں کہنے لگے کہ میں نے اپنی آبائی رہائش گاہ فروخت کر دی ہے۔ بیٹیوں کو حصے دے دیے ہیں اور بیٹوں کے لیے تھل کے علاقے میں کچھ زمین خریدی ہے اور یہ بھی بتلایا کہ کس سوچ کے تحت لی ہے۔ وفات سے کچھ عرصہ پہلے ان کا فون آیا تھا کہ میں آؤں گا مگر نہ آ سکے۔ اس کا مجھے افسوس رہے گا۔

ان سے ملاقات میں دینی، ملکی وسیاسی اور کچھ ذاتی باتیں ہوتی تھیں۔ اس دعا کے ساتھ اپنی بات کو ختم کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کے اہلِ خانہ، اعزہ واقارب کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ مرحوم کی بشری خطاؤں کو درگزر فرما کر اپنی جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین

03 ڈاکٹر باغ علی شاہد
شورکوٹ

مختار فاروقی صاحب سے 1967ء سے لے کر 2021ء تک انتہائی قریبی تعلق رہا ہے۔ ان سے پہلی ملاقات 1967ء میں UET لاہور، فرسٹ ائیر پہلے دن کی کلاس سے ہوئی۔

ہم تقریباً 12 طالب علم کا GROUP A میں تعلق ضلع جھنگ سے تھا اور UET میں GROUP A میں داخلہ ایک اعزاز سمجھا جاتا تھا۔ جلدی ہی ہم سب دوست بن گئے اور ہر پریڈ کے وقفہ میں ان سے چار سال ملاقات ہوتی رہی۔ فاروقی صاحب انتہائی ذہین طالب علم تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو بہت اچھا دماغ عطا کیا تھا۔ میرے خیال میں یہ ان کی دین سے لگاؤ کی برکت تھی۔ ہر CLASS ASSIGNMENT خود کرتے تھے اور وقت سے پہلے جمع کروا دیتے تھے۔

SURVEY کی کلاس میں ہمارے GROUP LEADER ہوتے اور ان کی COMPREHENSION اتنی زیادہ تھی کہ FIELD SURVEY جلدی جلدی مکمل کر کے BOOK جمع کرا دیتے تھے اور ہم سب سے پہلے فارغ ہو کر ہوسٹل چلے جاتے تھے۔ تیسرے سال SURVEY CAMP منگلا ڈیم پر لگا تو بھی فاروقی صاحب ہمارے GROUP LEADER تھے اور یہ COMPULSORY کیمپ بڑی آسانی سے مکمل ہوا۔

ہم جھنگ کے دوستوں نے اکٹھے کراچی کا TECHNICAL TOUR اور پشاور کا وزٹ کیا۔ ہمارا ٹرین کا ایک ہی ڈبہ ہوتا تھا۔ ان TOURS میں تربیلا ڈیم، کاما سٹیل میل اور وارسک ڈیم PROJECTS وزٹ کیے۔ فاروقی صاحب ہر ACTIVITY کو LEAD کرتے تھے۔

ہم سب FINAL BSC CIVIL ENGINEERING سے ستمبر 1971ء کو فارغ ہوئے اور ان کو پہلے ہی دن سے IZHAR PRECAST MANUFACTURERS LAHORE میں ملازمت مل گئی۔ کمپنی کا دفتر 7TH FLOOR واپڈا ہاؤس میں تھا۔ یہ وہ وقت تھا جب سول انجینئر کو کوئی -/Rs.150 پر ملازمت دینے کے لیے تیار نہ ہوتا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ فاروقی صاحب نے FINAL YEAR کے امتحان میں بڑی سخت محنت کی تھی اور FOUR DISTINCTIONS حاصل کی تھیں جس کا مطلب یہ ہے کہ چار PAPERS میں ان کے SESSIONAL MARKS+ THEORY+ VIVA VOCE میں 85% سے زیادہ نمبر حاصل کیے اور یہ UET میں انتہائی مشکل سے ہوتا ہے۔ فائنل میں 1300 میں سے انہوں نے 950 نمبر حاصل کیے تھے۔

کمپنی میں کام کا تجربہ حاصل کرنے کے بعد انہوں نے کراچی میں INDUSTRIAL SECTOR میں ڈیزائن کا بہت کام کیا اور یہیں سے قرآن اکیڈمی کی بنیاد رکھی۔ دوران UET تعلیم ڈاکٹر اسرار صاحب سے نسبت قائم کر لی تھی۔ پھر دنیاوی کام چھوڑ دیا اور دین کی طرف چل پڑے۔

1990ء میں میں جب PH.D کر کے USA سے واپس آیا تو ملاقات ہوئی۔ پوچھنے لگے کہ آپ کا وقت کیسے گزرا اور تعلیم کس طرح مکمل کی۔ جب میں نے انہیں بتایا کہ میرے ساتھ USA میں 30 PH.Ds ضلع جھنگ کے رہائشی تھے اور وہ تقریباً جھنگ شہر سے 35 میل کے RADIUS کے رہنے والے تھے اور انہوں نے ایک ہی مضمون WATER RESOURCES DEVELOPMENT AND MANAGEMENT میں PH.D مکمل کی ہے اور ان کا تعلق IRRIGATION PUNJAB, WAPDA, UET LAHORE, AGRICULTURE UNIVERSITY OF FSD اور PARC اور مرکزی اداروں سے تھا۔ بہت ہی خوش ہوئے اور کہنے لگے کہ میرا پختہ خیال ہے کہ جھنگ والوں کو اللہ پاک نے منفرد قسم کا دماغ عطا کیا ہے اور 30 آدمیوں کا ایک ہی SUBJECT میں PH.D کرنا بڑا اعجوبہ ہے۔

تقریباً 4 سال سے میں لاہور سے اپنے آبائی گاؤں شورکوٹ SHIFT ہوا ہوں تو اکثر غریب خانے پر تشریف لاتے تھے۔ ہر طرح کی DISCUSSION ہوتی تھی مگر مسلمانوں کے حالات سے غمگین تھے اور فرماتے تھے ہم سب کو اللہ سے لگاؤ اور قرآن کو سمجھنا ہے تا کہ ایمان مکمل ہو۔

ہم سب ایک PROFESSIONALLY COMPETENT، انجینئر اور ایک نیک اور دین دار سے لاوارث ہو گئے۔ مجھے ان کی 50 سالہ رفاقت ہمیشہ یاد رہے گی۔

دعا ہے کہ اللہ پاک ان کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور ہم سب کو صبر جمیل عطا کرے۔ اگر غور سے سوچیں تو ایک بہت بڑا سانحہ ہو گیا۔

شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کے اَشعار پر تضمین

از انجینئر مختار فاروقی رحمۃ اللہ علیہ

صلی اللہ علیہ وسلم

فِی مَدحِ النَّبِیّ

زمیں کہکشاں تا لا مکاں[1]
بَلَغَ الْعُلٰی بِکَمَالِہٖ
ہمہ نور[2] کرد ایں خاکداں
کَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِہٖ
خُلقش[3] ہے قرآن گشت
حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ
با رب[4] چوں باشی ہم زباں
صَلُّوْا عَلَیْہِ وَآلِہٖ

1. النجم 09:53 ۔ 2. المائدۃ 15:05 ۔
3. مسند احمد، عن عائشہ رضی اللہ عنہا ۔
4. الاحزاب 56:33

باب 4

اکیڈمی کارکنان
کی یادیں

1. ملک نذر حسین
2. عبدالمجید کھوکھر
3. حافظ عطاء الرحمٰن
4. حافظ ثاقب نذر
5. حسن معاویہ
6. چودھری ناصر علی
7. غلام شبیر

01
ملک نذر حسین
آفس انچارج قرآن اکیڈمی جھنگ

اُمت مسلمہ کا ایک غمگسار چلا گیا

13 ستمبر 2021ء ایک ایسا نہ بھولنے والا دن ہے جس دن ہمارے ہر دل عزیز بھائی، رہنما، مربی، مہربان اور شفیق استاد اپنے خالق حقیقی سے جا ملے اور ہمیں ہمیشہ کے لئے تنہائی میں چھوڑ گئے۔ صبح قریباً 0830 بجے کا واقعہ ہے کہ میں حسب معمول قرآن اکیڈمی جھنگ میں جا رہا تھا کہ برجی چوک پر پہنچا تو اچانک آفس سے فون آیا کہ فاروقی صاحب کی طبیعت خراب ہوگئی ہے اور ان کو DHQ میں ایمرجنسی میں لے گئے ہیں۔ میں نے فوری طور پر ہسپتال پہنچنے کا فیصلہ کیا اور ایمرجنسی پہنچ کر میں نے سب سے پہلے فاروقی صاحب کے سر پر ہاتھ رکھ کر دیکھا تو ان کا جسم گرم تھا تو مجھے تھوڑا سا اطمینان ہوا کیونکہ ڈاکٹر صاحبان ان کو ہارٹ پمپنگ کر رہے تھے اور مختلف ذرائع سے چیک کر رہے تھے کہ اچانک ایک ڈاکٹر صاحب نے ایک شاکنگ نیوز سنائی کہ اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے یہ اللہ کو پیارے ہو چکے ہیں۔ یہ خبر میرے ذہن پر پہاڑ بن کر گری کہ میں نے بمشکل اپنے آپ کو گرنے سے بچایا۔ پھر محترم جناب عبداللہ عمر صاحب (فاروقی صاحب کے داماد) نے فرمایا کہ فاروقی صاحب کے دونوں صاحبزادے لاہور کی طرف جا چکے ہیں اس لئے ہسپتال کی فارمیلیٹی مکمل کرنے کے بعد ڈیڈ باڈی گھر لے کر جانا ہے۔ انہوں نے ایمبولینس کا انتظام کیا اور اور مجھے فرنٹ سیٹ پر بٹھا کر خود اپنی فیملی کے ہمراہ ڈیڈ باڈی کے ساتھ بیٹھ کر گھر پہنچ گئے۔ میں اپنے طور پر یہ کہہ سکتا ہوں کہ میں ایک دفعہ اپنے والد صاحب کی وفات پر، دوسری دفعہ اپنے بھائی (عرفانی صاحب) کی وفات پر اور پھر اب فاروقی صاحب کی ڈیڈ باڈی کو لاتے ہوئے رویا تھا۔ آفس پہنچنے کے بعد میں نے اپنے آپ کو سنبھالا اور بقایا دن کی پلاننگ کی۔ سب سے پہلے

ان کے صاحبزادوں سے مرحوم کو نہلانے اور کفن وغیرہ کے متعلق، جنازہ کا وقت، جنازہ پڑھنے کی جگہ اور دفنانے کے بارے میں مشورہ ہوا جس میں طے پایا گیا کہ بعد از نماز عصر، اکیڈمی کے نزدیک گراؤنڈ میں (صفائی وغیرہ کروانے کے بعد) نماز جنازہ پڑھایا جائے گا اور ان کے جسد خاکی کو آبائی قبرستان (لوہے شاہ) میں دفنایا جائے گا۔ اگرچہ میری طبیعت کافی بگڑ چکی تھی (عمر کا تقاضا بھی ہے) مگر اپنی تمام توانائی کو یکجا کر کے تمام انتظامات مکمل کیے اور الحمدللہ جنازہ اور تدفین کے تمام مراحل بخوبی انجام پذیر ہوئے۔ اب میں اپنی چند یادداشتیں تحریر کرنا چاہتا ہوں۔

میری فاروقی صاحب سے ملاقات قریباً سال 2007ء میں ہوئی تھی جب وہ جھنگ سٹی میں مدرسہ جنت القرآن میں ہر ماہ کے دوسرے اتوار درس قرآن دینے آتے تھے تو میں ہر درس میں شریک ہوتا تھا۔ ان کے درس دینے کے انداز میں ایسا سحر ہوتا تھا کہ میں ہر درس میں ان کے آنے سے پہلے موجود ہوتا تھا۔ مئی 2011ء میں میرے بہت ہی پیارے بھائی جناب فضل الرحمٰن عرفانی صاحب نے مجھے کہا کہ قرآن اکیڈمی میں چلے جاؤ، فاروقی صاحب سے ملو کیونکہ ان کو اکیڈمی میں سٹاف کی ضرورت ہے۔ میں ان کے حکم کے مطابق فاروقی صاحب سے ملا، ان کو اپنے پاک فوج میں ملازمت سے ریٹائرمنٹ اور اپنے تجربے کے بارے میں معلومات فراہم کیں تو انہوں نے مجھے اکیڈی میں آفس انچارج کے طور پر ملازمت پر رکھ لیا اور فرمایا کہ آفس کے معاملات باقاعدہ طور پر Maintain کیے جائیں (اس سے قبل تمام ریکارڈ مربوط طریقے پر نہیں تھا) اس طرح انہوں نے مجھے آفس اور اس سے متعلق تمام معاملات کی ذمہ داریاں دے دیں۔

جہاں تک دفتری معاملات کا تعلق ہے وہ فرماتے تھے کہ جتنا وقت اکیڈمی میں کام کی غرض سے طے ہوا ہے وہ وقت اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر سمجھ کر اپنی ڈیوٹی میں کام کر کے گذاریں، اپنے وقت پر آفس آئیں اور پورا وقت کے بعد چھٹی کر کے گھر روانہ ہوں۔ اپنے آفس آنے میں اتنے Punctual تھے کہ روزانہ کے اوقات میں تھوڑی سی دیر بھی نہیں کرتے تھے۔ اگر آفس ٹائمنگ کے دوران کبھی ایک آدھ گھنٹے کے لئے ذاتی کام کے لئے کہیں جانا ہوتا تھا تو اتنا ٹائم نماز عصر سے پہلے آفس آجاتے تھے اور اپنا وقت پورا کرتے تھے۔ وہ فرماتے تھے کہ سٹاف کے ساتھ بہت ہی نرمی سے پیش آؤ اور ان سے محبت سے کام لو (کیونکہ فوج میں سروس کرنے کی وجہ سے میری

طبیعت میں سختی پائی جاتی ہے) سٹاف کو چھٹی کے معاملہ میں بہت فراخ دل تھے حتیٰ کہ ان کی مالی امداد بھی کرتے رہتے تھے اگر سٹاف سے کوئی بھی نقصان بھی ہو جاتا تھا تو بڑی ہی فراخ دلی سے معاف کر دیتے تھے اور کوشش کرتے تھے کہ وہ نقصان اپنی جیب سے ادا کریں اور اکیڈمی پر بوجھ نہیں ڈالتے تھے۔ اس کی ایک مثال حاضر خدمت ہے کہ قرآن اکیڈمی کے اکاؤنٹنٹ صاحب سے بینک سے آتے ہوئے ڈاکوؤں نے مبلغ Rs 50,000/- چھین لئے تھے تو فاروقی صاحب نے ان کو کچھ بھی نہیں کہا بلکہ یہ رقم اپنی جیب سے اکیڈمی میں جمع کروادی۔

فاروقی صاحب کی طبیعت میں رحم دلی اللہ تعالیٰ کی طرف سے بے حد بھری تھی اکیڈمی کے باہر کوئی غریب آدمی یا عورت مانگنے کے لئے کھڑی ہوتی تو فوراً کچھ رقم (کم از کم 100 روپے اور زیادہ کی کوئی حد نہیں) اس کو بھجوا دیتے تھے۔ انہوں نے کئی گھروں میں ماہانہ پیسے باندھ رکھے تھے جن کے گھر میں باقاعدگی سے بھجوا دیتے تھے۔ کوشش کرتے تھے کہ کوئی نوجوان لڑکا پیسے نہ مانگے بلکہ اس کو کوئی کام شروع کرنے کے لئے کچھ رقم دے دیتے تھے کہ کام شروع کرو اور کما کر گھر چلاؤ۔ اس کی ایک مثال یہ کہ ایک مزدور لڑکے نے ان کو بتایا کہ کام کاج نہ ہونے کی وجہ سے میری ماں لوگوں کے گھروں میں کام کرتی ہے اور ہمیں بہت شرم آتی ہے تو فاروقی صاحب نے اس کو مبلغ Rs 20,000/- کی رقم دی اور کہا کہ اس سے تھوڑا بہت کام (کوئی چھوٹی موٹی سی دکان) شروع کرلو اللہ تعالیٰ اس میں برکت ڈالے گا۔ فاروقی صاحب کی سخاوت کا یہ حال تھا کہ مجھے کئی دفعہ Rs 5000/- یا Rs 10,000/- دے دیتے تھے کہ اپنے علاقے میں غریب حقداروں کو ان کے گھروں میں پہنچا دیں اور فرماتے تھے کہ علاقہ میں کوئی بیوہ عورت تلاش کرو جو کہ سلائی کر کے گھر کا خرچہ چلا سکے تو اس کو سلائی مشین اور دوسرے لوازمات مہیا کر دیں گے۔ ادارہ کے اکاؤنٹینٹ صاحب کی وفات پر ان کی اولاد کو تکفین و تدفین کے اخراجات کے علاوہ بھی جملہ اخراجات کے لئے اچھی خاصی رقم میرے ذریعہ سے ان کے بچوں تک پہنچائی۔ ابھی حال ہی میں ان کے بیٹے نے ملاقات میں بتایا کہ ربیع الاول کے ماہ میں اس کی شادی ہے لیکن مکان کی تعمیر وغیرہ کرنی ہے تو فاروقی صاحب نے فوری طور پر مبلغ Rs 15,000/- میرے ذریعے ان کے بیٹوں تک پہنچائے۔

قرآن اکیڈمی کی بلڈنگ، دوسرے سامان اور املاک کی حفاظت کے بارے میں بہت زیادہ سخت تھے۔فرماتے تھے کہ اکیڈمی کی بلڈنگ اور تمام سامان ہمارے پاس اللہ تعالیٰ کی امانت ہے اور ہمیں ان کی حفاظت کی ذمہ داری دی گئی ہے۔اکیڈمی کی آمدن اور خصوصاً اخراجات کے سلسلہ میں بہت ہی زیادہ حساس تھے کسی چیز پر بلا وجہ خرچہ نہیں کرتے تھے اور کہتے تھے کہ لوگوں نے ہمیں زر تعاون جس مقصد کے لئے دیا ہے ہمیں اسے صرف اسی مقصد کو مدنظر رکھتے ہوئے اخراجات کرنے چاہئیں۔ ذاتی طور پر اکیڈمی کی کوئی چیز استعمال نہیں کرتے تھے۔ اگر کوئی فوٹوسٹیٹ کروانی ہوتو بازار سے پیسے دے کر کروا لیتے تھے البتہ بہت زیادہ مجبوری ہو یا ایمرجنسی ہو تو فوٹوسٹیٹ کا غذ کا جتنا خرچہ ہوتا تھا اس سے دوگنا رقم کی رسید کٹوا دیتے تھے۔اپنے کسی عزیز کو بھی اکیڈمی کی چیز استعمال کرنے کی اجازت نہیں دیتے تھے۔اپنی پاکٹ سے اکیڈمی کی بہت زیادہ خدمت کرتے تھے حتیٰ کہ اکیڈمی میں جو چائے پیتے تھے یا میٹنگ میں ٹی بریک میں لوازمات ہوتے تھے ان کے اخراجات بھی قرآن اکیڈمی پر نہیں ڈالتے تھے بلکہ خود دیتے تھے یا اپنے میٹنگ میں شامل دوستوں سے دلواتے تھے۔اکیڈمی سے ہر ماہ حکمت بالغہ کے بل میں اپنی پاکٹ سے مبلغ Rs 2000/- دے کر بقایا بل اکیڈمی کے حصے میں ڈالتے تھے۔اسی طرح ہر ماہ کے پہلے منگل کو تربیتی اجتماع برائے خواتین پر اٹھنے والے اخراجات میں بھی مبلغ Rs 2000/- کا حصہ اپنی جیب سے ڈالتے تھے۔اکیڈمی کی تعمیر و مرمت میں اپنی جانب سے بھی زیادہ اخراجات کرتے تھے۔ پچھلے سال اکیڈمی بلڈنگ کے ساتھ نیا بلاک کی تعمیرات کا کام شروع ہوا تو اپنی پاکٹ سے مبلغ Rs 340,000/- کی رقم میرے ذریعے اس کی تعمیرات میں خرچ کروائی۔

ان کی دینی تعلیمات کی اشاعت اور قرآن مجید کی تبلیغ کے بارے میں میرے پاس الفاظ نہیں ہیں کہ ان کی خدمات پر روشنی ڈالوں کیونکہ انہوں نے ساری عمر اللہ تعالیٰ کے قرآن مجید کی خدمت میں گزار دی۔فرماتے تھے کہ 1980 کی دہائی میں میری آمدن (تنخواہ وغیرہ) کا اندازہ اس بات سے لگا لیں کہ میں سالانہ انکم ٹیکس لاکھوں کے حساب سے دیتا تھا مگر جب اللہ تعالیٰ نے ان سے قرآن مجید کی خدمت لینا چاہی تو تمام ملازمت وغیرہ چھوڑ کر جھنگ میں تشریف لائے اور اس کے بعد صرف قرآن مجید کی اشاعت کے لئے زندگی وقف کر دی اور دنیا نہیں بنائی۔درج

ذیل شعر شاید ان کی خدمات کے صلہ کے لئے بنا تھا ع درجوانی توبہ کردن شیوۂ پیغمبری

انہوں نے شہر بھر میں قرآن مجید کے دروس شروع کئے اور برابر بڑھاتے چلے گئے اور لوگوں کو فرماتے تھے کہ اگر آپ لوگ اپنے علاقہ میں جگہ اور وقت کا تعین کر دیں تو درس قرآن کے لئے حاضر ہو جاؤں گا۔ انہوں نے 25 روزہ قرآن فہمی کورس (پھر سوئے حرم لے چل) شروع کیا جس میں قرآن مجید کی مخصوص سورتوں، منتخب احادیث، تاریخ اسلام اور کلام اقبال کا مطالعہ کروایا جاتا ہے۔ ان کی کوشش ہوتی تھی کہ تمام کے تمام لیکچرز بذات خود دیں اور شرکاء کو اس نصاب کی اصل روح کا پیغام ان تک پہنچا دیں۔ انہوں نے 64 کورس منعقد کروائے جس سے سینکڑوں کی تعداد میں افراد نے استفادہ کیا جو کہ ان کے لئے ایک صدقہ جاریہ ہوگا ان شاء اللہ۔ چند سالوں سے ہی ان کے ذہن کی اختراع کے مطابق (زیادہ سے زیادہ لوگوں تک اقامت دین کا پیغام پہنچ جائے) ہر ماہ ایک 25 روزہ جز وقتی کورس (پھر سوئے حرم لے چل) منعقد کروایا جائے۔ میری ان سے بحث ہوتی تھی کہ آپ اس کورس کو ایک ماہ چھوڑ کر منعقد کیا کریں تا کہ آپ کی صحت متاثر نہ ہو لیکن ان کو تو اس پیغام کو لوگوں تک پہنچانے کا جنون تھا مجھے فرماتے تھے کہ میں چاہتا ہوں کہ میری موت اسی حال میں ہو کہ میں اللہ تعالیٰ کے پیغام لوگوں تک پہنچا رہا ہوں (اللہ تعالیٰ نے ان کی یہ خواہش پوری کر دی کیونکہ رات کو انہوں نے کلاس کے لیکچرز دیئے اور صبح اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے پاس بلا لیا)۔ ماہنامہ حکمت بالغہ کا اجراء سال 2007ء سے ہوا تھا۔ اس رسالہ میں زیادہ تر مضامین (بالخصوص سلسلہ وار) جناب فاروقی صاحب کے خود تصنیف کردہ ہوتے تھے جن میں سے اکثر کو بعد میں مکتبہ قرآن اکیڈمی جھنگ کی جانب سے کتابی شکل میں بھی شائع کروایا گیا۔ رسالہ کے زیادہ تر مضامین گھر میں بیٹھ کر (عموماً تہجد کے وقت) لکھتے تھے مگر چند مضامین (خاص کر حرف آرزو) آفس میں بھی لکھتے تھے۔ جب بھی میرے سامنے بیٹھ کر کوئی مضمون لکھنے بیٹھتے تھے تو یوں محسوس ہوتا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے الفاظ کی خصوصی آمد ہو رہی ہے جن کو وہ کاغذ کے اوپر بلا کسی رکاوٹ یا تعطل کے لکھتے جا رہے ہیں اور تھوڑی ہی دیر میں 8 سے 10 کاغذ لکھ کر ٹائپنگ کرنے کے لئے دے دیتے تھے۔

قرآن اکیڈمی کے مستقبل کے منصوبوں کے بارے میں بہت زیادہ فکرمند رہتے تھے

ان منصوبوں کی تفصیل درج ذیل ہے:

ا۔ قرآن آڈیٹوریم کے سیمینارز: ان کی خواہش تھی کہ قرآن آڈیٹوریم سے بھی دین کی اشاعت کے لیے ہر ماہ کوئی نہ کوئی سیمینار ورکشاپ وغیرہ ہوتا رہے اور لوگ اس سے مستفید ہوتے رہیں جس کے لئے وہ ہمیشہ کوشاں بھی رہتے تھے۔ آڈیٹوریم کے افتتاح (2016) سے لیکر اپریل 2019ء تک کئی سیمینارز مختلف موضوع پر ہوتے رہے البتہ COVID-19 کی غیر معمولی حالات کی وجہ سے اس کے بعد کوئی بھی سیمینار منعقد نہیں کیا جا سکا۔ البتہ اب حالات کے بہتر ہو جانے کے بعد ان سیمینارز کا سلسلہ دوبارہ شروع کروانے کا پروگرام تیار تھا اگر زندگی وفا کرتی تو شاید اسی ربیع الاوّل میں سیرت النبی ﷺ پر یا ماہ نومبر میں علامہ اقبال کی یوم وفات پر (اقبال ڈے) پر ایک سیمینار منعقد ہو جاتا۔ اب اللہ تعالیٰ کی مرضی۔

ب۔ ہاسٹل برائے پوسٹ گریجویٹ سٹوڈنٹس: فاروقی صاحب کی خواہش تھی کہ اکیڈمی کی بلڈنگ میں ایک ہاسٹل برائے پوسٹ گریجویٹ سٹوڈنٹس (Exceptional BA students) تیار کیا جائے جس میں دیہاتوں اور شہر کے دور دراز علاقوں سے مختلف کالجز میں تعلیم حاصل کرنے والے طلباء کو فری رہائش مہیا کی جائے تا کہ ان کو اس مشکل میں آسانی فراہم کی جائے جس کے بدلہ میں ان سے روزانہ کے 3-2 گھنٹے مستعار لئے جائیں جن میں ان کو قرآن مجید کی تعلیم فراہم کی جائے تا کہ وہ دنیاوی تعلیم کے ساتھ دینی تعلیمات سے بھی بہرہ مند ہوں اور استفادہ کریں۔ فاروقی صاحب کا خیال تھا کہ اگر یہ نوجوان دینی تعلیم (خصوصاً قرآن مجید کی تعلیم) کی طرف راغب ہو گئے اور انہوں نے اپنی دینی ذمہ داریاں سنبھال لیں تو ان شاء اللہ ملک میں ''پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الہ الا اللہ'' کے مصداق، انقلاب آ جائے گا اور ملک میں (بعد ازیں ساری دنیا میں) دین کامل کا غلبہ ہو جائے گا۔

ج۔ فری میڈیکل ڈسپنسری: اکیڈمی کے مستقبل کے منصوبہ جات میں اہل علاقہ کے غریب رہائشی لوگوں کی سہولت کے لئے اکیڈمی میں ایک میڈیکل ڈسپنسری بنانے کا بھی ارادہ تھا۔ ان کا فرمانا تھا کہ جب بھی مستقل وسائل مہیا ہوئے تو ایک ڈسپنسری بنائی جائے گی جس میں لوگوں کا (چھوٹے درجے کا) علاج اور فری دوا فراہمی کی سہولت موجود ہو مگر زندگی نے ان کی ارادوں کا

ساتھ نہیں دیا۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو اجر عظیم عطا فرمائے اور ان کو جنت الفردوس میں عظیم الشان مرتبہ عطا فرمائے اور ان کے پس ماندگان کو اس صدقہ جاریہ کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے اور ان کے نقش قدم پر چلائے۔آمین

ے ایک ہی قانون عالم گیر کے ہیں سب اثر
بوئے گل کا باغ سے، گلچیں کا دنیا سے سفر

02 عبد المجید کھوکھر
ناظم اعلیٰ انجمن

جسے میں سناتا تھا دردِ دل......

آج فاروقی صاحب کو ہم سے بچھڑے ایک ماہ ہو گیا ہے ابھی تک میرا دردِ دل کم نہیں ہوا، ان کی حیات میں جب کوئی غم یا پریشان ہوتی تھی تو ان سے بات کر لیتا تھا کبھی وہ خود بھی دیکھ کر ہی پوچھ لیتے تھے کہ کیا بات ہے طبیعت تو ٹھیک ہے؟ میں بتاتا تو وہ تسلی دیتے تھے جس سے غم کم ہو جاتا تھا۔اب میرے ساتھی مجھ سے بار بار کہہ رہے ہیں کہ فاروقی صاحب کے بارے میں کچھ لکھو کہ تم ان کے دیرینہ ساتھیوں میں سے ہو لیکن ہمت ہی نہیں ہوتی کہ کچھ لکھوں، کبھی ارادہ بھی کرتا ہوں تو یہ خیال ہی نہیں جاتا ہے کہ میری عمر اُن سے زیادہ تھی، وہ مجھ سے پہلے کیسے چلے گئے، میری تو خواہش تھی کہ میرا جنازہ فاروقی صاحب پڑھائیں گے۔جب سے میں ان سے وابستہ ہوا ہوں ہر کام میں ان سے رہنمائی لیتا رہا ہوں، میرے چھوٹے تین بچوں کے نکاح بھی انھوں نے مسجد میں پڑھائے تھے۔میرے حالِ دل کی صحیح عکاسی پیر نصیر الدین نصؔیر مرحوم کی یہ نظم کرتی ہے

سنے کون قصۂ دردِ دل میرا غمگسار چلا گیا
جسے آشناؤں کا پاس تھا ، وہ وفا شعار چلا گیا
وہی بزم ہے وہی دھوم ہے ، وہی عاشقوں کا ہجوم ہے
ہے کمی تو بس اسی چاند کی ، جو تہہ مزار چلا گیا
وہ سخن شناس وہ دور بیں، وہ گدا نواز وہ مہ جبیں
وہ حسیں وہ بحرِ علومِ دیں، میرا تاجدار چلا گیا

کہاں اب سخن میں وہ گرمیاں کہ نہیں رہا کوئی قدرداں
کہاں اب وہ شوق میں مستیاں کہ وہ پر وقار چلا گیا
جسے میں سناتا تھا دردِ دل وہ جو پوچھتا تھا غمِ دروں
وہ گدا نواز بچھڑ گیا ، وہ عطا شعار چلا گیا
بہیں کیوں نصیر نہ اشکِ غم، رہے کیوں نہ لب پر مرے فغاں
مجھے بے قرار وہ چھوڑ کر سر راہ گزار چلا گیا!

فاروقی صاحب سے جڑی اپنی کچھ یادیں لکھنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے اپنے فضل وکرم سے دل میں قرآن مجید کو سمجھنے کا شوق پہلے سے ڈال دیا تھا۔ جھنگ میں پہلے ایک مسجد توحیدیہ ہی تھی جہاں رمضان المبارک میں مولانا امیر دین صاحب تراویح کے ساتھ ترجمہ بیان کرتے تھے میں کچھ ساتھیوں سے مل کر ان کا ترجمہ سننے کے لیے ایک طویل فاصلہ طے کر کے جاتا تھا، گھر سے دور ہونے کی وجہ سے کئی دفعہ ناغہ بھی ہو جاتا تھا۔ پھر 1998ء میں دوست نے دعوت دی کہ گنبدوں والی مسجد میں تراویح کے بعد ترجمۃ القرآن کا پروگرام ہو رہا ہے۔ یہ مسجد گھر سے تھوڑے فاصلے پر تھی تو وہاں جانا شروع کر دیا۔ اس پروگرام میں اس وقت فاروقی صاحب تراویح کے بعد تین گھنٹے ترجمہ بیان کرتے تھے درمیان میں چائے کا مختصر وقفہ ہوتا تھا۔ اس درس میں جناب رحیم صدیقی صاحب بھی شریک ہوتے تھے جنھیں فاروقی صاحب پہلے جھنگ سٹی سے اپنی گاڑی میں لے کر آتے تھے پھر چھوڑنے بھی جاتے تو میں ان کے ساتھ سوار ہو جاتا تھا۔ اس کے بعد ان کے دیگر دروس میں بھی شریک ہو کر مستفید ہونے لگا، پھر کوئی بھی پروگرام ہوتا تو فاروقی صاحب مجھے شرکت کی دعوت دیتے تھے تو میں شریک ہو جاتا۔ ڈاکٹر اسرار احمد مرحوم جھنگ تشریف لائے فاروقی صاحب کے ساتھ میری بھی ان کی خدمت میں حاضری ہوئی اور ان کی اقتداء میں تہجد کی نماز باجماعت بھی پڑھی۔ اس وقت میں چک نمبر 446 کھوئی اڈاہ ضلع جھنگ میں ہیڈ ماسٹر کی ذمہ داری ادا کر رہا تھا۔

فاروقی صاحب نے قرآن اکیڈمی کی تعمیر سے پہلے جو دینی سرگرمیاں شروع کیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ ٹوبہ روڈ جھنگ صدر میں الہدیٰ لائبریری قائم کی، جہاں علوم قرآنی کے

فروغ کے لیے مطالعہ کتب اور آڈیو کیسٹوں کی سہولت مہیا کی ہوئی تھی۔ دوسرا یہ کہ اسلامیہ ہائی سکول میں دو مرتبہ قرآن فہمی کورس کا اہتمام کیا۔ ہر کورس میں 30 سے زائد لوگ شریک ہوتے رہے۔ تیسرا یہ کہ چودھری محمد ادریس سلیمی (ایڈووکیٹ) کے تعاون سے جھنگ بار روم میں وکلاء کے لیے عربی گرائمر 12 ہفتے (تین ماہ) اس طرح پڑھائی کہ ہر ہفتے میں تین دن (پیر، منگل، بدھ اور جمعرات) کلاس ہوتی تھی۔ عربی گرائمر یہ کلاس قرآن فہمی کورس کے علاوہ بھی کئی مقامات پر ہوتی رہی ہے۔

انجمن کی رجسٹریشن کی درخواست تو انھوں نے 1998ء میں ہی لاہور میں بھجوادی تھی مگر اس وقت انجمنوں کی رجسٹریشن پر پابندی تھی یہ پابندی 2002ء میں ضلعی حکومتوں کے نظام کے بعد اٹھادی گئی تو مئی 2002ء رجسٹریشن ہوئی۔ اس کے بعد جولائی 2002ء میں تاسیسی اجلاس ہوا تو انجمن کے مؤسس اراکین میں مجھے بھی شامل ہونے کا موقع ملا۔ اس پر بھی اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں۔ اس وقت انجمن کے عہدیداران کا تقرر ہوا تو ناظم اعلیٰ انجمن، رانا مختار احمد صاحب کو مقرر کیا گیا۔

قرآن اکیڈمی کی تعمیر شروع ہوئی تو فاروقی صاحب کے بڑے بھائی محمد حسین نے باقاعدہ ساتھ دیا، وہ صبح سات بجے آتے اور شام 6 بجے گھر جاتے۔ قرآن اکیڈمی کی تعمیرات کا کام مکمل ہونے والا تھا کہ ان کی وفات ہوگئی۔ ان کی وفات پر جنوری 2008ء کے رسالہ میں فاروقی صاحب نے لکھا: ''میرے بڑے بھائی اور قرآن اکیڈمی کے سب سے مخلص اعزازی ہمہ وقت کارکن ملک محمد حسین صاحب 7 دسمبر 07ء دل کے عارضہ میں مبتلا رہ کر انتقال فرما گئے''۔

راقم اپریل 2005ء میں ریٹائرمنٹ کے بعد میں مستقل طور پر قرآن اکیڈمی سے وابستہ ہوگیا اور روزانہ وقت دینا شروع کر دیا۔ پھر 2007ء میں رانا مختار احمد صاحب کی وفات کے بعد فاروقی صاحب نے ناظم اعلیٰ انجمن کی ذمہ داری میرے ناتواں کندھوں پر ڈال دی اور تاحال یہ بار گراں اٹھائے ہوئے ہوں۔ اللہ تعالیٰ مجھے صحیح طور پر نبھانے کی توفیق دے۔

فاروقی صاحب نے جھنگ کی سرزمین پر لوگوں کو قرآن سے جوڑنے کے لیے بہت زیادہ اور انتھک کوششیں کی ہیں۔ وہ قرآن پڑھنے اور سمجھنے کی دعوت دیتے، جو تیار ہوتے ان کے

لیے تربیت اور کورس کا اہتمام کرتے تھے۔ عربی گرائمر کی کلاسیں، ترجمۃ القرآن کی کلاس، عمومی دروسِ قرآن، خواتین کے لیے علیحدہ دورس، جمعہ کے خطابات کے موقع پر قرآن کو سمجھ کر پڑھنے کی ترغیب وتشویق۔ اور اہلِ علم حضرات سے رابطہ اور ان کو قرآن کے تعلّم و تعلیم کے لیے آمادہ کرنا۔ اسی کام کے لیے انھوں اپنی جان بھی کھپائی، اپنا مال بھی لگایا اور اپنی ساری صلاحیتیں بس قرآن کی خدمت کے لیے وقف کردیں۔ اور ان کے خلوص کا اندازہ اس بات کے لگایا جاسکتا ہے کہ وہ کہا کرتے تھے جو لوگ معاشی تنگی کی وجہ سے قرآن کی خدمت نہیں کرتے شاید ان کے پاس یہ بہانا ہے لیکن میرے پاس کوئی بہانہ نہیں ہے کہ میں یہ کام نہ کروں، یہ میرا فرض ہے اور میں نے اللہ کو جواب دینا ہے۔

ہر ماہ چودھری صادق علی صاحب کی دعوت پر لیہ میں جا کر بھی درسِ قرآن دیتے رہے ہیں جس کے نتیجہ میں وہاں پر بھی مقامی طور پر قرآن کی تعلیم و تعلّم کا ایک سلسلہ قائم ہوگیا ہے، اور اس کا تسلسل چودھری صادق علی صاحب نے جاری رکھا ہوا ہے۔

پروفیسر خلیل الرحمٰن (ریٹائرڈ پرنسپل ڈگری کالج ٹوبہ) کے تعاون سے ہر اتوار کو نیشنل کالج ٹوبہ ٹیک سنگھ میں سلسلہ وار ترجمہ القرآن کرتے رہے اور دو سال میں مکمل کیا۔ جس میں تقریباً 60-70 پڑھے لکھے لوگوں نے استفادہ کیا۔ ٹوبہ میں مقامی تنظیم بھی قائم ہوگئی ہے۔ قرآن اکیڈمی بھی بن چکی ہے جو کہ انہی کی سرپرستی میں قرآن کے مشن کو آگے بڑھا رہے ہیں۔

فاروقی صاحب نے ایک مرتبہ بتایا کہ جب وہ ملازمت یا کاروبار کرتے تھے اس وقت سے اپنی آمدنی کے تین حصے کرتے تھے ایک حصہ اللہ کے دین کے لیے، دوسرا والدین کے لیے، اور تیسرا اپنے ذاتی اخراجات کے لیے رکھتے تھے۔ اسی طرح انھوں نے اپنی زندگی میں اپنی جائیداد تقسیم کی تو ایک تہائی حصہ اللہ کے دین کے لیے نکال کر باقی دو تہائی ورثاء میں تقسیم کردیے۔

فاروقی صاحب بعض اوقات اتنے اعتماد سے بات کرتے تھے کہ جو انھوں نے کہا ہوتا وہ ہو جاتا تھا۔ اس کی کئی مثالیں میرے ذہن میں ہیں یہاں دو واقعات درج کرتا ہوں۔ (۱) ایک مرتبہ سخت گرمی کا موسم تھا اور دھوپ بہت سخت تھی اور بظاہر بارش کا کوئی امکان نہیں تھا۔ فاروقی صاحب نے اعلان کیا کہ آج صلوۃ الاستقاء پڑھ کر بارش کی دعا کریں گے۔ پھر انھوں نے

دو بجے دن اکیڈمی کے سامنے چوک پر نماز پڑھائی اور بارش کے لیے دعا کی۔ تھوڑا ہی وقت گزرا تھا کہ ہوا چلنا شروع ہوئی اور بارش ہوگئی۔ (۲) فاروقی صاحب کے ایک دیرینہ ساتھی حاجی اللہ نور خان صاحب عموماً فاروقی صاحب کے ساتھ دروس میں آتے جاتے تھے۔ ایک مرتبہ ماہِ رمضان میں مسجد نورِ سحر میں معتکف حضرات کے لیے عمرہ کی قرعہ اندای کا اعلان کیا گیا۔ حاجی اللہ نور صاحب نے فاروقی صاحب سے کہا کہ میں وہاں اعتکاف کے لیے بیٹھ رہا ہوں۔ تو فاروقی صاحب نے ہمیں کہا کہ دیکھ لینا اس دفعہ قرعہ میں اللہ نور خان کا نام نکلے گا اور جب 29 رمضان کو قرعہ اندازی ہوئی تو فاروقی صاحب کا کہا سچ ہوگیا اور قرعہ میں اللہ نور خان صاحب کا ہی نام نکلا۔

فاروقی صاحب نے دعوت رجوع الی القرآن کے ضمن میں جو سرگرمیاں جاری کی تھیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ہفتہ میں چار دن حاجی منظور انور صاحب اور راقم گاڑی لے کر جاتے تھے اور شہر کے ایلیٹ طبقہ کے لوگوں، ڈی سی اور ڈی پی او سے لے کر نیچے سٹاف تک، وکلاء اور تعلیمی اداروں کے اساتذہ وطلباء سے ملاقات کر کے ان کو ''مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق'' کتابچہ تقسیم کرتے رہے۔ ان ملاقاتوں میں تقریباً دس ہزار لوگوں تک یہ پیغام پہنچایا گیا۔

فاروقی صاحب اس بارے میں بھی فکر مند تھے کہ ان کے بعد اکیڈمی کا کیا بنے گا، اس کو کون چلائے گا؟ وہ چاہتے تھے کہ میری زندگی میں میرے علاوہ انجمن کا کوئی صدر بنے اور میری نگرانی میں کام کرے۔ اس کے لیے انھوں نے اپنی زندگی میں ایک ٹیم بنانے کے لیے بھی کوششیں کی ہیں اور اپنے بیٹوں کو بھی اس کے لیے تیار کرتے رہے۔ اب ماشاء اللہ ان کے صاحبزادوں عزیزم عبداللہ ابراہیم اور عزیزم عبداللہ اسماعیل نے انجمن کی ذمہ داریوں کو سنبھال لیا ہے۔ فاروقی صاحب نے ماشاء اللہ اپنے ان بچوں کی اچھی تربیت کی ہے ان کو دینی تعلیم وتربیت سے بھی آراستہ کیا ہے اور عصری علوم سے بھی۔

فاروقی کے چھوٹے بیٹے عبداللہ اسماعیل کو انجمن کی مجلس شوریٰ نے انجمن کا صدر منتخب کرلیا ہے۔ وہ سول انجینئر بھی ہیں اور ایم اے اسلامیات بھی اور درسِ نظامی کی کتب بھی عالم دین سے پڑھتے رہے ہیں، اور تنظیم کے تمام تربیتی کورسز کر چکے ہیں بلکہ ان کورسز کے شرکاء کی تربیت بھی کرتے رہے ہیں اور تنظیم اسلامی جھنگ کے مقامی امیر بھی ہیں۔ 2011ء سے وہ جھنگ میں

دروسِ قرآن، جمعہ اور دیگر تربیتی پروگراموں میں خطابات اور رمضان المبارک میں تراویح کے ساتھ ترجمۃ القرآن بیان کرکے سامعین کے دلوں کو منور کر رہے ہیں، سامعین بھی ان کے دروس کو پسند کرتے ہیں اور ماشاءاللہ دن بدن ترقی ہو رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نظر بد سے بچائے۔ ان کے بڑے بیٹے عبداللہ ابراہیم چارٹرا کاؤنٹینٹ ہیں، انجمن کے مجلس شوریٰ کے ممبر ہیں اور تنظیم اسلامی کے مرکزی سطح پر اکاؤنٹ کی دیکھ بھال بھی کرتے ہیں۔ دونوں بیٹوں نے اپنے والد کی خواہش پر اپنی پیشہ ورانہ مصروفیات کو محدود کر دیا ہے اور انجمن کے مقاصد کی تکمیل، خدمت قرآن اور دینی سرگرمیوں میں حصہ لے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دست بدعا ہوں کہ وہ ان کو اور ان کے اہل خانہ کو اور ہمیں ان کا مشن جاری رکھنے کی توفیق ارزانی فرمائے۔ ہماری اور ان کی مدد فرمائے اور آسانیاں پیدا فرمائے۔ آمین

03

حافظ عطاء الرحمٰن
مدیر معاون حکمت بالغہ

ان کی جدائی پر دل مغموم ہے

محترم انجینئر مختار فاروقی اور میرے والد (مولانا فضل الرحمٰن عرفانی) رحمۃ اللہ علیہما کے درمیان اچھا دوستانہ تعلق تھا اور وہ ہمارے ہاں مدرسہ للبنات جھنگ سٹی میں ہر ماہ درسِ قرآن کے لیے بھی تشریف لاتے تھے۔ یہ 6-2005ء کی بات ہے جب راقم مدرسہ میں پڑھتا تھا اور ماہِ رمضان المبارک کی چھٹیوں میں گھر آیا ہوا تھا کہ محترم فاروقی صاحب کے درسِ قرآن میں شریک ہوا اور ان سے ملاقات ہوئی، انھوں نے دعوت دی کہ قرآن اکیڈمی جھنگ میں تراویح کے ساتھ ترجمۃ القرآن کا پروگرام ہو رہا ہے کسی دن تم بھی اس میں شرکت کرو۔ والد صاحب نے بھی کہا تو میں ایک رات وہاں حاضر ہوا۔ پھر اسی سال جب مدرسہ سے فراغت کے بعد گھر آیا تو والد صاحب نے کہا کہ فاروقی صاحب سے میری بات ہوئی ہے کہ تم ان کی اکیڈمی میں کام کے لیے جایا کرو، میں نے اپنے اساتذہ کرام سے بھی مشورہ کیا اور نومبر 2006ء میں اکیڈمی جوائن کرلی۔ اس طرح الحمدللہ مجھے فاروقی صاحب کی رفاقت نصیب ہوئی، جو تقریباً پندرہ سال میسر رہی۔ اس دوران میں فاروقی صاحب کے خلوص اور للّٰہیت، محبت اور اتباعِ رسول ﷺ، علم اور

معلومات، کریمانہ اخلاق اور دینی سرگرمیوں کی وجہ سے ان کا احترام میرے دل میں روز بروز بڑھتا گیا۔ آج جب وہ اس دارِ فانی سے دارِ بقا کی طرف کوچ کر گئے ہیں تو ایسا لگتا ہے کہ ایک مہربان باپ کا سایہ سر سے اُٹھ گیا ہے۔ ان کی جدائی پر دل مغموم ہے، تاہم ہم اپنی زبان سے وہی کہتے ہیں جس کی ہدایت ہمیں اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم ﷺ نے دی ہے کہ: اِنَّ لِلّٰہِ مَا اَخَذَ وَ لَہٗ مَا اَعْطٰی، وَکُلُّ شَیْءٍ عِنْدَہٗ بِاَجَلٍ مُّسَمًّی۔ اَللّٰھُمَّ لَاتَحْرِمْنَا اَجْرَہٗ وَ لَاتَفْتِنَّا بَعْدَہٗ وَاخْلُفْنَا خَیْرًا مِنْھَا۔ (اللہ نے جو لے لیا وہ اسی کا تھا، اور جو دیا ہے وہ بھی اسی کا ہے، ہر چیز کا وقت اس کے ہاں مقرر ہے۔ اے اللہ! تو ہمیں ان کے اجر سے محروم نہ کر، ان کے بعد کسی فتنہ میں مبتلا نہ کر اور ہمیں ان کا بہتر جانشین عطا فرما) آمین۔

اللہ سبحانہ تعالیٰ نے محترم فاروقی صاحب کو یوں تو بہت سے اوصافِ عالیہ سے متصف کیا تھا اور وہ بڑے باکمال اور جامع الصفات شخصیت تھے، درس وتدریس، تصنیف وتالیف، تقریر و خطابت، وعظ ونصیحت، امر بالمعروف ونہی عن المنکر، شہادت علی الناس، انذار وتبشیر اور جدید و قدیم علوم میں مہارت کے ساتھ دیگر کئی شعبوں میں بڑے فعال کردار سے دین متین کی خدمت کر رہے تھے۔ ان کی قابل تقلید چند نمایاں صفات کا یہاں مختصر ذکر کروں گا۔

فاروقی صاحب بڑے قدر دان انسان (عبداً شکوراً) تھے۔ ماہنامہ حکمت بالغہ کے پہلے شمارے میں ''شکر واجب ہے'' کے عنوان سے انھوں نے ایک تحریر لکھی تھی کہ آج اگر ہم رسالہ نکالنے کے قابل ہوئے ہیں تو ان تمام حضرات کے شکر گزار ہیں جنھوں نے اس سلسلہ میں ہمارے ساتھ تعاون کیا ہے۔ اسی طرح ایک مرتبہ کسی نے سوال کیا کہ حضرت آپ سے بعض علماء کرام اختلاف کرتے ہیں تو آپ ان کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ جواب میں فرمایا: اختلاف ان کا حق ہے۔ ہم تو ان کے شکر گزار ہیں کہ انھوں نے ہمیں کام کرنے کا موقع دیا ہے کبھی راستہ میں ہمیں روکنے کے لیے سامنے آ کر اس طرح کھڑے نہیں ہوئے (دونوں ہاتھوں کو دائیں بائیں پھیلا کر اشارہ کیا)۔ حکمت بالغہ میں جب کسی کتاب یا رسالہ سے کوئی مضمون نقل کر کے شائع کرنا ہوتا تو تاکید کرتے کہ ''بشکریہ فلاں......'' بھی لکھنا ہے اور صاحب مضمون کو یہ رسالہ بھی بھیجنا ہے۔ اسی طرح جب کسی ملازم کو کسی کام کا حکم دیتے اور وہ کام پورا کر دیتا تو اسے شاباش یا شکریہ کہتے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے فاروقی صاحب کو تقویٰ اور پرہیز گاری بھی بہت عطا کی تھی۔ وہ حلالِ بیّن ہی اختیار کرتے تھے اور حرامِ بیّن سے کوسوں دور تھے اور مشتبہات سے بھی مکمل اجتناب کرتے تھے۔ حتیٰ کہ وہ انجمن خدام القرآن جھنگ کی اشیاء کو اپنے ذاتی استعمال میں نہیں لاتے تھے۔ اگر ان کے لیے کبھی کوئی شخص تحفہ یا ہدیہ لاتا تو اس کو اکیڈمی میں جمع کرا دیتے کہ مجھے یہ تحفہ اس ادارے کے توسّط سے ملا ہے تو یہ اسی ادارے کا ہے۔ کوئی مہمان آ جاتا اور ان کے ساتھ کھانے یا چائے میں شریک ہوتے تو بعد میں انجمن کو اس کے بھی پیسے ادا کرتے تھے۔ کچھ عرصہ سے ان میں رقّتِ قلب کی صفت بہت نمایاں ہو گئی تھی، کئی مرتبہ دورانِ گفتگو یا درس کسی بات پر (مثلاً حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی قربانیوں کے تذکرہ پر) آنکھیں نم ہو جاتیں اور آواز پست ہو جاتی تھی۔

فاروقی صاحب بہت فیّاض اور سخی انسان تھے۔ دینی پروگراموں میں اور ضرورت مند لوگوں کی ضرورت میں کھلے دل سے خرچ کرتے تھے۔ وہ کہا کرتے تھے ”میں تو صرف تقسیم کرتا ہوں، دینے والا تو اللہ ہے“۔

فاروقی صاحب بڑے کھرے اور سچے انسان تھے۔ وہ جو بات زبان سے کہتے تھے اس پر عمل بھی کرتے تھے یعنی ان کے قول و فعل میں تضاد نہیں تھا۔

محترم فاروقی صاحب اپنے ماتحت کام کرنے والے افراد سے بہت مہربانی والا رویّہ رکھتے تھے، ان کی غلطیوں پر اصلاح بھی فرماتے اور اکثر درگزر بھی کرتے تھے، اگر کبھی کسی کوتاہی پر کسی کو ڈانتے بھی تھے تو یہ ان کے فرضِ منصبی کا حصّہ تھا اور ہمیشہ مہینے کی آخری تاریخ میں سارے سٹاف کو ان کی اُجرت ادا کر دیتے تھے۔ ان کے مزاج میں جو سختی تھی وہ ان کی خامی نہیں بلکہ ان کے مضبوط ہونے اور ان کی قوتِ ارادی کی علامت تھی۔ اس سلسلہ میں بھی وہ گویا رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرتے تھے۔ جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے دس سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی، فَمَا قَالَ لِی: أُفٍّ، وَلَا: لِمَ صَنَعْتَ؟ وَلَا: أَلَّا صَنَعْتَ (بخاری)۔ آپ ﷺ نے مجھے کبھی نہیں کہا: اُفّ، اور نہ: تو نے یہ کیوں کیا؟ اور نہ: تو نے یہ کیوں نہیں کیا؟۔

فاروقی صاحب کا مشن تھا وسیع پیمانے اور اعلیٰ علمی سطح پر قرآنی تعلیمات کی تشہیر و اشاعت کرنا، تو وہ اس سلسلہ میں وسیع پیمانے پر کام کرنے کے ساتھ اپنے قریبی رفقاء و احباب اور

ملاقات کے لیے آنے والوں کو بھی توجہ دلاتے رہتے تھے۔ کبھی کبھی اپنے ادارے میں کام کرنے والوں سے بھی پوچھتے تھے کہ تم روزانہ کتنی تلاوت کرتے ہو؟، قرآن کو کتنا وقت دیتے ہو؟، اپنے گھر میں دینی احکام پر عملداری کا کتنا اہتمام کرتے ہو؟ اور فرض نمازوں کے علاوہ رات کی نماز تہجد کا کیا معمول ہے؟۔ اور ترغیب دے کر انھیں اپنی زندگی کو قرآن وسنت کے مطابق گزارنے پر آمادہ بھی کرتے تھے۔

فاروقی صاحب نے مردوں کے علاوہ خواتین کے لیے بھی دینی تعلیم و تربیت کا گرانقدر کام کیا ہے۔ جن میں ایک یہ کہ مدرسہ للبنات جھنگ سٹی میں رمضان المبارک کے دوران ''25 روزہ فہمِ قرآن وسنت کورس برائے خواتین'' منعقد کرتے رہے اور اختتام پر شریک خواتین کو اسناد اور تحفہ کتب بھی دیا جاتا تھا۔ یہ ہمارے گھر اور محلّہ کی خواتین پر ان کا بڑا احسان ہے۔

جب فاروقی صاحب ملک کے کئی شہروں میں پیشہ ورانہ خدمات انجام دے رہے تھے اچھی آمدنی تھی، بہترین روزگار تھا تو اس وقت بھی وہ اپنے ڈیوٹی سے فراغت کے بعد اکثر وقت تعلّم اور تعلیمِ قرآن مجید میں صرف کرتے تھے۔ فاروقی صاحب نے ایک مرتبہ خود بتایا کہ ''ملازمت کے دوران سینئر افسر نے مجھ سے کہا کہ تمہاری تنخواہ بڑھائی جارہی ہے۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ میری تنخواہ بڑھانے کی بجائے میرے ڈیوٹی ٹائم میں کمی کردیں تاکہ میں دین کی خدمت کے لیے زیادہ وقت صرف کرسکوں، تو انھوں نے میری یہ بات مان لی، اور میں اپنا یہ وقت بھی دینی کاموں میں صرف کرنے لگا''۔ پھر ایک وقت آیا کہ انھوں نے ملازمت اور کاروبار کو چھوڑ کر اپنی ساری زندگی قرآن حکیم کے علم وحکمت کی تشہیر واشاعت کے لیے وقف کردی۔ گویا مختار فاروقی پہلے جس بڑے مالک (اللہ تعالیٰ) کے کام کے لیے اپنے فارغ وقت صرف کرتا تھا اور محنت اور خلوص کے ساتھ اُس کا کام کرتا تھا، مالک کو اس کا کام اتنا پسند آیا کہ اس نے اس کو سارے وقت کے لیے اپنے کام پر لگا لیا اور اسے واقعتاً اپنا 'مختار' (پسندیدہ) بنالیا۔ وہ مالک اپنی شایانِ شان ان کو اس کا بدلہ بھی عطا فرمائے گا۔ ان شاءاللہ

؎ وہ لوگ تم نے ایک ہی شوخی میں کھودیے
ڈھونڈا تھا آسماں نے جنھیں خاک چھان کے

کوئی بُھل گیا مقصد آ وَن دا، کوئی کر کے مقصد حل چلیا

اِتھے ہر کوئی فریدؔ مسافر اے، کوئی اَج چلیا کوئی کل چلیا

اللہ تعالیٰ نے اس دنیا کو ایسا بنایا ہے کہ اُس نے کسی انسان کو یہاں دوام نہیں بخشا ہے۔ اس کا فرمانِ عالی شان ہے: کُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَانٍ (ہر وہ جو اس زمین پر ہے فنا ہونے والا ہے)۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا یہ شعر ہے کہ ؎

لَوْ كَانَتِ الدُّنْيَا تَدُوْمُ بِاَهْلِهَا   لَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ فِيْهَا مُخَلَّدًا

(اگر دنیا والوں میں کسی کو دوام نصیب ہوتا تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ زندہ رہتے)

جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام بھی اس فانی دنیا سے وصال فرما گئے تو یہی حقیقت ہے کہ سب نے جانا ہے۔ انسان اس دنیا میں پیدا ہوتا ہے اور ایک وقت گزارتا ہے اور وقت مکمل ہو جانے کے بعد وہ اپنی اگلی منزل کی جانب روانہ ہو جاتا ہے۔ تاہم ہم انسانوں کو اللہ تعالیٰ نے دھڑکتا ہوا دل عطا فرمایا ہے یہ حالات و واقعات سے متاثر ہوتا ہے، وہ کسی واقعہ پر فرحت محسوس کرتا ہے تو کسی سانحہ پر دکھتا بھی ہے۔ ایسا ہی ایک دکھ بھرا سانحہ 13 ستمبر 2021ء کے دن میرے ساتھ پیش آیا جو میرے لیے ایک SHOCK سے کم نہ تھا جب مجھے اپنے قابل احترام بزرگ، سرپرست، محسن و مربی جناب مختار فاروقی صاحب کی وفات کی خبر ملی۔ وہ ماشاء اللہ بالکل تندرست تھے بظاہر کسی بیماری کی علامت بھی نظر نہیں آتی تھی اچانک وہ ہمیں داغِ مفارقت دے گئے۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے۔ آمین

راقم محترم فاروقی صاحب کے زیر سایہ ادارہ میں تقریباً 2012ء سے کام کر رہا ہے۔ میں نے ان کو علومِ دین ایک سمندر، عمل صالح کا پیکر، قرآنی اخلاق کا مجسم اور ایک بارعب اور پروقار شخصیت محسوس کیا ہے وہ بہت خوبصورت بھی تھے اور خوب سیرت بھی۔ میں نے اعلیٰ اخلاق اور کردار کے بارے میں کتابوں میں بھی کچھ پڑھا ہے اور اساتذہ اور اہل علم سے حسن سیرت و کردار پر بیانات بھی سنے ہیں لیکن اگر واقعتاً کسی انسان کو عظیم اخلاق کے ساتھ متصف دیکھا ہے تو

محترم فاروقی صاحب ہی تھے۔ میں تقریباً 9 سال سے ان کے ماتحت کام کر رہا ہوں۔ تقریباً چھ سال لائبریرین کے طور پر کام کیا اور تین سال سے اکاؤنٹس کے شعبہ سے منسلک ہوں۔

فاروقی صاحب کا اصل کمال تو یہ ہے کہ انھوں نے اللہ دین کے غلبے کی جدوجہد میں، اللہ کے رسول ﷺ سے وفاداری میں اور اللہ کی کتاب قرآن کی خدمت میں ہی اپنی ساری زندگی کھپائی ہے اور اس کے لیے اللہ تعالیٰ نے ان کو چن لیا تھا۔ اس پہلو سے ان کے بارے میں یہی کہا جاسکتا ہے ؎

کیا لوگ تھے جو راہِ وفا سے گذر گئے
جی چاہتا ہے نقشِ قدم چومتے چلیں

میں نے اس عرصہ میں فاروقی صاحب میں بہت سی قابل تقلید باتیں دیکھی ہیں ان میں سے ایک تو یہ کہ وہ بھلائی کاموں میں اپنی جیب سے تو بلا جھجک خرچ کرتے تھے لیکن جب انجمن کے پیسوں کو کسی جگہ خرچ کرنا ہوتا بہت احتیاط سے خرچ کرتے تھے۔ ایک مرتبہ میں نے ان سے کہا کہ بینک سے پیسے نکلوانے کی ضرورت ہے اس لیے چیک لکھ دیں تو انھوں نے چیک لکھتے ہوئے مجھ سے کہا کہ پہلے جب کاروبار کرتا تھا تو لاکھوں کا چیک کاٹتے ہوئے بھی اتنا نہیں سوچتا تھا جتنا انجمن کے لیے چند ہزار کا چیک کاٹتے ہوئے کئی بار سوچتا ہوں کہ انجمن کی یہ رقم مخیّر حضرات کی امانت ہے۔

فاروقی صاحب اپنے ماتحت کام کرنے والوں کی دینی تربیت کا بھی بہت خیال رکھتے تھے۔ مجھ سے انھوں نے متعدد بار پوچھا کہ قرآن کی تلاوت روزانہ کتنی کرتے ہو؟ جب میں بتاتا کہ ایک پارہ۔ تو فرماتے کہ تم ایک دین دار آدمی ہو اور دینی ادارے میں کام کرتے ہو اس لیے تمھیں زیادہ تلاوت کرنی چاہیے۔ جب اذان ہوجاتی تو خود بھی کام چھوڑ کر مسجد کی طرف چل پڑتے اور سب کو کہتے کہ اب کام چھوڑ دو، نماز کا وقت ہوگیا ہے۔ اگر کوئی سٹاف ممبر نماز میں کئی بار دیر سے پہنچتا تو اس کی خبر بھی لیتے کہ تم نے اکیڈمی کے اندر ہی چند قدم چل کر مسجد میں جانا ہوتا ہے پھر بھی دیر کر دیتے ہو۔

فاروقی صاحب کو عربی، اُردو، فارسی اور انگلش کے علاوہ عبرانی زبان پر بھی عبور حاصل تھا۔ عبرانی زبان سیکھنے کا واقعہ انھوں نے خود کچھ اس طرح بیان کیا کہ ''جب میں کراچی میں تھا تو کسی انگریزی میگزین میں ایک Ad دیکھی جس میں عبرانی زبان سیکھنے کے لیے ابتدائی کورس کا ذکر

تھااور یہ کہ کورس کے خواہشمند افراد فیس جمع کرادیں تو کتابیں اور کیسٹیں بذریعہ ڈاک بھیجی جائیں گی۔ میں نے فیس جمع کرادی اور وہ کتابیں میرے نام پر روانہ ہوگئیں لیکن مجھے ایک ماہ تاخیر سے موصول ہوئیں جس کی وجہ یہ تھی تفتیش ہوتی رہی کہ پاکستان میں ایسا کون شخص ہے جو عبرانی زبان سیکھنا چاہتا ہے''۔ اصل میں فاروقی صاحب قرآنی علوم کے طالب علم تھے انھوں نے عبرانی زبان اسی لیے سیکھی تھی کہ قرآن مجید میں بنی اسرائیل اور یہود کا ذکر تفصیل کے ساتھ ہوا ہے تو وہ بنی اسرائیل کے متعلق ان کی اصل کتابوں سے بھی جاننا چاہتے تھے۔ اور واقعتاً انھیں یہود کے بارے میں بہت زیادہ معلومات تھیں اور وہ اپنے رسالہ میں بھی ان کی سازشوں اور فتنہ انگیزیوں کا ذکر کرتے رہتے تھے۔ اس موضوع پر ان کی کتاب ''صہیونیت'' شائع بھی ہوئی ہے۔

ایک مرتبہ گفتگو کے دوران کسی نے کہا کہ سبحان اللہ کہنے پر جنت میں درخت لگا دیا جاتا ہے اور میں روزانہ کئی مرتبہ سبحان اللہ کہتا ہوں لہٰذا میرے بہت سارے درخت لگ گئے ہوں گے۔ اس پر فاروقی صاحب نے برجستہ فرمایا: ''درخت لگانے کے لیے پہلے زمین خریدنا پڑتی ہے۔ پہلے جنت کی زمین خریدو پھر اس پر درخت لگیں گے''۔

فاروقی صاحب اپنے ماتحت کام کرنے والے افراد کا بہت خیال رکھتے تھے اور ان کی مزاج پرسی بھی کرتے تھے۔ ان کی وفات سے چند دن قبل میرا بائیک پر ایک ایکسیڈنٹ ہوگیا تھا جس کی وجہ سے مجھے کچھ دن دفتر سے چھٹی کرنا پڑی، اس دوران فاروقی صاحب فون پر اور دیگر ذرائع سے بھی میری خیریت دریافت کرتے رہے۔ ان کی اور بھی بہت سے یادیں ہیں اسی پر اکتفا کرتا ہوں 'سفینہ چاہیے اس بحر بیکراں کے لیے'۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات کو بلند فرمائے۔ آمین۔

05
حسن معاویہ
اسسٹنٹ کمپیوٹر سیکشن قرآن اکیڈمی جھنگ

آہ! کیا شخص تھا جو محفل ویراں کر گیا

اس دنیا میں حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آج تک بہت سی عظیم ہستیاں تشریف لائیں اور راہی ملک عدم ہوگئیں۔ یہی قانون الٰہی ہے جسے کوئی نہیں بدل سکتا۔ اللہ پاک نے اپنی کتاب لاریب میں فرمایا ''كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ'' ''ہر ذی نفس کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے''۔

چاہے کوئی کتنا بڑا نیکوکار ہو یا کتنا بڑا گنہگار، خواہ وہ دنیا کے کسی بھی مذہب یا ذات سے تعلق رکھتا ہو اس فانی دنیا سے ہر کسی نے جانا ہے۔ موت سے کسی کو استثناء حاصل نہیں ہے۔

کوئی بھی ایسا شخص بچھڑ جائے جس سے جسمانی یا روحانی تعلق ہو تو اس پر انسان کو دکھ ہوتا ہے۔ اسی طرح ہمارے شفیق استاد اور بزرگ محترم مختار حسین فاروقی صاحب کی اچانک وفات کی خبر نے راقم کو بھی ہلا کر رکھ دیا۔ راقم محترم فاروقی صاحب کا شاگرد بھی ہے، ان کا پڑوسی بھی ہے اور کافی عرصہ سے ان کی زیرِ سرپرستی ان کے ادارے قرآن اکیڈمی جھنگ میں کام بھی کر رہا ہے تو اس وجہ سے ان کے ساتھ قریبی اور گہرا تعلق پیدا ہو گیا تھا۔ محترم فاروقی صاحب نہایت شفیق، پیار کرنے والے، اعلیٰ اخلاق والے تھے اور ان کی ذات (شخصیت) نہایت سادہ تھی۔ وہ ہر کام قرآن وسنت کی روشنی میں کرتے تھے۔ مسکراتے تھے تو بھی سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق البتہ قہقہہ نہیں لگاتے تھے۔ بہت رعب دار شخصیت کے مالک تھے۔ دورِ حاضر میں یہود و ہنود اور اسلام دشمن طاقتوں کی سازشوں کو اپنے رسالہ (حکمتِ بالغہ) کے ذریعے بے نقاب (EXPOSE) کرتے رہتے تھے۔ اس دورِ فتن میں دین کی خدمت اور اشاعت میں بھرپور کردار ادا کر رہے تھے۔ جمعتہ المبارک کی ترجمہ قرآن نشست میں قرآن پاک کا ترجمہ مکمل تفسیر کے ساتھ بیان کرتے تھے۔ ان کے سمجھانے کا انداز ایسا تھا کہ ہر بات بآسانی سمجھ میں آتی تھی۔ دورانِ ترجمہ کئی مرتبہ ان پہ رقت طاری ہو جاتی تھی اور آنکھوں سے آنسو آجاتے تھے۔ ان کا اندازِ بیان جھنجوڑنے والا ہوتا تھا۔ ان کی گفتگو کا لب لباب عموماً ''سچے دل سے توبہ کرو'' ہوتا تھا۔ ان کی گفتگو میں اکثر انسان کو ''حقیقی معنوں'' میں انسان بننے کی ترغیب ہوتی تھی۔ ان کا مقصد قرآن حکیم کی وسیع پیمانے اور اعلیٰ علمی سطح پر تشہیر واشاعت تھا تاکہ دنیا میں خلافت راشدہ جیسا نظام قائم ہو جائے اس کام میں انہوں نے ایک مردِ مجاہد کی طرح اپنی ساری زندگی گزار دی۔ وہ نہ رات دیکھتے نہ دن، شہر کے مختلف علاقوں میں درسِ قرآن دیتے تھے جس میں لوگوں کو قرآن کو سمجھ کر پڑھنے اور اس پر عمل کرنے کی ترغیب دیتے رہتے تھے۔ وہ پندرہ سال سے اپنے رسالہ حکمت بالغہ میں تحریروں کے ذریعے بھی قرآن کی دعوت کو عام کرتے رہے۔ ان کی کچھ تصانیف مکتبہ قرآن اکیڈمی جھنگ کی زینت ہیں۔

محترم فاروقی صاحب نے سول انجینئر کے طور پر پیشہ ورانہ خدمات بھی انجام دیں تھیں

اور پھر ان کو چھوڑ کر اپنی زندگی اللہ کے دین کے احیاء اور قرآن وسنت کی ترویج کے لیے وقف کردی تھی اور ملک میں غلبہ دین حق کے لیے کام کرنے والی جماعت تنظیم اسلامی میں وہ مرکزی عہدے پر فائز تھے۔ گویا انھوں نے دین اور دنیا دونوں میں اپنا نام کمایا جو کہ آج کے پرفتن دور میں انتہائی مشکل کام ہے۔ محترم فاروقی صاحب، بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار صاحب کے دیرینہ ساتھی اور ان کے جانشین بھی تھے اور یہ کہنا بعید نہ ہوگا کہ تنظیم اسلامی کی خدمات میں محترم فاروقی صاحب کا کوئی ثانی نہیں۔ علم و دانش کا اک روشن ستارہ تھا جو ڈوب گیا

محترم فاروقی صاحب اکثر اپنی تقریروں میں ''ضمیر'' اور ''روح'' کو بیدار کرنے کا سبق دیتے رہتے اور لوگوں کو علامہ اقبال کی اصطلاح میں ''نظریہ خودی'' سمجھاتے تھے۔ اقبال کی فکر، تعلیمات پر محترم فاروقی صاحب کو بہت زیادہ عبور حاصل تھا۔ محترم فاروقی صاحب کو فارسی، عربی، انگریزی کے ساتھ عبرانی زبان پر بھی عبور حاصل تھا۔ وہ مضبوط ارادے، اعصاب کے مالک اور حالات کا بلاخوف وخطر ڈٹ کر مقابلہ کرنے والے تھے۔

راقم محترم فاروقی صاحب کی زیر سرپرستی قرآن اکیڈمی جھنگ میں بہت عرصہ سے کام کر رہا ہے تو ان کے مزاج سے بخوبی واقف تھا۔ محترم فاروقی صاحب کے انتقال کے بعد ان کے بیٹے عبداللہ اسماعیل صاحب نے ان کی ذمہ داری سنبھال لی ہے۔ امید ہے کہ وہ اپنی ذمہ داریاں بخوبی نبھائیں گے اور اپنے والد صاحب کے مشن کو مزید بڑھائیں گے۔ دل کی گہرائیوں سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ محترم فاروقی صاحب کی مغفرت کرے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے، مجھے اور ان کے اہل خانہ اور دوست احباب عزیز واقارب کو صبر دے۔ آمین

فروغ شمع تو باقی رہے گا صبحِ محشر تک مگر محفل تو پروانوں سے خالی ہوتی جاتی ہے

06 ناصر علی چودھری

کوآرڈینیٹر 25 روزہ کورس

اہلیانِ جھنگ کے لیے ستمبر 2021ء کا مہینہ درد وکرب کا ثابت ہوا۔ نورِ معرفت سے منور چہرہ، سجدوں کے اثر سے تابندہ پیشانی، چمکتی ہوئی غزالی آنکھیں، جبین سعادت کی کشادگی، داڑھی مبارک کا بانکپن، قلب ونظر کو اسیر کردینے والی تابدار زلفیں رکھنے والی عظیم ہستی، مدرّسِ

قرآن انجینئر مختار فاروقی علیہ الرحمہ ہماری آنکھوں سے اوجھل ہوگئے اور دارِ فانی سے رخت سفر باندھ کر اپنے معبودِ حقیقی کی بارگاہ میں حاضر ہوگئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ

آپ کی ہمہ صفت شخصیت کے کس پہلو کا ذکر کیا جائے اور کس کا ذکر نہ کرنے پر قناعت کی جائے ، اس گلستانِ جمال وکمال کے گل چینوں کے لیے یہ مرحلہ بڑا صبر آزما ہے۔آپ عمر بھر خدمت قرآن کے عظیم کام سے وابستہ رہے حتیٰ کہ زندگی کی آخری رات بھی تقریباً 3 گھنٹے اپنا سبق پڑھایا اور آخر میں جس حدیث پر اختتام کیا اس کا مفہوم ہے کہ ’’جس کو اس حال میں موت آئی کہ وہ دین اسلام کے احیاء کے جذبے سے علم حاصل کر رہا تھا، اس کے اور انبیاء کرام علیہم السلام کے درمیان جنت میں صرف ایک درجے کا فرق ہوگا‘‘۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہت خلوص سے نوازا تھا کہ سبق پڑھاتے وقت جب اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کے لیے صحابہ کرام کی جانثاری کے واقعات بیان فرماتے تو آپ پر رقت طاری ہوجاتی، جذبات کا طوفان اُمڈ آتا، سننے والے بھی زار وقطار رونے پر مجبور ہوجاتے۔ فاروقی صاحب کی ساری زندگی کا عنوان عظمت قرآن تھا۔ جھنگ کی دھرتی پر درسِ قرآن کی محفلیں عام کیں، شہر اور مضافات میں جگہ جگہ درسِ قرآن کے حلقہ جات قائم کیے۔قرآن اکیڈمی جھنگ کا قیام عمل میں لایا گیا۔صرف قرآن اکیڈمی جھنگ میں قرآن فہمی کے 64 کورس کرائے۔ ماہنامہ حکمت بالغہ کا اجراء کیا۔ دروسِ قرآن کا کلچر عام کیا۔ بیسیوں موضوعات پر کتابچے لکھے جو علم وحکمت کے قیمتی نوادرات سے بھرے ہوئے ہیں۔آپ تحریک خلافت کے منصب جلیلہ پر بھی فائز رہے۔تمام عمر صہیونیت کو للکارتے رہے۔تمام عمر قرآن کا نور بکھیرتے رہے۔ جھنگ میں دروسِ قرآن کی ابتداء میں آپ کا شمار السابقون الاوّلون میں ہوتا ہے۔ زندگی کے صحراؤں میں بھٹکے ہوئے راہروؤں کو قرآن کا پیام سنایا۔قرآن کو سمجھ کر پڑھنے پر ہمیشہ زور دیا۔ دین حق کا غلبہ، اقامت دین، روح اور جسم کے تقاضے، ضمیر انسانی کا زندہ اور مردہ ہونا، زندہ ضمیر کی علامات اور مردہ ضمیر کی نشانیاں آپ کے خاص موضوعات تھے۔ معاشرے کے کرپٹ لوگوں بالخصوص سود خوروں، حرام خوروں، ناجائز ذرائع سے مال کمانے والوں کو آپ تقریباً ہر درس میں سمجھاتے تھے۔

آپ فکر اقبال کے عظیم داعی تھے۔عصر حاضر میں فکر اقبال کو جتنا آپ نے سمجھا اور

پڑھایا اس میں آپ کا کوئی ثانی نظر نہیں آتا۔ آپ کی ذاتی زندگی ہمارے اسلاف کا عملی نمونہ تھی۔ اکثر باوضو رہتے تھے۔ دین کے لیے اپنا مال خرچ کرنے کے ساتھ ساتھ غریب، مقروض اور مسکین لوگوں کی مالی مدد بھی باقاعدگی سے کرتے تھے۔ راقم الحروف اس بات کا خود گواہ ہے کہ مستحق طلباء کی سکول و کالج کی فیس بھی ادا کرتے تھے۔ ائمہ مساجد کی مالی مدد بھی شوق سے کرتے تھے۔ نیکی کے کاموں میں بڑھ چڑھ کا مال خرچ کرنے کا جذبہ اور شوق یہ آپ کا بڑا وصف تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو سخاوت کا ذوق کمال عطا فرمایا تھا آپ اپنے دروس میں سخی انسان کی شان بیان فرماتے تھے اور بخیل و رذیل کی مذمت کرتے تھے۔ آپ اکثر یہ بات بیان فرماتے تھے کہ بخیل آدمی حاجی ہوسکتا ہے، نمازی ہوسکتا ہے، کسی مسجد کا امام ہوسکتا ہے، خطیب ہوسکتا ہے لیکن نیک نہیں ہوسکتا کیونکہ نیک بننے کے لیے سخی ہونا لازم ہے۔ آپ اُمت مسلمہ کے عظیم مدبر تھے۔ آپ کے نزدیک اُمت مسلمہ کی زبوں حالی اور زوال کی سب سے بڑی وجہ قرآن سے دوری تھی آپ حقیقی معنوں میں شیخ الہند علیہ الرحمہ کے روحانی فرزند تھے۔ آپ رُبع صدی تک اہل جھنگ پر چودھویں کا چاند بن کر چمکتے رہے۔ آپ عظمت قرآن کے موضوع پر اس حقیقت کو بیان فرماتے تھے کہ قرآن حکیم انقلابی کتاب ہے جس کے ذریعے سے مسلمانوں کو دنیا کی امامت واپس مل سکتی ہے۔ اگر قرآن عرب کے اجڈ بدوؤں کو بنی آدم کے لیے باعث شرف بنا سکتا ہے۔ اگر حرم کعبہ میں 360 بتوں کی پوجا کرنے والی قوم کے دل میں معرفت الٰہی کی شمع فروزاں کرسکتا ہے تو ہمارے صنم کدہ تصورات کے لات و ہبل کو ریزہ ریزہ کیوں نہیں کرسکتا۔ ہمارے ظلمت خانہ حیات کو اس کی کرنیں روشن کیوں نہیں کرسکتیں۔ بشرطیکہ ہم قرآن کی ہدایت کو قبول کرنے کے لیے تیار ہوں اور ہمارا کاروان حیات اس شاہراہ ہدایت پر گامزن ہوجائے جو قرآن نے ہمارے لیے تجویز کی ہے۔

آپ کا یہ مشن تھا کہ معاشرے کے ذہین و فطین اعلیٰ تعلیم یافتہ لوگوں کو قرآن کی طرف بلایا جائے اور اس کی تعلیمات کو نہایت شائستہ اور دلنشین پیرایہ میں پیش کیا جائے پھر ان کی عقل سلیم کو اس میں غور و فکر کی دعوت دی جائے۔ ہمارا اتنا ہی فرض ہے اور ہمیں یہ فرض بڑی دل سوزی سے ادا کرنا چاہیے۔ اس کے بعد معاملہ خدائے برتر کے سپرد کردیں۔ لیکن یہ ایک بڑی دلخراش اور روح فرسا حقیقت ہے کہ بہت کم لوگ اس چشمہ سے فیض یاب ہوئے۔ آپ زبان و قلم سے دین حق کی سربلندی کے لیے مصروف عمل رہے ماہنامہ حکمت بالغہ میں حرفِ آرزو کے عنوان پر آپ

نے امت مسلمہ کی فلاح اور حالات حاضرہ کے حوالے سے جو کچھ لکھا ہے وہ فراست مومن پر ایک محکم دلیل ہے۔ آپ امت مسلمہ کے اجتماعی مسائل سے کبھی غافل نہ ہوتے تھے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی سعی جمیلہ کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت بخشے۔ آپ کی عقیدت وصحبت کے چراغ ہمیشہ جگمگاتے رہیں گے۔

لیے پھرتی ہے بلبل چونچ میں گل
مدرس قرآن کی تربت کہاں ہے

07 غلام شبیر
جنرل آؤٹ ڈور ڈیوٹی

2003ء میں قرآن اکیڈمی کی تعمیر کا کام شروع ہوا تو میں بطور مزدور کام کرنے کے لیے یہاں آیا۔ میری ملاقات محترم فاروقی صاحب اور ان کے بڑے بھائی محمد حسین صاحب سے ہوئی۔ دونوں (ماشاء اللہ) پرنور چہرہ اور بارعب شخصیت کے مالک تھے، اُن کو دیکھتے ہی دلی لگاؤ ہونے لگا جیسے کہ کوئی بہت بڑے اللہ والے ہوں اور میں نے ان کو بہت کھرا اور سچا پایا وقت کی پابندی ان کا عظیم شیوا تھا۔ جب اکیڈمی کی پہلی منزل تقریباً مکمل ہوئی تو محترم فاروقی صاحب نے فرمایا کہ ہمیں یہاں سٹاف کی بھی ضرورت ہے۔ اگر مستری اور مزدورں میں کوئی پڑھا لکھا ہو تو اسے نوکری دیں گے پھر مجھ سے پوچھا کہ آپ یہاں کام کرنا چاہتے ہیں؟ میں نے فوراً حامی بھر لی اور اکیڈمی میں نوکری شروع کر دی اور پھر مجھے فاروقی صاحب کے کئی قابل تقلید کاموں کا پتہ چلا۔ وہ ایک بہت نیک شریف، اصول پرست اور انصاف پسند انسان تھے۔ ہمیں جب بھی کسی چیز کی ضرورت ہوتی تو فوراً اس کو پورا کر دیتے اور ہمارا بہت خیال رکھتے۔ کام کے دوران جب کبھی نقصان ہو جاتا اور ان کو معلوم ہوتا تو غصہ کرنے کی بجائے کہتے کہ کوئی بات نہیں آئندہ احتیاط کرنا۔ ان کو ہمیشہ قرآن اور دین کی خدمت کرتے دیکھا ہے پوری زندگی اسی کام میں گزاری جب بھی 25 روزہ کلاس شروع ہوتی یا رمضان المبارک میں دورۂ ترجمۃ القرآن ہوتا وہ اپنی صحت کی پرواہ کیے بغیر مسلسل پڑھاتے اور کہتے کہ جتنا ہو سکے علم دوسرے میں منتقل ہو جائے اور جلد وہ اس پر عمل پیرا بھی ہوں۔ ان کی وفات کا بہت صدمہ ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ ہمیں اور ان کے اہل خانہ کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

باب 5

اہل خانہ کی یادیں

1 عبداللہ ابراہیم
2 میجر (ر) عبداللہ عمر
3 ص-م بنتِ فاروقی
4 اہلیہ عبداللہ اسماعیل
5 احمد بلال
6 ن-ہ بنتِ فاروقی
7 شمشاد فاطمہ
8 فوزیہ بانو
9 Abdullah Haroon
10 Amatullah Hadia
11 امتہ اللہ مومنہ
12 امتہ اللہ وردہ
13 امتہ اللہ شفا رابعہ
14 عبداللہ محمد
15 عبداللہ احمد
16 عبداللہ سلمان
17 ماہم زینب ابراہیم
18 ایمن مریم ابراہیم
19 عبداللہ ریحان
20 محمد احمد قاضی
21 امتہ اللہ مریم قاضی
22 محمد عبداللہ قاضی
23 امتہ اللہ مرحمہ قاضی
24 عائش بریرہ
25 عبداللہ عثمان چودھری

01 عبداللہ ابراہیم ولد مختار حسین فاروقی
جھنگ

اُٹھ گئے ساقی جو تھے، مے خانہ خالی رہ گیا

1۔ 1992ء میں والد صاحب ڈیسکون کی طرف سے ایف ایف سی ماچھی گوٹھ کی توسیع کے پروجیکٹ پر تعینات تھے۔ دفتر کی گاڑی انہیں چھوڑنے اور لینے کے لئے آتی تھی۔ والد صاحب وقت کے اس قدر پابند تھے کہ گاڑی گھر کے باہر انتظار کرتی اور ڈرائیور عین وقت پر بغیر پیچھے دیکھے گاڑی کا دروازہ کھول دیتا تھا تاکہ آپ بیٹھ جائیں۔ بعد میں والد صاحب نے خود بتایا کہ بعض اوقات وہ آدھا منٹ پہلے دروازہ تک پہنچ جاتے مگر دروازہ کے اندر کھڑے ہو کر انتظار کرتے وہ عین وقت پر باہر نکلتے۔

2۔ انجینئر نوید احمد، والد صاحب کے شاگرد تھے اور کورنگی کراچی میں 80 کی دھائی میں ایک ہی نئی آباد ہوتی کالونی میں مقیم تھے۔ والد صاحب نے اسی قیام کے دوران وہاں مسجد کی تعمیر میں نمایاں کردار ادا کیا انہوں نے مجھے خود یہ واقعہ سنایا کہ والد صاحب نے مسجد کے داخلی دروازے پر محراب بنانے کا ارادہ کر رکھا تھا۔ انجینئر نوید صاحب اس وقت نوعمر تھے انہوں نے یہ سنا تو کہا کہ یہ منصوبہ تو ہمارے پوتے ہی مکمل ہوتے دیکھیں گے۔ اور پھر چند سال میں یہ مکمل بھی ہو گیا بلکہ اس سے بھی زیادہ آگے بڑھ گیا۔

3۔ جب 2001ء میں اکیڈمی جھنگ کے لئے 4 کنال جگہ پر نقشہ بنوایا گیا تو خرچ کا تخمینہ 80-70 لاکھ تھا۔ میں ابھی نوجوان تھا اور یہ میرے لئے بہت رقم تھی۔ میں نے گھر میں ایک دفعہ مذاقاً اس کا ذکر کیا۔ تو والد صاحب نے کہا کہ مذاق کیوں اڑا رہے ہو، اس سے زیادہ رقم لگے گی اور اس سے اچھی بن جائے گی۔ اور واقعی چند سالوں میں ایسا ہی ہو گیا۔

4۔ انجینئر نوید صاحب نے ہی مجھے یہ واقعہ سنایا کہ والد صاحب جب بھی مسجد میں وضو کرتے تو ایک خاص نل کی سامنے بیٹھ کر کرتے۔ ایک دفعہ نوید صاحب نے پوچھا تو انہیں بتایا کہ یہاں بیٹھنے سے رُخ بالکل خانہ کعبہ کی طرف ہو جاتا ہے۔

5۔ والد صاحب نے 1992ء میں جب نوکری چھوڑی تو ساتھ کام کرنے والے لوگ اس پر حیرت کا اظہار کرتے اور کہتے کہ آپ خوب کما سکتے ہیں آپ نوکری کریں اور اس کمائی میں سے دین پر خرچ کریں۔ والد صاحب نے ان کو حکایت سنائی کہ ایک آدمی کہیں آرام سے دریا کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک امیر آدمی اس کے پاس آیا کہ تم فارغ بیٹھے ہو۔ مچھلیاں پکڑو، اس سے تم آمدنی حاصل کر سکتے ہو۔ اس آدمی نے پوچھا پھر؟ اس آدمی نے کہا کہ تم رقم جمع کر کے کشتی خرید سکتے ہو اس سے زیادہ مچھلیاں پکڑی جائیں گی پھر تم مزید رقم جمع کر کے اور کشتیاں خرید لو گے اور پھر اس قدر امیر ہو جاو گے کہ تمھارے ملازم کام کریں گے اور تم آرام سے بیٹھنا۔ اس آدمی نے کہا کہ آرام سے تو میں اب بھی بیٹھا ہوا ہوں۔ والد صاحب نے اس سے یہ نتیجہ بتایا کہ میں بلاواسطہ دین کا کام کر رہا ہوں اور اتنے لمبے چکر کی کیا ضرورت ہے۔

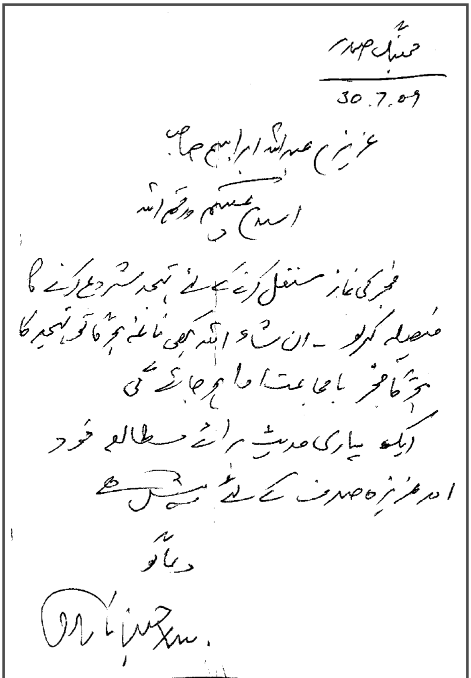
30.7.09

عزیزم عبداللہ ابراہیم صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

فجر کی نماز مستقل کرنے کے لئے تہجد شروع کرنے کا فیصلہ کر لو۔ ان شاء اللہ کبھی ناغہ ہوگا تو تہجد کا ہوگا فجر باجماعت ادا ہو جائے گی

ایک پیاری حدیث برائے مطالعہ خود اور عزیزہ صدف کے لئے بھیج رہا ہے

دعاگو

6۔ 2009ء میں میرے کراچی بمع اہل وعیال قیام کے دوران انہیں میری بالخصوص فجر کی نماز میں سستی کی اطلاع ملی تو انہوں نے مجھے خط لکھا کہ تہجد کی نماز شروع کر لو تا کہ اگر کبھی سستی بھی ہو تو تہجد کی نماز میں ہو اور فجر کی نماز تو باجماعت ہی ہو اور ایک حدیث نبوی بھی بھجوائی (ان کا تحریر کردہ خط اور حدیث منسلک ہے)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

رَحِمَ اللّٰهُ رَجُلاً قَامَ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلّٰى

اللہ تعالیٰ رحم کرے اُس شخص پر جو رات کو اٹھا پھر اس نے نماز پڑھی

وَ أَيْقَظَ امْرَأَتَهُ فَصَلَّتْ

اور اس نے اپنی بیوی کو جگایا پھر اس نے (بھی) نماز پڑھی

فَإِنْ أَبَتْ نَضَحَ فِي وَجْهِهَا الْمَاءَ

پھر اگر اس نے اٹھنے سے انکار کیا تو شوہر نے اس کے منہ پر پانی چھڑکا

رَحِمَ اللّٰهُ امْرَأَةً قَامَتْ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَّتْ

اللہ تعالیٰ رحم کرے اُس عورت پر جو رات کو اُٹھی پھر اس نے نماز پڑھی

وَ أَيْقَظَتْ زَوْجَهَا فَصَلّٰى

اور اس نے اپنے شوہر کو جگایا پھر اس نے (بھی) نماز پڑھی

فَإِنْ أَبٰى نَضَحَتْ فِي وَجْهِهِ الْمَاءَ

پھر اگر اس نے اٹھنے سے انکار کیا تو بیوی نے اس کے منہ پر پانی چھڑکا

(ابوداؤد، مسند احمد)

7۔ والد صاحب کا خط بے حد خوبصورت تھا۔ انہوں نے ذکر کیا کہ انھیں بچپن میں مصوری کا شوق تھا۔ تاہم جب پتا چلا کہ یہ دین میں حرام ہے تو اسے ترک کر دیا۔

8۔ ایک دفعہ والد صاحب نے بتایا کہ انہیں دھوپ کا چشمہ پہننے کا شوق تھا مگر ابھی تک کبھی نہیں لیا۔ میں نے کہا تو اس بات کو ٹال گئے۔ ایک دفعہ ذکر کیا کہ اس چشمہ میں چونکہ مخاطب کو آنکھیں نظر نہیں آتیں اس لئے نظر کی خیانت کا اندیشہ ہوتا ہے۔

9۔ والد صاحب دعوتِ دین کا کام کرنے والوں کے لئے تہجد پر بہت زور دیتے تھے۔ میں

درس دینے کے حوالے سے کبھی کوئی بات کرتا تو وہ کہتے کہ پہلے تہجد شروع کرو۔

10۔ 2009ء ہی میں جب میں حج پر جانے لگا تو والد صاحب نے ایک نظم بھجوائی جس پر ہاتھ سے حج مبارک لکھا تھا (مذکورہ نظم منسلک ہے)

حج مبارک

بیٹے کی حج کے لیے روانگی

الوداع! امجد مرے حافظ ترا رب العلیٰ — اور محبوبِ خدائے دو جہاں حامی ترا
کعبۃ اللہ کی زیارت کا شرف پاؤ گے تم — رحمتِ کونینؐ کے قدموں میں بھی جاؤ گے تم
حج و عمرہ تم کرو گے شکر رب کرتے ہوئے — پیشِ مرسلؐ جاؤ گے آنکھوں کو تر کرتے ہوئے
مانگنا رب کی رضا کرتے ہوئے سعی و طواف — یہ دعا کرنا ہماری ہوں خطائیں سب معاف
رب کے گھر میں تم رہو گے رات دن محوِ سجود — روضۂ آقاؐ پہ جا کر پڑھو گے تم درود
روح خوش ہوگی تیری دیکھو گے جب غارِ حرا — قلب پائے گا سکوں دیکھو گے جب گنبد ہرا
جب بھی جاؤ گے سنہری جالیوں کے تم قریب — کیفیت تم کو حضوری کی عجب ہوگی نصیب
جب ریاض الجنّۃ جاؤ سجدے میں گرنا وہاں — باادب ہو کر سبھی دکھ بھی وہاں کرنا بیاں
گڑگڑا کر ملک و ملت کے لیے کرنا دعا — جن پہ اب چھائی ہوئی ہے ابتلاء کی اک گھٹا
اہل خانہ کے لیے کرنا دعا با چشم نم — ان پہ ہو رحمت نبیؐ کی اور داور کا کرم
میں دعا کرتا ہوں ہر جا تم پہ ہو فضلِ خدا — اور ہر دم تجھ پہ ہو لطف شہ ارض و سما
یہ دعا الیاس کے لب پر رہے گی ہر گھڑی — مانگتا رب سے رہے گا خیر و عافیت تری

جسٹس (ر) محمد الیاس

11۔ والد صاحب پوری کوشش کرتے تھے کہ معاملات میں جھوٹ یا بے ایمانی کا عنصر نہ آئے۔ جب ہم قرآن اکیڈمی جھنگ کے پاس منتقل ہوئے تو کچھ عرصے بعد آبائی گھر، جو کہ مکمل طور پر ان کی ملکیت میں تھا، کو بیچنے کا فیصلہ ہوا۔ والد صاحب نے شرط عائد کر دی کہ جس قیمت پر بیچا جائے گا وہی قیمت سرکاری کاغذات میں تحریر ہوگی۔ اس کی وجہ سے خریدار کا خرچ بڑھ گیا اور بکنے میں تاخیر ہوگئی۔ تاہم وہ اس بات پر قائم رہے اور اسی اصول پر بیچا۔

12۔ والد صاحب نے قرآن اکیڈمی جھنگ کے لئے ایسی سوسائٹی کا انتخاب کیا جو کہ شہر کے

بالکل مضافات میں تھی مگر بے آباد تھی۔ ان چند سالوں میں والد صاحب ہر واقف اور رشتہ دار کو یہاں جگہ خریدنے کا مشورہ دیتے مگر چند کے علاوہ کسی نے بھی نہیں خریدا کہ اس بے آباد جگہ میں کون جگہ خریدے۔ پھر بیس سال سے بھی کم عرصہ میں جگہ کی قیمت سو گنا ہوگئی اور آخری چند سالوں میں ہر ملنے والا اس موقع کو ضائع کرنے پر افسوس کا اظہار کرتا۔

13۔ جھنگ مذہبی لحاظ سے ایک حساس مقام ہے اور فرقہ وارانہ اختلافات کافی زیادہ ہیں۔ کسی نئی جگہ پر درس یا پروگرام میں والد صاحب شروع میں احتیاط کرتے کہ کوئی اختلافی موضوع نہ چھیڑا جائے۔ جھنگ کے مضافات میں کسی صاحب نے جگہ دینے کی بات کی تو والد صاحب نے انتہائی آہستگی سے کام کا آغاز کیا اور شروع میں آیتِ دین (ادھار کے معاملات کو لکھنا) پر درس دیا۔ کچھ تعمیرات اور کام کے بعد مقامی مالک نے رفتار سے غیر مطمئن ہو کر جگہ کسی اور کے حوالے کر دی۔ چند ہی ماہ میں وہاں مقدمہ بازی شروع ہوگئی اور بات پولیس اور جگہ سیل ہونے تک جا پہنچی۔

14۔ والد صاحب ہر وقت ہی سر ڈھانپتے اور سب کو نماز میں سر ڈھانپنے کا کہتے۔ میری سستی کو دیکھ کر انہوں نے مجھے خاص طور پر ٹوپی تحفہ کے طور پر دی اور نماز کے لئے باقاعدہ اہتمام سے مسجد آنے کی تلقین کی۔

15۔ والد صاحب اپنی درس کی مصروفیات کو سب کاموں پر ترجیح دیتے۔ ملتان میں قیام کے دوران ایک دفعہ چھوٹے بھائی کی آنکھ میں چوٹ لگ گئی۔ سب کو پریشانی تھی۔ والد صاحب کا تھوڑی دیر بعد درسِ قرآن تھا۔ آپ اپنی روٹین کے مطابق درس پر چلے گئے۔

16۔ والد صاحب سے شروع میں کافی لوگ کہتے تھے کہ دین اور دنیا دونوں کو ساتھ چلانا چاہئے اور نوکری کے ساتھ دین کا کام کرنا چاہئے۔ ایک دفعہ والد صاحب نے جواب دیا کہ مستقل طور پر آدمی کی ترجیح تو ایک ہی ہوسکتی ہے۔ اور میں نے ایک دفعہ واہ کینٹ میں ملازمت کے دوران ڈاکٹر اسرار صاحب کا ایک پروگرام رکھوایا مگر عین پروگرام کے دن دفتر کی ایسی مصروفیت آن پڑی کہ میں خود پروگرام میں شرکت نہ کرسکا۔

17۔ والد صاحب دفتر اور ذاتی زندگی میں بھی وقت کے بڑے پابند تھے۔ ولیمہ وغیرہ کی دعوت میں اعلان کردہ وقت پر پہنچ جاتے حالانکہ ہر دفعہ یہی تجربہ ہوتا کہ معاملات بہت لیٹ ہیں

مگر اگر دیر ایک حد سے زیادہ ہوتی یا نماز کا وقت آ جاتا تو دعوت چھوڑ کے معذرت کر کے چلے جاتے اور کسی کی بھی ناراضگی کو خاطر میں نہ لاتے۔

18۔ اسی طرح اگر کسی ولیمہ میں جاتے اور وہاں موسیقی ہوتی تو میزبان سے کہتے کہ اسے بند کروائیں ورنہ ہم واپس چلے جائیں گے اور کئی دفعہ فوراً واپس چلے جاتے۔

19۔ آخری دو سال میں سب کے مشورہ سے یہ طے ہوا کہ والد صاحب گاڑی خود نہیں چلائیں گے۔ یہ بات انہوں نے مان لی۔مگر انہیں اس کا ملال تھا کہ اب ان کا کہیں جانا ان کے بس میں نہیں خاص طور پر شام کو (درس کے علاوہ دنوں میں ڈرائیور 5 بجے چلے جاتے تھے) آخری مہینے میں انہوں نے ایک ڈرائیور کا اوور ٹائم طے کر کے وقت عشاء تک کر دیا تا کہ وہ اپنی ضروریات کے مطابق آ جا سکیں۔

20۔ چند مہینے پہلے ہمارا والد صاحب کے ساتھ جانے والا ڈرائیور تبدیل ہوا تو چند دن کے بعد والد صاحب نے شکایت کی کہ پچھلا ڈرائیور نماز پڑھتا تھا اور اس وجہ سے میری سفر کی نمازیں بھی باجماعت ہو جاتی تھیں۔ یہ ڈرائیور سستی کرتا ہے اور مجھے سفر میں اکیلے نماز پڑھنا پڑ رہی ہے۔ تاہم پھر بھی ہر دفعہ کہیں نماز کے لئے رکتے تو نماز ادا کرنے کا ڈرائیور کو بھی ضرور کہتے۔

21۔ جھنگ میں ہماری برادری ایک روایتی برادری تھی۔ تاہم والد صاحب ولیمہ میں شرکت کرتے۔ نکاح کی تقریب میں صرف تب شرکت کرتے اگر مسجد میں ہو اور اگر مسافر نہ ہوں تو لڑکی والوں کے گھر کھانا نہیں کھاتے تھے۔ ان کوششوں سے بہرحال نکاح مسجد میں ہونے کا کافی رجحان ہو گیا ہے۔

22۔ غریب رشتہ داروں اور جاننے والوں کی والد صاحب اپنی حیثیت سے بڑھ کر مدد کرتے تھے۔بعض اوقات ہاتھ تنگ ہوتا تو قرض لے کر بھی آگے قرض دیتے یا مدد کرتے۔ والد صاحب نے جب شروع میں نوکری چھوڑ کر ہمہ وقت دینی کام شروع کیا اور بچے ابھی پڑھ رہے تھے تو حالات کافی تنگ تھے اور ہم کئی سال تک عیدالاضحیٰ پر ایک قربانی بھی نہ کر سکے مگر دوسروں کی مدد کرنے کے معاملات کسی حد تک چلتے رہے۔

23۔ عید کے دوسرے یا تیسرے دن رشتہ داروں اور دوستوں سے ملنے جانا ان کا معمول

تھا۔ بعض اوقات ہم کہتے کہ ان میں سے کچھ لوگ تو عرصے سے ہمارے گھر نہیں آئے مگر والد صاحب کوشش کرتے کہ لوگوں سے ملاقات ہو جائے اور آخری عید تک یہی معمول رہا۔

24۔ مزاج کے حوالے سے والد صاحب کھلا خرچ کرنے والے تھے۔ نوکری اور کاروبار میں تو چلتا رہا مگر ہمہ وقتی دین کے کام کے شروع کے سالوں میں کافی مشکلات رہیں۔ ادارے کے اور دوسروں کے لین دین کے معاملات لکھ کر کرتے اور پورا حساب رکھتے۔ سفر سے واپس آ کر ہمیشہ لکھ کر حساب کرتے۔ تاہم ذاتی خرچ کا بالکل حساب نہیں رکھتے تھے۔ کئی دفعہ کہا کہ میری پوری کوشش ہوتی ہے کہ بٹوے میں جتنے بھی پیسے ہیں ان کو نہ گنوں۔

25۔ کتابوں، علم اور مطالعہ سے انہیں خصوصی لگاؤ تھا۔ انہوں نے بتایا کہ شروع میں انہوں نے اپنی آمدنی کا ایک طے شدہ حصہ کتابیں خریدنے کے لئے رکھا ہوا تھا۔

26۔ اصولوں کے سخت پابند تھے اور اسی طرح اولاد کی تربیت کی۔ ناراضی پر ڈانٹتے تھے۔ تاہم مارنے کا معاملہ بالکل نہ ہونے کے برابر تھا۔ شروع میں رعب کا معاملہ تھا مگر بعد میں دوستوں کی طرح بحث ہوتی اور ان سے اختلاف بھی کیا جاتا۔ تاہم میرا اس وقت کا تجربہ یہی ہے کہ بعض اوقات میں بڑے شد و مد کے ساتھ اختلاف کرتا اور یقین رکھتا کہ میری بات ٹھیک ہوگی مگر اللہ حالات کو ان کی بات کے مطابق تقریباً زبردستی موڑ دیتا اور ان کی بات درست ہو جاتی۔

27۔ گھر میں چھوٹے بچوں کی تربیت کا خیال رکھتے۔ ایک کورس بنا کر انہوں نے گھر کے بچوں کی ایک کلاس بھی کی جو کہ تقریباً 15 دن کی تھی۔ ہم نے دوبارہ کلاس کا کہا تو والد صاحب نے کہا کہ مزید کورس طے کر لوں تو مزید کلاس ہوگی۔

28۔ گھر میں والد اور والدہ کے تعلقات بے حد اچھے تھے۔ مجھے یاد نہیں کہ کبھی ایک دفعہ بھی کسی باہمی بات پر والدین میں سے کسی کی آواز بلند ہوئی ہو۔

29 ادب اور شعر و شاعری سے لگاؤ تھا۔ تاہم اگر کبھی میرے ساتھ گاڑی میں ہوتے اور میں کسی مشاعرہ کی آڈیو لگا دیتا تو تھوڑی دیر تک دلچسپی سے سنتے مگر پھر بند کروا دیتے کہ دورانِ سفر جو کام میں نے کرنا طے کئے تھے ان کا حرج ہو رہا ہے۔

30۔ والد صاحب کا ملازمت، کاروبار اور تنظیمی سلسلے کی وجہ سے مختلف شہروں لاہور، کراچی،

ملتان، صادق آباد، واہ کینٹ، جھنگ وغیرہ میں قیام رہا اور ہر جگہ آپ درس وتدریس اور دعوتِ دین کا کام جاری رکھتے۔ 1992ء میں جب ملتان میں ہمہ وقتی کام شروع کیا تو فیملی جھنگ میں تھی۔عموماً ہفتہ میں ایک دن دوپہر کو آتے اور دوسرے دن دوپہر کو واپسی ہوتی۔اس ایک دن میں بھی شہر کے دوسرے کونے میں درسِ قرآن ہوتا تھا اور گھر میں گاڑی نہ ہونے کی وجہ سے رکشے پر جاتے اور واپس آتے اور یہ معمول سالہا سال نبھایا۔ (باقی یادیں آئندہ۔ان شاءاللہ)

02 میجر (ر) **محمد عبداللہ عمر** (داماد)
لالہ زار کالونی، جھنگ

عالم باعمل - شجر باثمر

انجینئر مختار حسین فاروقی سے پہلی ملاقات 1982ء میں دریائے جہلم کے کنارے آباد گاؤں کوٹ شاکر میں ہوئی۔ فاروقی صاحب اپنے رشتے داروں سے ملاقات کے لیے چمچماتی ٹویوٹا گاڑی میں تشریف لائے۔اس وقت میری عمر تقریباً 12 سال تھی۔ فاروقی صاحب جو کہ ہمارے قریبی رشتہ دار تھے اپنے ساتھ ہمارے لئے تحفے اور کھانے پینے کا ڈھیر سامان لائے تھے۔اپنے رشتہ داروں سے محبت اور ان کی دیکھ بھال کا اعلیٰ نمونہ دیکھنے کو ملا۔ فاروقی صاحب کو بنظرِ عمیق دیکھنے کا موقع اس وقت میسر آیا جب اللہ نے مجھے ان کا داماد بننے کا شرف عطا کیا۔ان کی شخصیت بطور شفیق باپ، سسر، دوست اور سب سے بڑھ کر باعمل مسلمان مثالی رہی ہے۔ وہ ایک قابل رشک خادم القران، عاشق قرآن، عاشق رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور حق گو انسان تھے انہوں نے پوری زندگی ہر معاملے میں قرآن اور سنت کو عملی جامہ پہنایا۔انہوں نے پچاس برس قرآن کو پڑھا، سمجھا، لوگوں کو پڑھایا، خود بھی اس پر عمل کر کے دکھایا اور اہل خانہ کو بھی قرآن کے مطابق زندگی گزارنے کا سبق پڑھایا۔ کچھ واقعات ایسے ہیں جن کو قلم بند کرنا ضروری ہے اور ان واقعات نے میری زندگی پر انمٹ نقوش چھوڑے ہیں۔

تیرے ضمیر پر جب تک نہ ہو نزولِ کتاب
گرہ کشا ہے نہ رازی نہ صاحبِ کشاف

ایک دفعہ میں چھٹی کے دوران گھر آیا تو میرے والد گرامی محترم نے حکم دیا کہ بیٹا آج

فاروقی صاحب آئیں گے اور آپ نے ان کے ساتھ درسِ قرآن پر جانا ہے۔ اگلے ہی لمحے گاڑی کا ہارن بجا اور میں جلدی سے مختار فاروقی صاحب کے ساتھ گاڑی میں بیٹھ گیا۔ گاڑی خود ڈرائیو کرتے ہوئے ہوئے انہوں نے ملت کالج کے گیٹ کے سامنے روک دی اور لیکچر ہال میں داخل ہو گئے۔ ہال میں کرسیاں اور ڈیسک بکھرے پڑے تھے اور صفائی بھی کوئی خاص نہیں تھی قرآن سے محبت اور عقیدت کا یہ عالم تھا کہ خود اپنے ہاتھ سے کرسیوں اور ڈیسک کو ترتیب دیا اور صفائی کی پھر مجھے مخاطب ہو کر کہا ''ہم نے درسِ قرآن کی تیاری کر لی ہے بندے اللہ خود بھیج دے گا'' میں چونک گیا ہال میں ان کے اور میرے علاوہ کوئی اور نہیں تھا۔ وقت مقررہ پر درس قرآن شروع کر دیا۔ اس سے ان کی پابندی وقت اور اللہ پر توکل کا پتہ چلتا ہے۔

ملک کے طول وعرض میں دروسِ قرآن کے ساتھ ساتھ فاروقی صاحب کو پسماندہ اور گمنام جگہوں پر درس دینے کا بھی شوق تھا۔ شہر کی انتہائی چھوٹی اور غیر آباد مساجد اور جگہوں پر درسِ قرآن کا اہتمام کرنا ان کا معمول تھا۔ درسِ قرآن کا انتظام اپنے ہاتھوں اور جیب سے کرنا سعادت سمجھتے تھے۔ انہوں نے اپنی ساری زندگی غریب پروری، ہمدردی، قرآن و سنت کی بالادستی، ریاست مدینہ کے قیام، نظریۂ پاکستان کی حفاظت، اور ملک میں نفاذِ کی کوشش، عالمی غلبہ اسلام کی خواہش اور اطاعت خداوندی میں کھپا دی۔ قرآن اور پاکستان سے محبت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ وہ یومِ آزادی ہر سال 27 رمضان المبارک کو مناتے تھے۔ انہوں نے ساری زندگی کسی کو تکلیف نہیں دی۔ ہمارے گھر بھی مختصر وقت کے لیے تشریف لاتے تھے اور ہمیشہ ایک ہی سوال کرتے تھے: ''آج قرآن کتنا پڑھا ہے؟''

اپنی لختِ جگر کی رخصتی کے دن بھی قرآن اکیڈمی ملتان میں درسِ قرآن کے لیے وقت مقررہ پر تشریف لے گئے۔ اپنے تمام بچوں کی شادیاں عین سنت کے مطابق کیں۔ ہمیشہ شفقت، محبت اور خودداری کا عملی نمونہ پیش کیا۔ قرآن مجید کی ترویج و اشاعت کے لیے اپنا وقت اور تن من دھن لٹا دیا۔ ان کی ساری زندگی قرآن کے لیے وقف تھی۔ ڈگری، عہدہ اور دنیاوی کاروبار ان کی راہِ قرآن میں حائل نہ ہو سکے۔ عاشقانِ قرآن کے لیے ان کی جدوجہد اور طرز زندگی شمع روشن کی طرح جگمگاتی رہے گی۔ ساری زندگی توکل علی اللہ اور اُسوہ حسنہ نبی اکرم ﷺ کا پرچار کیا۔

SOUL OF TRUE LOVER OF QURAN HAS GONE .. BUT LEFT DEEP EFFECTS ON HEARTS OF COUNTLESS PEOPLE.

03 ص۔م بنتِ فاروقی
جھنگ

مقتدیٔ عمر و عثمان رضی اللہ عنہما ____ میرے ابوجان

والدمحترم مختار حسین فاروقی صاحب اب اس دنیا میں نہیں رہے۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَہٗ وَارْحَمْہُ وَحَاسِبْہُ حِسَابًا یَّسِیْرًا۔ آمین

ان کے بارے میں لکھنے کا مقصد محض یہ نہیں ہے کہ ان کی دین اسلام کے لیے کی گئی کوششوں کو خراجِ تحسین پیش کیا جائے بلکہ یہ مقصد ہے کہ جیسے ہمیں لگتا ہے کہ آج کل کے دور میں دینِ اسلام کو مکمل طور پر نہیں اپنایا جاسکتا۔ یہ اور دنیا کی باتیں ہیں اور نبی کریم ﷺ تو نبی تھے اور ان کے صحابہ کرام اور ہی دنیا کے لوگ تھے۔ ان کی کیا بات ہے۔ انہوں نے تو نبی کریم ﷺ کو دیکھا تھا تو دین پر چل کر دکھا دیا۔ آج کے دور میں یہ ممکن نہیں ہے وغیرہ۔ تو مجھے لگتا ہے کہ میرے ابوجان جیسے لوگوں نے ہمیں یہ بتا دیا کہ آج بھی دین اسلام کی تعلیمات کے عین مطابق زندگی گزاری جاسکتی ہے اور ہم اپنے نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام کے نقشِ قدم پر چل کر ان کی سی صفات پیدا کر سکتے ہیں۔

ہمیں ہمیشہ اپنے والدمحترم میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شخصیت کی جھلک نظر آتی۔ ہمارے ننھال میں بھی ایک دفعہ اس موضوع پر بات ہوئی تو ان سب کو بھی ایسا ہی لگتا۔ انہوں نے اپنے نام کے ساتھ فاروقی بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے محبت کے اظہار کے طور پر لگایا تھا۔ ہمارے پیارے نبی ﷺ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی ایک شان یہ بیان کی ہے جو ہم ہر جمعہ کے خطبہ میں دہراتے ہیں: ”اَشَدُّ ھُمْ فِیْ اَمْرِ اللّٰہِ عُمَرُ“ (اللہ کے حکم کے معاملہ سب سے زیادہ سخت عمرؓ ہے) سیّدنا عمرؓ کی اس شان کی ایک ادنیٰ جھلک ہمیں اپنے ابوجان کی شخصیت میں بھی نظر آتی تھی۔ اللہ کے احکام کے معاملے میں بہت سخت تھے۔ اپنے لیے بھی اور ہماری تربیت بھی انہوں نے انہی اصولوں پر کی۔ میرا گھر (شادی کے بعد) ان کے جھنگ صدر والے گھر کے ساتھ ہی تھا تو ایک دن

جلدی میں ان کے گھر اپنی ساس کا چادر کا برقع اوڑھ کر آ گئی۔ابو جان نے دروازہ کھولا تو وہیں سے واپس جانے کا کہا کہ ٹھیک سے پردہ کر کے آؤ پھر بات کریں گے تو اس دن کے بعد سے آج تک کبھی مکمل پردہ (عبایا اور سکارف) کیے بغیر گھر سے نہیں نکلی۔ چاہے گاڑی میں آنا جانا ہو یا گاڑی میں ہی بیٹھے رہنا ہو۔نماز کی بہت تاکید کرتے،سنتوں اور تہجد کے لیے بھی زور دیتے۔اسی طرح قرآن مجید روزانہ پڑھنے کی بھی تلقین کرتے۔

وقت کے بے حد پابند تھے، ہر کام مقررہ وقت پر کرنے کے عادی تھے۔ جب بھی ہمارے گھر آتے یا ہم ان کو دعوت پر بلاتے تو اس بات کا خاص خیال رکھتے کہ سب کچھ وقت پر تیار ہو کیونکہ دیر ابو کو پسند نہ تھی۔کسی کی شادی میں نکاح کے موقع پر یا ولیمے کی دعوت میں جاتے تو جو ٹائم کارڈ پر لکھا ہوتا۔اس وقت تک بیٹھتے اس کے بعد اُٹھ کر آجاتے چاہے کھانا نہ بھی کھایا ہوتا۔کچھ لوگ ناراض بھی ہو جاتے لیکن انہیں وقت کی قدر و قیمت کا احساس تھا۔اسی طرح اگر کسی کے ولیمے میں میوزک کا انتظام ہوتا تو منع کرتے کہ بند کر دیا جائے اگر بند نہ ہوتا تو اُٹھ کر واپس آجاتے۔

جس بات پر لوگوں کو عمل کے لیے اُبھارتے پہلے اس پر خود عمل پیرا ہوتے اور تمام گھر والوں کو اس پر کاربند کرتے۔ان کا یہ حال نہیں تھا کہ دوسروں کو لمبے لمبے درس دیے جائیں اور اپنے گھر میں عمل نہ ہو۔مثال کے طور اپنے پروگرام میں شادی میں سادگی اختیار کرنے کا درس دیتے تھے تو اپنے تمام بچوں کی شادیاں سادگی سے ہی کیں اور ان میں وقت کی پابندی کا خاص خیال رکھا۔

اسی طرح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شان جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی جو ہم ہر خطبہ جمعہ میں سنتے ہیں کہ "اَکْثَرُھُمْ حَیَاءً عُثْمَان"تو اس شان کی بھی ایک ادنیٰ جھلک مجھے اپنے ابو جان کی شخصیت میں نظر آتی ہے یعنی بہت ہی حیادار تھے۔ہم بہنوں سے خصوصی شفقت کا برتاؤ کرتے تھے لیکن ہمیں کبھی بھی اپنے ساتھ نہیں لپٹایا بلکہ ہمارے سروں پر ہاتھ رکھنا بھی ہماری شادی کے بعد شروع کیا لیکن ہمیں کبھی بھی یہ محسوس نہیں ہوا کہ ان کی محبت میں کوئی کمی ہے۔

میرا گھر اب بھی قرآن اکیڈمی سے ان کے گھر کے راستے میں ہے تو ان کے گھر آتے جاتے راستے میں ملتے تو سر جھکائے ہوئے نظر آتے۔واش روم میں نہانے کے لیے بھی ایک الگ چادر بنائی ہوئی تھی، وہ باندھ کر غسل کرتے تھے۔ہمارے پرانے محلے کے لوگ بھی ان کی حیاداری

کے گواہ ہیں۔ پھر گفتگو میں بھی حیا دار ــــــ کبھی بھی بازاری یا معیوب الفاظ استعمال نہیں کیے۔ جتنے بھی غصے میں ہوتے کبھی کسی کو گالی نہیں دی۔ بچوں سے بھی آپ جناب کر کے بات کرتے۔

پھر مجھے اپنے ابو جان میں حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت کی جھلک بھی نظر آتی کہ جب ملازمت کرتے تھے تو لباس گھر کا سامان اور کھانا پینا سب بہت اعلیٰ تھا۔ جناح کیپ لباس کا حصہ تھی۔ ایک وقت میں ذاتی استعمال کے لیے تین تین گاڑیاں بھی رکھیں لیکن جب دل سادگی کی طرف مائل ہوا تو جناح کیپ کی جگہ عام رومال نے لے لی اور سادہ سا کمرہ اور بستر اپنے سٹڈی روم میں زمین پر بستر لگایا ہوا تھا۔ اکثر دوپہر میں وہیں سو جاتے اور ہماری تربیت بھی اسی انداز میں کی۔ میرے بچپن میں میرے لیے جو لالی پاپ لاتے تھے (1983-84ء میں) وہ اس وقت 12 روپے کا آتا تھا۔ جب دین کے لیے اپنی ملازمت چھوڑ دی تو کم چیزوں میں گزر کرنا سکھایا۔ اس چیز کا عملی زندگی میں بہت فائدہ ہوا کہ ہر طرح کے حالات میں ایڈجسٹ کرنا آ گیا۔

ان کی طبیعت میں لوگوں کے کام آنے کا جذبہ بہت نمایاں تھا۔ کراچی میں جب اپنی کمپنی بنائی تو جھنگ کے کتنے ہی ضرورت مند لوگوں کو ملازمت دی۔ اس کے علاوہ بھی اپنے دوستوں اور جاننے والوں سے کہہ کر اکثر کسی نہ کسی ضرورت مند کو ملازمت پر رکھواتے۔ ایک دفعہ ہم بہن بھائیوں کو بتایا کہ پہلے جب لوگ مجھے کہتے تھے کہ میرے بیٹے یا رشتہ دار کو نوکری پر رکھوا دیں تو میں کسی کو فون کر دیتا تھا کہ اس کو رکھ لیں۔ سوچا تھا کہ اسی طرح اپنے بیٹوں کی باری آئے گی تو فون کروں گا تو ان کو بھی نوکری مل جائے گی لیکن اللہ نے اس کا موقع ہی نہ آنے دیا۔ کیونکہ دونوں بیٹوں کو کمپنیز نے خود کہا کہ ہمارے پاس ملازمت کر لیں۔ اسی طرح اپنے بچپن سے ہی دیکھا کہ لوگ اپنی ضروریات پوری کرنے کے لیے ہمارے ہی گھر آتے۔ کوئی ادھار لینے آ رہا ہے تو کوئی مالی مدد کے لیے۔ ابو جان اور امی جان کی آپس کی گفتگو کا موضوع بھی یہی ہوتا کہ فلاں فلاں کو یہ اور یہ ضرورت ہے اور پھر دونوں حتی المقدور مدد کرتے۔

لاہور، کراچی، ملتان میں قرآن اکیڈمیز کے قیام میں بھی انھوں نے بھرپور تعاون کیا اور قرآن اکیڈمی جھنگ کے قیام کے لیے تو واقعتاً اپنا تن، من، دھن لگا دیا۔ ہمیشہ وقت پر اکیڈمی

جاتے اور کہتے تھے کہ جس طرح اپنی جاب کرتے ہوئے وقت کی پابندی سے آفس جایا جاتا ہے اس سے بڑھ کر وقت کی پابندی اور خلوص سے اللہ تعالیٰ کے لیے کام کرنا چاہیے اور انہوں نے ایسا کر کے دکھا بھی دیا۔ انہوں نے اللہ کے لیے اور اللہ کے دین کے نفاذ کے لیے اپنی ساری صلاحیتیں لگا دیں۔ ایک بار رشتہ داروں میں فوتگی پر تعزیت کے لیے جانا ہوا تو ابو اور بھائی کے ساتھ میں بھی گاڑی میں تھی۔ ان سے گاڑی میں ہی ملاقات ہوئی تو پتا چلا کہ ان کو بخار بھی تھا اور شاید کھانسی بھی جبکہ وہ پچھلی رات ہی لاہور سے شوریٰ کا اجلاس اٹینڈ کر کے واپس آئے تھے اور تعزیت کے بعد آگے درس دینے جانا تھا تو مجھے ان کو دیکھ کر سورۃ البقرہ کی آیت یاد آگئی:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ تو میرے ابوجان نے بھی اپنے آپ کو اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لیے کھپا دیا تھا اور یقیناً اللہ تعالیٰ ان کو اپنے ان بندوں میں شامل فرمائے گا جن پر وہ شفیق اور مہربان ہے۔ (آمین)

محدود صفحات میں اتنی ہی یادیں بانٹ سکی ہوں ورنہ ان کی غلبۂ دین کے لیے جدوجہد، خدمت قرآن کی خاطر تن من دھن کی قربانیاں اور تنظیمی اور تحریکی ذمہ داریوں کی کماحقہ ادائیگی سے تو سب ہی واقف ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی کوششوں کو قبول کرے اور ہمیں بھی قرآن و حدیث کی علمبرداری کا حق ادا کرنے والا بنا دے۔ آمین

04 اہلیہ عبداللہ اسماعیل کی جانب سے سُسر کے نام فرضی خط

قابل صد احترام خالو جان

السلام علیکم ورحمة الله وبركاته

امید واثق ہے کہ آپ خوب مزے میں ہوں گے اور جنت کی اُن نعمتوں سے لطف اندوز ہو رہے ہوں گے جس کا میرے رب نے مومنین سے وعدہ فرمایا ہے۔ (ان شاءاللہ)

خالو جان! مجھے چند باتیں آپ سے کرنا تھیں، جو میں کافی دنوں سے قلم بند کرنے کا سوچ رہی تھی۔ آج موقع ملا ہے۔ خالو جان! آپ بحیثیت سسر ایک بہترین انسان تھے مجھے بہت کچھ آپ سے سیکھنے کا موقع ملا ہے۔ جب میں اپنی شادی کے بعد سسرال آئی تو مجھے سب سے

زیادہ متاثر کرنے والی شخصیت آپ ہی تھے۔ آپ میں مجھے اپنے دادا جان کا عکس نظر آتا ہے جنہیں میں نے کبھی دیکھا ہی نہیں، اس لیے آپ مجھے بہت اچھے لگتے تھے۔

سلمان آپ کا بڑا پوتا ایک دن فجر کی نماز پڑھ کر گھر آیا اور کہنے لگا امی مسجد خالی خالی تھی۔ میں نے اُس سے پوچھا کیوں کیا آج نمازی کم تھے؟ کہنے لگا نہیں امی دادا جان نہیں ہوتے تو مجھے مسجد خالی خالی لگتی ہے اور میں اکثر صبح فجر کی نماز کے بعد کھڑکی سے باہر دیکھتی ہوں تو مجھے آپ یاد آجاتے ہیں۔ جب آپ اور آپ کا پوتا (سلمان) دونوں اکثر گیٹ سے اکٹھے اندر داخل ہوتے تھے اور آپ نے اُس کو کمر سے پکڑ کر رکھا ہوتا تھا کہ اب چھڑا کر دکھاؤ اور اِس عمر میں (ماشاءاللہ) سلمان اپنے آپ کو آپ سے چھڑوا نہیں سکتا تھا۔ جب کبھی بچوں کو آپ کے درس کی کوئی ویڈیو دکھاؤں تو آپ کا لاڈلا پوتا (عبداللہ ریحان) رونے لگتا ہے، اُسے اپنے پیارے دادا جان یاد آجاتے ہیں۔ پھر ہم سب مل کر آپ کے لیے دُعا کرتے ہیں۔ اور ان شاءاللہ جب آپ کے درجات بلند ہوتے ہوں گے تو تب تو ہم آپ کو یاد آتے ہی ہوں گے۔

پیارے خالو جان! کبھی کبھی میرے کانوں میں آپ کی آوازیں آنے لگتی ہیں۔ جب آپ دروازہ کھٹکھٹا کر کہتے تھے کہ کہاں ہیں سب؟ ''اب یہ الفاظ اور لہجہ سننے کو کان ترس رہے ہیں''۔ ہالہ اکثر بیٹھے بیٹھے کہنے لگتی ہیں کہ امی دادا جان کہتے تھے نا ''بلی شیر کی خالہ ہے ___ یہ ہماری ہالہ ہے''۔

ایک دن قبرستان سے واپسی پر اپنے ابا سے کہنے لگی: ''بابا! دادا جان کو ہم واپس لے جاتے ہیں''۔ پھر کہنے لگی! ''اچھا، ایک دفعہ قبر کھول کر دادا جان کی جنت کی کھڑکی سے جنت تو دکھا دیں پلیز''۔

بچے آپ کی زبان سے علامہ اقبال والی نظمیں سننے کو ترس رہے ہیں۔ ان کو ''لب پہ آتی ہے دُعا'' سنانے والا کوئی نہیں رہا۔ آپ کو یاد ہے نا کہ 12 ستمبر کی شام کو جب ہم سب لان میں بیٹھے تھے اور آپ بھی اپنا قیمتی وقت نکال کر بچوں کے ساتھ بیٹھے اُن کی شرارتیں دیکھ رہے تھے کہ اچانک آپ نے مجھ سے کہا کہ بھئی آپ کے بچے تو بہت شرارتی ہیں۔ تو دادو جان نے فوراً کہا کہ آپ کے بچے بھی تو شرارتی تھے تو وہ ٹھیک ہوگئے تو یہ بھی ہو جائیں گے۔ تو آپ کے ''ہاں بھئی''

کہنے سے میرا حوصلہ بڑھا کہ ان شاء اللہ میرے بچے بھی آپ کے بچوں کی طرح نیک بنیں گے۔ جب بھی میرے میاں شہر سے باہر جاتے تھے تو آپ مجھے کہا کرتے تھے کہ پتا تو کریں اسماعیل صاحب کب چل رہے ہیں۔اب یہ کون پوچھے گا۔صادق آباد کو جاتے ہوئے راستے میں کتنی دفعہ فون کر کے پوچھتے تھے کہ ہاں بھئی کہاں پہنچ گئے۔واپسی پر دروازہ کھول کر ہمارے لیے کون انتظار کرے گا۔

آپ کے بیٹے نے آپ کے تمام کام سنبھال تو لیے ہیں لیکن جنت سے آپ کی دعاؤں کی اشد ضرورت ہے۔بچوں کو دینی معلومات کے حوالے سے جتنا اہم کردار آپ نے ادا کیا ہے۔ اتنا ہم ادا نہیں کر سکے۔کبھی کبھی ہم دونوں کی معلومات بچوں کی دینی معلومات کے حوالے سے بہت کم محسوس ہوتی ہیں۔یہ سب آپ کے اس قیمتی وقت کا اثر ہے جو آپ نے ہمارے بچوں کو دیا۔ آپ کے جانے سے آپ کے کمرے کے ساتھ ساتھ ہمارا دل بھی خالی ہو گیا ہے۔

ے بچھڑا کچھ اس ادا سے کہ رت ہی بدل گئی
اک شخص سارے 'گھر' کو ویراں کر گیا

آپ کے بولنے کا انداز اتنا اچھا اور پیارا تھا کہ ہمارا دل چاہتا تھا کہ آپ بولتے رہیں اور ہم سنتے رہیں۔ساتھ میں معلومات اور حالاتِ حاضرہ کا مشاہدہ آپ کے اندازِ تعلّم کو چار چاند لگا دیتے تھے ع سنا ہے بولے تو باتوں سے پھول جھڑتے ہیں

بحیثیت بہو آپ ہمیں بھی بہت اہمیت دیتے تھے لیکن آپ کے اہمیت دینے کا انداز قدرے مختلف تھا۔ایک دفعہ جون میں میری والدہ محترمہ اور والد محترم کو صادق آباد سے آنا تھا، وہ اپنے بتائے ٹائم سے پونا گھنٹہ لیٹ آئے لیکن گرمیوں کی سخت شام میں آپ نے وہ ٹائم باہر سخت گرمی میں ان کے انتظار میں گزارا اور آپ سخت پسینے میں شرابور تھے لیکن آپ ماتھے پر بل نہ لائے اور مسکراتے ہوئے ان کا استقبال کیا۔یہ آپ کا اپنی بہو کے لیے عزت و احترام کا ہی مظہر تھا کہ وہ والدین کے احترام میں وہاں انتظار کرتے رہے۔اس سے میرے دل میں ان کی قدر و منزلت میں اور اضافہ ہوا۔پیارے نبی ﷺ سے آپ کی محبت بہت والہانہ تھی۔وہ اکثر بچوں کو ''سلام اس پر کہ جس نے بے کسوں کی دستگیری کی'' سناتے اور یاد کرواتے تھے۔

آخر میں یہی بات لکھوں گی کہ آپ کو جتنا بھی یاد کیا جائے کم ہے۔مزید سے مزید باتیں یاد آتی چلی جاتی ہیں۔خالہ جان خیریت سے ہیں اور صبر کے ساتھ ہیں اور آپ کو یاد کرتی ہیں۔ہم سب بھی خیریت سے ہیں اور آپ کو بہت یاد کرتے ہیں۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔آمین

آپ کی لاڈلی بہو ج ہ ا

05 احمد بلال (داماد)
صادق آباد

تمہاری یادیں بسی ہیں دل میں

جہاں تک مجھے یاد ہے مختار خالو سے میری پہلی ملاقات تب ہوئی جب ہم لوگ اپنے کزنز ابراہیم اور اسماعیل بھائی کی شادی میں شرکت کے لیے جھنگ گئے۔تب میری عمر تقریباً 12 سال تھی۔اس وقت کی اپنی ذہنی استعداد کے مطابق ان سے اس درجہ مستفیض تو نہ ہو سکا لیکن پھر بھی ان کی باشرع وضع قطع، بارعب شخصیت اور ان کی مہمان نوازی کا ایک نمایاں عکس ذہن پر ہمیشہ کے لیے نقش ہو گیا۔2013ء میں جب یونیورسٹی سے گرمیوں کی چھٹیوں کی سلسلے میں گھر آیا تو یہ طے پایا کہ ان چھٹیوں میں 25 روزہ کورس کرنے کیلئے قرآن اکیڈمی جھنگ جایا جائے۔رات کو بس میں بیٹھا جس نے علی الصبح ٹوبہ ٹیک سنگھ اتارا۔ٹوبہ سے ایک ہائی ایس میں بیٹھ کر جھنگ پہنچا۔خالو سے بذریعہ موبائل رابطہ میں تھا۔جھنگ میں ٹلاں والا دربار کے قریب پہنچا تو خالو مجھے لینے کیلئے خود موجود تھے۔وہاں سے اکیڈمی پہنچے اور اگلے پندرہ دن (یہ کورس چند وجوہات کی بنا پر 25 دن سے کم کر کے پندرہ دن کا کر دیا گیا تھا) خالو کی صحبت میں گزارنے کی سعادت حاصل ہوئی۔یہ دن میری زندگی کے بہترین ایام میں سے ہیں۔کلام اقبال کا شوق تو پہلے سے تھا لیکن یہاں آ کر فکر اقبال کی ایک نئی اور انقلابی جہت سے روشناس ہوا۔اس کے ساتھ خالو نے ہمیں تاریخ اسلام بھی پڑھائی۔غلبہ اسلام کی نوید نو کی احادیث اس قدر یقین سے پڑھایا کرتے تھے کہ ایسا لگتا تھا جیسے اس وقت کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہوں۔خاص کر ایک قطعہ مجھے بہت مدت تک یاد رہا جو پہلی بار دوران کلاس انہی کی زبانی سنا تھا۔

آسماں ہوگا سحر کے نور سے آئینہ پوش
اور ظلمت رات کی سیماب پا ہو جائے گی
شب گریزاں ہوگی آخر جلوہ خورشید سے
یہ چمن مامور ہوگا نغمہ توحید سے

اس دوران خالو ہمیشہ کہتے تھے کہ غلبہ اسلام تو ہو ہی جانا ہے لیکن اصل یہ ہے کہ ہمارا اس میں کتنا حصہ ہوگا۔اس بات کو سن کر دل میں بارہا عملی جدوجہد کا عزم بھی کیا جو وہاں سے واپسی کے بعد بھی کچھ عرصہ تک زندہ رہا۔ 17 نومبر 2015ء کی دوپہر کو قرآن اکیڈمی میں انہوں نے میرا نکاح پڑھایا اور اس طرح مجھے ان کا داماد بننے کا شرف حاصل ہوا۔

2017ء کے شروع میں میری لاہور سے ملازمت ختم ہوگئی تو خالو ہی کے توسط سے ایک شوگر مل میں ملازمت مل گئی۔اس کے بعد اگلے تقریباً 3 تین سال تک میں جھنگ میں ان کی صحبت میں رہا اور ان کے ساتھ کافی وقت گزارنے کا موقع ملا۔جب بھی میں کسی چھٹی کے سلسلے میں گھر ہوتا تو مجھے اپنے ساتھ اپنے درس قرآن میں شرکت کیلئے لے جاتے۔ان کے دروس انتہائی سادہ اور عام فہم لیکن پر مغز، مدلل اور عمل پر ابھارنے والے ہوتے۔دروس کے علاوہ بھی جب کسی نجی محفل میں گفتگو کرتے تو ان کی باتیں انتہائی دلچسپ اور قابل غور ہوتیں۔

خالو عام طور پر ایک سفید رنگ کی پگڑی باندھا کرتے تھے۔ایک دفعہ ایک درس قرآن کے موقع پر میں ان کے ساتھ تھا۔انہوں نے اس دن پشاوری ٹوپی پہن رکھی تھی۔درس عشاء کی نماز کے بعد تھا۔ہم نماز سے کچھ وقت پہلے مسجد پہنچ گئے۔ایک بزرگ نے اٹھ کر ان کا استقبال کیا اور بے ساختہ خالو سے کہا کہ ''فاروقی صاحب اج تے بڑے سوہنے لگدے ودے او''۔میں نے دیکھا کہ یہ سن کر خالو باقاعدہ شرما گئے اور ان کے چہرے کا رنگ حیا کے باعث سرخ ہوگیا۔اس دن کے بعد میں نے انہیں دوبارہ وہ ٹوپی پہنے نہیں دیکھا۔

دسمبر 2017ء میں میری حویلی بہادر شاہ پاور پلانٹ پر ملازمت ہوگئی۔جب بھی کبھی مجھے گھر واپسی میں دیر ہو جاتی تو شدید سردی اور دھند میں ہمیشہ خالو کو دروازے پر انتظار کرتے پاتا۔کبھی سفر پہ جانا ہوتا یا سفر سے واپسی ہوتی تو اکثر رات گئے واپسی ہوتی۔مجھے ہمیشہ خود لینے

آتے۔ایک دفعہ رات گئے میری طبیعت خراب ہوگئی اور مجھے شدید گھبراہٹ ہونے لگی۔ میں نے اہلیہ سے کہا کہ ''ہم آپ کے گھر چلتے ہیں''۔اہلیہ نے فون کیا اور تھوڑی دیر میں خالو رات کے اس پہر ہمارے گھر کے دروازے پر موجود تھے۔

میرے بچوں کے ساتھ بھی بے حد شفقت اور خصوصی توجہ سے پیش آتے۔ ان کے ساتھ باتیں کرتے۔ان کے ساتھ کھیلتے۔ بچے اکثر ان کے کمرے میں جا کر انہیں خوب تنگ کرتے لیکن کبھی انہیں بچوں کو ڈانٹتے نہیں دیکھا۔میرے لئے ان کی شخصیت بہت بارعب تھی اس لئے بچوں کی ان سے اس قدر بے تکلفی دیکھ کر تعجب بھی ہوتا تھا۔میرے بچوں کے نام بھی انہوں نے رکھے تھے۔2019ء میں جب میری بیٹی پیدا ہوئی تو اس رات گھنٹوں میرے بیٹے کو ہماری غیر موجودگی میں اٹھا کر بہلاتے رہے۔ میرا بیٹا عثمان ان کو نان کہا کرتا تھا۔ وہ ان کو یاد کر کے پھوٹ پھوٹ کر روتا ہے کہ مجھے نان یاد آ رہے ہیں۔ میری بیٹی بریرہ کہتی ہے کہ جب میں اپنے نانا جان سے جنت میں ملوں گی تو ان سے کشمش لوں گی اور بادام لوں گی (جیسے وہ پہلے ان سے لیا کرتے تھی)۔

خالو میرے مزاج کے برعکس وقت کے بیحد پابند تھے۔ جب بھی ان کے ساتھ کہیں جانا ہوتا تو وہ ہمیشہ وقت سے پہلے تیار ہوتے۔اپنی طرح دار شخصیت کے باعث ہمیشہ بند جوتا پہن کے باہر نکلتے اور مجھے بھی ایسا کرنے کی تاکید کرتے لیکن میں اپنی لاپرواہ طبیعت کے باعث شاذ و نادر ہی ان کی تاکید پر عمل کرتا۔قرآن پڑھنے کی تو ہر ملاقات پر تاکید کرتے اور ان کی کوشش تھی کہ میں تہجد بھی پڑھنا شروع کر دوں۔ جب کبھی میں فجر کی نماز میں نہ ہوتا تو ان کا فون آتا کہ ''آج بلال صاحب نماز پہ نہیں آئے۔خیر تو ہے؟''۔

دین کے علاوہ دنیا کے معاملات میں بھی بیحد رہنمائی فرماتے اور ہمیشہ اپنے مخصوص شفقت بھرے انداز میں سمجھاتے۔ مجھے اکثر کہا کرتے تھے کہ جہاں بھی بندہ کام کرے تو ان کو ایسا لگنا چاہیئے کہ اس کے بغیر ہمارا کام نہیں چل سکتا۔ مجھے انہوں نے ایک دفعہ یوٹیوب پر کچھ ویڈیوز دکھائیں جو گھر پر لیموں کی کاشت کے متعلق تھیں اور تاکید کی کہ میں بھی گھر جا کر ایسا تجربہ کروں۔ میں نے ایک دفعہ ایسا کیا لیکن مطلوبہ نتائج حاصل نہ ہوئے۔اس کے بعد میں نے کوشش نہیں کی۔ کچھ دن بعد ان کا فون آیا اور اس کی بابت دریافت کیا۔ میں نے شرمندہ ہو کر کہا کہ میں نے کوشش

کی تھی۔ تو ازراہ تفنن کہنے لگے کہ دوبارہ کوشش نہیں کی؟ یا بازار میں لیموں ختم ہو گئے ہیں؟ اکثر اس طرح کے دلچسپ تبصرے کیا کرتے تھے جس سے ہم بیحد محظوظ ہوتے۔ اس دوران خالو خود بھی زیرلب مسکرا دیا کرتے تھے۔ میں نے کبھی انہیں قہقہہ لگاتے نہیں دیکھا۔

خالو کی زندگی میں انہیں بہت کم آرام کرتے دیکھا۔ اکثر سفر میں رہتے۔ جھنگ میں بھی ہوتے تو دروس کا ایک مکمل شیڈول ہوتا۔ اس کے علاوہ قرآن اکیڈمی کے معاملات اور تعمیر و توسیع دن میں اور رات کو رسالے کی تحاریر کے حوالے سے مصروف رہتے۔ رمضان کی راتوں میں دورہ قرآن اور اس کے علاوہ جب رسالے کا خاص نمبر نکلنا ہوتا تو ان کے آرام کا دورانیہ اور بھی کم ہو جاتا۔

12 ستمبر کی رات جب میری ان سے آخری ملاقات ہوئی تو اس وقت میں جھنگ سے صادق آباد آنے کیلئے ان سے رخصت لینے آیا۔ وہ میری زندگی کا پہلا موقع تھا جب انہوں نے مجھے لیٹے لیٹے رخصت کیا۔ اس سے پہلے ہمیشہ باہر تک رخصت کرنے آتے تھے۔ شاید اس کڑے سفر سے تھک گئے تھے۔ 13 ستمبر کو نماز عصر کے بعد ان سے اگلی ملاقات ہوئی تو وہ سبز چادر اوڑھے پرسکون نیند سو رہے تھے۔ ؎

کڑے سفر کا تھکا مسافر، تھکا ہے ایسے کہ سو گیا ہے
خود اپنی آنکھیں تو بند کر لیں، ہر آنکھ لیکن بھگو گیا ہے

ایک دفعہ رمضان میں ابراہیم بھائی کے دورہ قرآن کے اختتام پر خالو نے درس دیا اور سورہ زمر کی آخری آیات کی وضاحت میں کہنے لگے کہ کچھ لوگ جنت میں چلے جائیں گے لیکن ان کا کوئی قریبی جنت میں نہیں جا سکے گا تو ان کی خوشی ادھوری ہو گی۔ اللہ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی انتھک کاوشوں کو قبول فرمائے اور جنت کے بلند ترین مقامات پر فائز فرمائے اور ہمیں بھی ایسے اعمال کی توفیق دے کہ ان کی جنت کی خوشی ادھوری نہ رہے۔ (آمین)

05

ن۔ ف (بنتِ فاروقی)
صادق آباد

جو تھپک کر سلاتے تھے، خود سو گئے

12 ستمبر 2021ء کی رات کا آغاز تھا۔ میں ٹرین پر جھنگ سے صادق آباد کی طرف

روانہ تھی، ابو جان سے بات ہوئی تو انہوں نے فجر کی نماز پڑھنے کی تاکید کی، مجھے کیا خبر تھی کہ نماز کے لیے ان کی تلقین میری ان سے آخری گفتگو ہوگی۔

پانچ بہن بھائیوں میں آخری نمبر ہونے کی وجہ سے میں ان کی بے حد لاڈلی بیٹی تھی۔ میرا پیارے نبی ﷺ اور حضرت فاطمہ کے پیار بھرے تعلق کی سنت کو ذہن میں رکھتے ہوئے وہ میرے ساتھ خصوصی شفقت کا معاملہ فرمایا کرتے تھے۔ والد محترم کے حوالے سے پہلا واقعہ جو میرے ذہن میں آتا ہے وہ یہ کہ میں ان کے ساتھ ان کی میز پر بیٹھی ہوں اور وہ قرآن مجید پڑھ رہے ہیں میرا نام 'ن' سے شروع ہوتا ہے تو وہ مجھے قرآن پاک کے صفحوں پر 'ن' کی پہچان کروا رہے ہیں۔ اکثر وہ مجھے چھوٹی سی کاپی بنا کر دیا کرتے تھے جس پر خانہ کعبہ، گنبد خضراء، سورج اور چاند کی ڈرائنگ سکھایا کرتے تھے۔ رات کو انبیاء کے واقعات سنانا بھی ان کا معمول تھا۔

سکول جانا شروع کیا تو مجھے سکول جانے کا کوئی خاص شوق نہیں تھا۔ شروع میں مجھے سکول لے کے جانا اور لانا ان کی ذمہ داری تھی۔ چھٹی کا تصور بہت ہی کم تھا۔ ریاضی میں وہ طاق تھے اور میں کوری۔ تو رات کو چھوٹے چھوٹے سوال کر کے وہ ریاضی میں میری دلچسپی پیدا کرنے کی ناکام کوشش کرتے تھے۔ فرض نماز کے علاوہ تہجد اور امتحانات سے فارغ دنوں میں قرآن مجید کی ایک منزل روزانہ تلاوت کرنے کی بہت تاکید کیا کرتے تھے اور عمل بھی کروایا کرتے تھے۔ انفاق فی سبیل اللہ پر زور دیتے اور ہمارے جیب خرچ میں سے اللہ کی راہ میں دلوایا کرتے۔

اجتماعِ اہل خانہ بھی ہر جمعرات کو کرانا ان کا معمول تھا اور رمضان المبارک میں افطار سے قبل بھی یہ اجتماع ضروری ہوتا تھا۔ دعا ابو جان کرایا کرتے تھے جس کے نتیجے میں بہت سی چھوٹی بڑی دعائیں سن سن کر خود بھی یاد ہوگئیں۔ لاڈلی اور بڑھاپے کی اولاد ہونے کی وجہ سے میرے ان سے جھگڑے بھی بہت ہوا کرتے تھے۔ ابو کی شخصیت میں بہت رعب و دبدبہ تھا تو میرے بہن بھائی اور رشتہ دار کہا کرتے تھے کہ اس کی ہمت ہے جو اپنے ابو سے بھی لڑ لیتی ہے لیکن ان سے وہ لڑنا جھگڑنا بھی محبت اور لاڈ سے ہی ہوتا تھا لیکن پھر بھی لڑائی کے بعد مجھے بہت دکھ ہوتا تھا اسی لیے میں شادی سے کچھ عرصہ پہلے (6 سال ہوگئے شادی کو) ان سے لڑنا چھوڑ دیا تھا۔ بعد میں مجھے یہی لگتا تھا کہ لڑائی جھگڑا ختم کرنے سے میری زندگی کی آدھی رونق ختم ہوگئی ہے۔

جوانی میں ابو جان نے میری والدہ محترمہ اور میرے بہن بھائیوں کو بہت سیریں کروائیں، بعد میں انہوں نے سارا وقت دین کو دینا شروع کر دیا تو مجھے اور میری بڑی بہن کو کم سیر و تفریح کروائی۔ ایک دن میری اس شکایت پر کہنے لگے کہ ''دیکھو! اگر میں نے تمہیں پاکستان کی سیر نہیں کرائی تو کیا ہوا سب سے پہلے اللہ کا گھر تو تمہیں دکھایا ہے نا''۔

مجھے بچپن میں 6-5 سال کی عمر میں خواب میں پیارے نبی ﷺ کی زیارت ہوئی اور بعد میں بھی 2 دفعہ ہوئی تو ابو جان میرے سے خواب بہت عقیدت سے سنتے اور بعد میں سنانے کی فرمائش کرتے تھے۔ ہر دفعہ فون پر گفتگو میں کہتے تھے کہ تم نے دعا کرنی ہے کہ اللہ مجھے بھی آپ کے ساتھ جنت میں لے جائے اور ہم سب کو جنت میں اکٹھا کر دے۔ آمین

واقعات تو بہت ہیں میری ستائیس سالہ زندگی کے، لیکن صفحات کم ہیں، بس یہی کہوں گی کہ میرے دادا جان اور دادی جان کے سارے بچے بہت سادہ اور نیک تھے لیکن میرے والد محترم ان کے گھر کا ہیرا تھے، جنہوں نے 17 سال کی عمر میں جو عہد کیا دنیا چھوڑنے کا اور لوگوں کو قرآن کی طرف لانے اور اسلام کو پوری دنیا میں پھیلانے کا، اسی کو تا عمر نبھایا۔ ایک دفعہ ان کے دوست نے ان کو لندن آنے کی دعوت دی تو ابو نے کہا کہ اسلامی حکومت آنے کے بعد میں لندن وائسرائے بن کے آؤں گا۔ میرے بیٹے عثمان کو کہا کرتے تھے کہ بڑے ہو کر امریکہ جانا ہے اور وہاں اسلام پھیلانا ہے۔

میرے والد محترم شرم و حیا کا پیکر تھے۔ سنسان راستے پہ بھی کبھی میں نے انہیں نظر اٹھا کر چلتے نہیں دیکھا۔ ہمارے ساتھ بھی ہمیشہ فاصلہ رکھ کر بیٹھتے۔ سر پر ہاتھ بھی شاذونادر ہی پھیرا کرتے تھے۔ بچوں سے بھی عزت و احترام سے پیش آتے۔ میرے بچوں کو بھی عثمان صاحب اور بریرہ صاحبہ کہہ کر مخاطب کرتے تھے۔

جوانی میں شاہانہ مزاج کے حامل تھے۔ لیکن جب اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے وفا نبھانے کا عہد کیا تو پھر انہوں نے آسائشوں کو ترک کر دیا اور سادگی کا نمونہ بن گئے۔ اقامت دین کی کوششوں میں انہوں نے وقت، جان اور مال سب لگا دیا اور ہمیں بھی یہی درس دے گئے کہ زندگی کا کوئی لمحہ ضائع نہیں ہونا چاہیے اور وہ ہمیشہ کہا کرتے تھے مجھے کہ زندگی کا کوئی لمحہ اس طرح

نہیں گزارنا چاہیے کہ بعد میں افسوس ہو اور یہ کہنا پڑے کہ کاش میں یہ کام کر لیتی یا یوں کر لیتی۔

بس اللہ تعالیٰ سے اب یہی دعا ہے کہ میرے والد محترم کو کروٹ کروٹ سکون دے اور ان کی کوششوں کو قبول کرے اور ان کی قبر کو جنت الفردوس کے باغات میں سے ایک باغ بنائے اور ہمیں ان کے لیے بہترین صدقہ جاریہ بنا دے۔ آمین

رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِيْ صَغِيْرًا

ایک ٹھنڈک سی انھیں حاصل رہے زیرِ زمیں
آئے فردوسِ بریں سے قبر میں موجِ نسیم
رات دن رکھے خدا ان کو بڑے آرام سے
رات دن مدفن پہ برسے رحمت رب کریم

07
شمشاد فاطمہ (عزیزہ)
جھنگ

دل کو مارے بغیر نور نہیں ملتا

محترم مختار حسین فاروقی صاحب کو ہمارے خاندان میں پیدا کر کے اللہ تعالیٰ نے یقیناً ہمارے لئے بہت احسان کیا وہ ہمارے لئے بہت ہی برکت، شفقت، رحمت اور یقیناً ہمت کا باعث تھے کہ اس دورِ فتن میں بھی قرآن وسنت پر کیسے چلنا چاہیے اور کس طرح چلا جا سکتا ہے۔ بچپن سے لے کر آج تک 36 سال تک میں نے اپنی زندگی میں اس مردِ مجاہد کو کبھی قرآن وسنت کی عملی تفسیر سے ہٹ کر نہیں دیکھا کیوں کہ جو انہوں نے قرآن سے سیکھا وہ عمل خود بھی کیا اور اپنے گھر والوں اور رشتہ داروں کو بھی کرنے کی بھرپور کوشش کی۔ جہاں ان کی زندگی ہمیں حضرت محمد ﷺ جیسی بارعب اور اسلام کے لئے شدید دکھائی دیتی ہے وہیں ان کی ''حیا'' حضرت عثمان غنیؓ کی مثال نظر آتی ہے اور وہیں نبی اکرم ﷺ کی محبت میں وہ ابوبکرؓ جیسے بننے کی جدوجہد میں تھے جبکہ حضرت علیؓ تو آخری وقت تک ان کی یاد میں تھے کہ ایک لمحہ کو ان کی آنکھیں بند ہوئیں تو کہنے لگے حضرت علی تو پیارے نبی ﷺ کے داماد تھے نا۔

ہمیں ایک دفعہ کچھ عرصہ ان کے گھر کے ایک پورشن میں رہنے کا موقع ملا تو جیسے پھول

کی خوشبو ہر طرف سے آتی ہے تو خوشبو حب رسول ﷺ ہمیں بھی میسر آتی رہی ہے۔ان دنوں مجھے خواب آیا کہ پیارے نبی ﷺ فاروقی صاحب سے ملنے آ رہے ہیں اور میں اس لئے خوشی محسوس کرتی ہوں کہ ان کے آنے کی تیاریاں ہو رہی ہیں تو پہلے راستے میں ہمارا گھر آتا ہے تو وہ ہمارے گھر سے گذر کر ہی آگے جائیں گے تو دل خوشی سے بھر جاتا ہے۔صبح اُٹھ کر ان کی بیٹی کو خواب سنایا تو اس نے اپنے ابو نے بتایا تو وہ بہت خوش ہوئے اور مسکرانے لگے۔یوں تو عام زندگی میں بھی ہم نے ان کو کبھی قہقہہ لگا کر ہنستے ہوئے نہیں دیکھا۔

محترم فاروقی صاحب جب ہمیں یا ہمارے بچوں کو کوئی نصیحت یا سرزنش کرتے تھے تو ہمیں بہت خوشی ہوتی تھی کہ ان کو ہمارا کتنا خیال ہے میرے بیٹے قاسم کی اکثر ان سے ملاقات رہتی تھی ہر نماز میں کبھی اس کے ساتھ کبھی کچھ دور ہوتے تھے لیکن ان کی نظر میں رہتے تھے۔نماز کے لئے صاف ستھرے لباس کی تلقین کرتے رہتے تھے اور ٹوپی لازمی پہن کر آنے پر شاباش دیتے تھے کہتے تھے کہ جیسے کھیل کے لئے لباس تبدیل کر کے جاتے ہو نماز کے لئے بھی صاف لباس پہن کر آیا کرو۔ بچوں سے قرآن مجید کا بھی پوچھا کرتے تھے کہ روزانہ کتنا قرآن پڑھتے ہو کم از کم ایک سپارہ روز پڑھا کرو۔ان کا رُعب اپنی جگہ لیکن شفقت بھی چھوٹے بچوں کے لئے خاص رکھتے تھے۔ان کا گھر بڑا بھی تھا اور اس میں بچوں کے لئے جھولے وغیرہ بھی لگوائے تاکہ بچے ذہنی اور جسمانی طور پر ہشاش بشاش رہیں۔ایک دفعہ میری بیٹی کھیل میں گر گئی اور رونے لگی تو اس کو پیار سے تھپکتے ہوئے چپ کرایا کہ بہادر بچے نہیں روتے کبھی کبھی کھیل میں چوٹ لگ جاتی ہے۔میری بیٹی نے گھر آ کر خوشی سے مجھے بتایا کہ آپ کو پتا ہے آج میں کھیل میں گر گئی تھی تو مجھے فاروقی صاحب نے چپ کرایا یعنی اس کے لئے یہ کسی اعزاز سے کم نہیں تھا یہ صرف اللہ والوں کے لئے خاص اللہ کی رحمت ہوتی ہے کہ جو اللہ کا بن کر رہتا ہے اللہ تعالیٰ ہر شخص کے دل میں اس کی محبت ڈال دیتا ہے۔

فاروقی صاحب جب چلتے تو راستے کا حق بھی ادا کرتے ہوئے چلتے عام طور پر ایسی باتیں صرف کتابوں میں ہی ملتی ہیں لیکن وہ عملی مسلمان اور مردِ مجاہد تھے۔ہم نے ان کو ہر خوشی اور ہر غمی کے موقع پر صرف اللہ کی شریعت کے مطابق فیصلے کرتے ہوئے دیکھا۔قرآن اکیڈمی جھنگ تو ان کی زندگی کا سب سے اہم معرکہ ہے وہ وقت جب ہر شخص اپنی اور اپنے بچوں کے لئے بہترین

مستقبل کے لئے مال وزر جمع کرنے میں لگا رہتا ہے انہوں نے اپنے اور اپنے اہل وعیال کے لئے بہترین آخرت کا انتظام کرنے میں لگایا یقیناً اللہ ان کی ہر کوشش کو اور زیادہ کر کے قبول کرے گا اور بہترین انعامات سے جنت میں ان کی خاطر مدارت کرے گا۔ ان کے جانے کے بعد یہ خیال یہ بھی آیا کہ جب اللہ ان سے پوچھے گا کہ اپنا وقت کہاں لگایا؟، اپنی جوانی کہاں لگائی کس کاموں میں لگائی؟، اپنا مال کہاں لگایا؟ تو ان کو یہ بتاتے ہوئے کس قدر اطمینان اور سکون محسوس ہوگا جب کہ ہمارا بلکہ میرا یہ صرف لکھتے ہوئے بھی رونگٹے کھڑے ہو رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان کو بہترین انعامات سے نوازے اور جنت میں وہ جگہ وہ مقام عطا فرمائے جس کی ان کو تمنا تھی اور ان کی قبر پر قیامت تک کے لئے کروڑوں رحمتیں نازل کرے اور ان کے اہل وعیال کو صبر عطا فرمائے اور ان کے لئے صدقہ جاریہ بنائے۔ آمین

08 فوزیہ بانو (عزیزہ)
رکن جماعت اسلامی جھنگ

مختار حسین فاروقی اس دارِفانی سے کوچ کر گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ اس مردِ درویش نے اپنی پوری زندگی انتہائی سادگی کے ساتھ قرآن کی خدمت میں صرف کر دی۔ ان کے شب و روز مستقل قرآن کی خدمت میں گزرے، کہیں مستقل 22 سال قرآن سکھایا تو کہیں قرآن اکیڈمی کی صورت میں بہترین صدقہ جاریہ چھوڑا۔

17 سال کی عمر میں اپنے سامنے ایک واضح مقصد کو رکھتے ہوئے اپنی تمام زندگی اسی کے گرد گزار دی۔ اس مردِ مجاہد کے قول وفعل میں مطابقت تو جیسے گھٹی میں ملی ہوئی تھی۔ ایک بارعب، پروقار، انتہائی متین اور ذہین وفطین شخصیت اگر راقمہ کے خواب میں بھی آئی تو بیدار ہوتے ہی ایک خوف سا طاری ہو جاتا تھا، جن کو دور سے دیکھتے ہی جان حلق کو آتی تھی اگرچہ وہ بہت دور بھی ہوتے تھے۔ ان کے دارِفانی سے جانے کے بعد تو جیسے گلیوں میں بھی ویرانی سی چھا گئی ہے۔

ایسی عظیم شخصیات ولی صفت انسان صدیوں میں پیدا ہوا کرتے ہیں اور ان کے بعد کے خلا کو پر کرنا گویا سوئی کے ناکے سے اونٹ گزارنے کے مترادف ہے۔ ایسے عالم باعمل جب اپنے کردار کی رمک چھوڑ جاتے ہیں تو واقعی لوگ انھیں رہتی دنیا تک یاد کرتے ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ

قرآن کا گلشن ایسے پھولوں کے ساتھ سجا کرتا ہے۔

دکھ تو یہ ہے میرے یوسف و یعقوب کے مالک
وہ لوگ بھی بچھڑے جو بچھڑنے کے نہیں تھے
اے بادِ ستم خیز تیری خیر کہ تو نے
پنچھی وہ اڑائے ہیں جو اڑنے کے نہیں تھے

09 **ABDULLAH HAROON** (Grand Son)
Jhang

One fine morning, I woke up to a heart breaking news that our grand father is no longer with us. I was shocked that almost two hours ago, at the Fajr prayer, he was right beside me. On our way back to home, we had our usual talk. He was the last person I spoke to before I slept and woke up after two hours to this news.

My grand father was the only person I have ever met in my life with zero worldly interests. He quitted his jobs and left his business and spent the last three decades of his life in the way of Allah. His main aim was to give religious education to the working and educated class of the society. He was man with iron will. He was very unbiased person and he always had an ample amount of information regarding any aspect of life. He was a civil engineer by profession. I was the eldest of his grand children. He was like a true friend to me. I have learnt a lot from him over the years. He was role model for me.

The news of his death was very sudden as he was not suffering from any kind of illness. It was really a heart breaking news for all of us. May Allah Almighty grant him highest rank in Jannah.

10 **Amatullah Hadia** (Grand Daughter)
Jhang

IN THE LOVING MEMORY OF MY NANA JAAN

It was the morning of 13th sep,2021 when came the dread full and nerve wrecking news that my grandfather Mukhtar Hussain Farooqi is no longer among us. It was quite shocking as he was not suffering from any major or minor health issues.

Just the day before he taught his Quran class as usual. On the day of his death he woke up as usual to pray Tahajud and he went to offer fajar prayer. He was all well until7o' clock. When he experienced vomiting. He was taken to the hospital where only after 20 minuts. he was declared to have taken his last breaths. Let me take through my memory lane which is cherished with his beautiful and happy memories. My first ever memory with him goes back to a four year old me. He was teaching me to draw "Khaana Ka'aba". He was a huge admirer of historical places. During my Childhood and early teenage years he took us to a bunch of famous historical places all over Pakistan. He was a person with elite tastebud. He enjoyed unique yet tasty dishes. He had a sweet tooth. I used to make desserts for him quite a lot. Just two day prior to his death, he came to our house where I made him pancakes. Later that day when I went to his house to meet my Nano and he requested to make him pancakes again, which I did and that was my last memory with my Nana Jaan. And the last time I saw his beautiful face. He was a very graceful man from head to foot. He cherished every bit of his life with grace, confidence

and fear of Allah. I will say the same phrase that Hazrat Aisha (R.A) said about Hazrat Muhammad (P.B.U.H) "His morals and characters are an embodiment of the Quran" (Hazrat Aisha(R.A)

He was the person (that I know of who followed the Quran and sunnah the most. please put your hands together in the Loving memory of my Nana Jaan who is gone but will never be forgotten (InSha Allah).

Ya Allah! Preserve his records in Iliyeens.

Ya Allah! Keep him away from the terror, anxiety and fear of the day judgement.

Ya Allah! Grant his book of deeds in his right hand.

Ya Allah! Make him among those who will show their books of deeds to others with happiness.

Ya Allah! Don't expose his sins in front of others on the day of Qayamah.

Ya Al-Raheem! Grant him a complete forgiveness that leaves no trace.

Ya Allah! Grant him near you a house in paradise.

May my next meeting with you in one of the most beautiful gardens of Jannat-ul-Firdos.(Ameen)

11
امتہ اللہ مؤمنہ (نواسی)
جھنگ

میری پہچان میرے نانا جان

مختار حسین فاروقی میرے پیارے نانا جان ایک عظیم انسان تھے۔ انھوں نے انجینئرنگ یو۔ای۔ٹی لاہور سے کی۔ پہلے پہل وہ ملک کی دوسری بڑی کمپنی میں کام کرتے تھے مگر انھوں نے اس کی قربانی دی اور اپنی زندگی اللہ تعالیٰ، اس کے دین اور قرآن مجید کے لیے وقف

کر دی۔ انھوں نے ہی جھنگ میں قرآن اکیڈمی کی بنیاد ڈالی۔ میں امتہ اللہ مومنہ ان کی دوسری نواسی ہوں۔ ان کے ساتھ میری سب سے پہلی یاد ان کی گود میں بیٹھ کر ناشتہ کرنے کی ہے۔ انھوں نے میرے (چھوٹے بچوں) کے لیے چھوٹی کرسیاں بھی لیں تھیں مگر میں ان کی گود ہی میں ناشتہ کرنا پسند کرتی تھی۔ وہ ہر طرح کے لیول پر بات کر سکتے تھے۔ ہمارے ساتھ وہ بچوں کے لیول کی باتیں ہی کرتے تھے۔ ان کی باتیں بہت ہی دلچسپ اور سبق آموز ہوتی تھیں۔ وہ ہمیں چارپائیوں سے SLIDES بھی بنا کر دیتے تھے، جس سے ہمیں نہایت خوشی ہوتی اور نانا جان سے کھیلنے کے ساتھ ایک اور بہانہ مل جاتا تھا۔ جب میری امی حج پر گئیں تو ہمیں نانا جان کے ساتھ ٹھہرنا نصیب ہوا۔ اس عرصہ میں انہوں نے ہمارے امی ابو کی یاد آنے ہی نہیں دی۔ وہ ہم سے روز سوال کرتے تھے کہ آج ہم نے کتنا قرآن پڑھا؟ اگر زیادہ پڑھا ہوتا تو شاباش کے ساتھ انعام بھی ملتا مگر جب کم پڑھتے تو زیادہ اور دل سے پڑھنے کی تاکید کرتے۔ بچپن میں وہ ہمیں دیواروں پر چڑھنا سکھاتے۔ صبح صبح جب ہم نیند سے بیدار ہوتے تو ہم سے PILLOW FIHGTS بھی کرتے جس سے ہم سارا دن خوش باش رہتے۔ میرے نانا جان بہت زندہ دل انسان تھے۔ جب ابراہیم اور اسماعیل ماموں کی شادی پر ہم جھنگ آئے ہوئے تھے تو امی مصروف ہوتی تھیں۔ میں ہمیشہ نانا جان کی گود میں کھیل رہی ہوتی وہ مجھے پکڑ کر چلاتے، مجھے جھولے دیتے اور خوب ہنساتے۔ وہ ہمیں کاغذ کی چھوٹی چھوٹی کاپیاں بھی بنا کر دیتے اور اس پر اب ت اور ABC لکھنا سکھاتے۔ مجھے اب بھی یاد پڑتا ہے کہ وہ ہمیں خانہ کعبہ کی آسان تصاویر بنانا سکھا رہے ہوتے۔ وہ ہمیں تفریح کے لیے بہت سی جگہوں مثلاً ہرن مینار پر بھی لے کر جا چکے ہیں۔ وہ ہمیں ناشتے کے لیے باغ بھی لے کر گئے۔ جب بھی ہم ان کے گھر جاتے تو وہ ہمیں مصری اور دوسری میٹھی چیزیں بھی دیتے۔ وہ خود بھی میٹھے کو بہت پسند کرتے تھے۔ ہر کھانے کے بعد SWEET DISH یا پھل کی فرمائش کرتے۔ چونکہ وہ بہت چست انسان تھے، انھوں نے ہمیں مختلف کھیل بھی کھیلنا سکھائے جس میں سے میرا پسندیدہ کھیل پٹھو گرم ٹاپ لسٹ میں آتا ہے۔ وہ ہمارے لیے بہت سی اسلامی VIDEOS بھی لاتے تھے جن کو دیکھ کر ہمیں بہت لطف آتا تھا۔ میرے نانا جان روز ایک منزل پڑھتے اور ایک ہفتہ میں قرآن ختم کر لیتے۔ ان کی زندگی قرآن سے جڑی ہوئی تھی۔ وہ ایک باعمل انسان ہونے

کے ساتھ ساتھ بہت ہمت والے انسان بھی تھے۔ 13 ستمبر 2021ء کو آٹھ بجے جب ہمیں ان کی وفات کی خبر ملی تو ہم بہت غم زدہ ہو گئے اور حیران بھی کیوں کہ پچھلی رات وہ ٹھیک ٹھاک تھے اور صبح کو بھی فجر مسجد میں پڑھی۔ مگر ان کا مقرر کردہ وقت آ چکا تھا۔

اللہ تعالیٰ ان کو قبر میں کروٹ کروٹ سکون عطا کرتے اور ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا کرے۔ ہمیں ان کے لیے صدقہ جاریہ بنائے۔ آمین

؎ بچھڑا کچھ اس ادا سے کہ رت ہی بدل گئی
ایک شخص سارے شہر کو ویران کر گیا

12 امتہ اللہ وردہ بنت عبداللہ اسماعیل (پوتی)
جھنگ

کچھ یادیں، کچھ باتیں

13 ستمبر 2021ء کا سورج مجھ پر قیامت بن کر طلوع ہوا، اس دن میں اسکول سے تعطیلات کی وجہ سے نمازِ فجر کے بعد اپنی نیند پوری کر رہی تھی کہ دروازے پر زوردار دستک کے باعث آنکھ کھلی، امی نے دروازہ کھولا تو سامنے دادی جان پریشان کھڑی تھیں ''جلدی سے آ جاؤ، تمہارے خالو کی طبیعت بہت خراب ہے'' انھوں نے یہ کہا اور واپس جانے کے لیے مڑیں۔ امی بھی ان کے پیچھے پیچھے چل پڑیں۔ اب میرا یہاں رُکنا بے سود تھا اور پریشانی بھی تھی کہ دادا جان کو کیا ہو گیا ہے لہٰذا میں بھی ان دونوں کے پیچھے پیچھے چل پڑی۔ ان کی طبیعت واقعی بہت خراب تھی مگر میرا خیال تھا کہ ان شاء اللہ وہ ابھی ٹھیک ہو جائیں گے، میرے تو وہم وگمان میں بھی نہ تھا کہ میں اپنے دادا جان کو آج آخری دفعہ دیکھ رہی ہوں اور آج کے بعد میں انھیں نہ کبھی دیکھ پاؤں گی اور نہ کبھی ان کی آواز سن سکوں گی۔ مجھے بالکل اندازہ نہیں تھا کہ میرے پیارے دادا جان آج اس دنیا کو داغِ مفارقت دے کر عالم جاودانی کو سدھار جائیں گے اور میرے دل میں اپنی یادوں کے انمٹ نقوش چھوڑ جائیں گے مگر اللہ تعالیٰ کے ہر کام میں مصلحت ہوتی ہے شاید اللہ تعالیٰ میرے دادا جان کو اپنا مہمان بنانا اور ان کی میزبانی کرنا چاہتے ہوں گے۔

دادا جان کی بات کی جائے تو یادوں کا ایک سلسلہ سا اُمڈتا چلا آتا ہے اور سمجھ نہیں آتی

کہ کیا بات بیان کی جائے اور کونسی بات چھوڑ دی جائے، مجموعی طور پر میرے دادا جان ایک صاحب کمال شخص تھے جو بہت سی صفات کا مرقع تھے، وہ ہر کام میں یکتا تھے۔ دادا جان ایک اصول پسند اور رُعب داب والی شخصیت تھے جو بھی ان سے ملتا ان کی شخصیت سے مرعوب ہوئے بنا نہ رہتا تھا۔ وہ چونکہ اصول پسند تھے اس لیے مزاجاً سخت تھے۔ وہ دین کے معاملے میں کسی بات پر بھی سمجھوتہ نہیں کرتے تھے مگر ہم بچوں کے ساتھ وہ بہت شفیق اور مہربان تھے۔

ہو حلقہ یاراں تو بریشم کی طرح نرم

رزمِ حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

دادا جان چاہے بچے ہوں یا بڑے سب کے ساتھ بہت شائستگی اور تہذیب سے گفتگو کیا کرتے تھے، وہ بڑوں سے بڑی اور بچوں سے بچوں کی ذہنی سطح کے مطابق گفتگو کیا کرتے تھے۔ وہ ہمارے ساتھ کھیلتے، ہمیں جھولے دیتے اور ہم سے باتیں کرتے اور ہمیں ادب سکھاتے تھے، وہ ہر ہفتہ گھر میں سب بچوں کا پروگرام کرواتے جس کا نام بزمِ ادب تھا وہ اس پروگرام میں بچوں سے نعتیں، تلاوت اور نظمیں وغیرہ سنتے اور ان کو انعام بھی دیتے تھے۔ وہ اس بزم میں بچوں کو ادب بھی سکھاتے تھے، دادا جان ہر چیز میں سادگی کو بہت پسند کرتے تھے ان کا لباس بھی عام سا ہوتا تھا۔ روز مرہ کا سامان بھی سادہ ہوتا تھا۔ دادا جان ساری زندگی کبھی بیڈ پر نہیں سوئے وہ ہمیشہ لکڑی کے سخت تختے والے پھٹے پر سوتے جس پر پتلا سا گدا بچھا ہوتا تھا۔ ایک دفعہ دادی جان نے باہر پڑا بیڈ کمرے میں رکھوا دیا کہ اب اس پر سوئیں گے، دادا جان کو پتا چلا تو وہ بہت برہم ہوئے اور جب تک بیڈ اٹھوا کر باہر نہ رکھوا دیا گیا ان کو چین نہ آیا اور نہ ان کا غصہ کم ہوا۔ دادا جان نظامِ اوقات کے بہت پابند تھے انھوں نے اپنا ٹائم ٹیبل بنایا ہوا تھا جس کے مطابق وہ اپنا ہر کام کیا کرتے تھے، ہم لوگ اکثر عصر کے بعد باہر لان میں جا کر بیٹھتے تو کبھی کبھار دادا جان بھی اپنے مصروف نظام اوقات میں سے وقت نکال کر ہمارے پاس باتیں کرنے کے لیے آ بیٹھتے اور ہم سے مختلف موضوعات پر گفتگو کیا کرتے تھے۔ اب مجھے دادا جان کی باتیں یاد آتی ہیں تو دل بھر آتا ہے۔ گھر میں سے مجھے اور دادا جان کو باغبانی کا بہت شوق تھا وہ پودوں کے متعلق اپنے iPad پر ویڈیوز دیکھتے پھر آ کر مجھے دکھاتے اور ان پر عمل کر کے پودے اُگانے کا کہتے۔ ایک دفعہ میں نے دادا جان کی دی گئی

ہدایات پر عمل کر کے چھوٹے چھوٹے کئی پودے اُگائے تو دادا جان بہت خوش ہوئے اور کہا کہ جب یہ پودے بڑے ہو جائیں تو میں تمھیں انعام دوں گا مگر افسوس دادا جان انعام دیے بغیر ہی اپنے رب کے حضور تشریف لے گئے۔ دادا جان کو علامہ اقبال سے بہت لگاؤ تھا اور ان کے اشعار سے بہت شغف تھا۔ وفات سے دو دن قبل میرے چھوٹے بھائی عبداللہ ریحان، جو کہ دادا جان کا بہت لاڈلا تھا اور اس کی شکل بھی ان سے ملتی ہے، نے دادا جان کو علامہ اقبال کی نظم ''لب پہ آتی ہے دعا بن کر تمنا میری'' زبانی سنائی تو وہ بہت خوش ہوئے اور اس کو انعام بھی دیا۔ دادا جان اپنے کمرے میں بچوں کے لیے کشمش، بادام، مصری، مٹھائیاں اور چھوارے وغیرہ رکھا کرتے تھے۔ اور جب بچے ان کے کمرے میں آتے تو ان کو یہ چیزیں دیا کرتے تھے۔ دادا جان جب بھی ہمارے گھر آتے تو بہت خوشی ہوتی تھی کہ وہ اپنی اتنی مصروفیات کو چھوڑ کر ہمارے پاس آئے ہیں اور ہم اس ایک ایک لمحے میں ان کے علم سے فائدہ اٹھانے کی بھرپور کوشش کرتے تھے۔ جب میں چار سال کی تھی تو میرے امی ابو حج پر جانے سے پہلے مجھے میرے ددھیال چھوڑ گئے تھے دادا جان نے اس عرصے میں میرے بے حد لاڈ اُٹھائے۔ وہ مجھے حروفِ تہجی اور عربی نظموں والی ویڈیوز ڈاؤن لوڈ کر کے دیتے تھے تا کہ میرا دن بہلا رہے۔ اور روزانہ صبح صبح دہی دودھ وغیرہ لینے جاتے تو مجھے اپنے ساتھ گود میں اٹھا کر لے جایا کرتے تھے۔ میرا نام بھی انھوں نے رکھا تھا جب میں پیدا ہوئی اور دادا جان نے مجھے پہلی دفعہ گود میں اٹھایا تو ان کے منہ سے نکلا ''یہ تو پھول ہے پھول، گلاب کا پھول'' اور پھر اسی پر میرا نام 'وردہ' رکھا گیا۔ آج بھی مجھے فخر ہے کہ میرا نام میرے دادا جان نے رکھا تھا۔

میں ہر اتوار کو صبح صبح دادا جان کے پاس جایا کرتی تھی اور وہ میرے کہنے سے پہلے ہی سمجھ جایا کرتے تھے کہ میں کیا لینے آئی ہوں پھر وہ اپنا بیگ کھولتے اور اس میں سے 'بچوں کا اسلام' نکال کر مجھے پکڑا دیتے۔ ان کو میرے مطالعہ کرنے کے شوق کا بخوبی علم تھا اس لیے جو بھی بچوں کا رسالہ آتا وہ میرے لیے سنبھال کر رکھ لیتے اور جب میں آتی مجھے تھما دیا کرتے تھے۔ دادا جان روزانہ قرآن مجید کی ایک منزل کی تلاوت کرتے تھے اور اس طرح ایک ہفتے میں قرآن مجید مکمل کر لیا کرتے تھے۔ ان کے بیان کا اسلوب بہت سادہ تھا لوگ ان کے درسِ قرآن کو بہت پسند

کرتے تھے۔دادا جان کی علمی خدمات کو تو آپ سب لوگ جانتے ہیں اس لیے میں ان کا ذکر نہیں کروں گی۔ مجھے تو اب تک دادا جان کی وفات کا یقین نہیں آ رہا گویا کہ

کئی دماغوں کا ایک انساں، میں سوچتا ہوں کہاں گیا ہے؟
قلم کی عظمت اُجڑ گئی ہے، زباں کا زور بیاں گیا ہے
اُتر گئے منزلوں کے چہرے، امیر کیا؟ کارواں گیا ہے
مگر تری مرگ ناگہاں کا مجھے ابھی تک یقیں نہیں ہے!

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ میرے دادا جان کی مغفرت فرمائے ان کی قبر کو نور سے بھر دے، ان کے درجات بلند کرے اور ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان کی اولاد کو ان کے لیے صدقہ جاریہ بنائے اور ہمیں ان کے نقش قدم پر چلنے اور ان کے مشن کو زندہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین یارب العالمین

آپ سب سے بھی درخواست ہے کہ میرے دادا جان کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

13 اَمتہ اللہ شفا رابعہ (نواسی۔عمر 15 سال)
جھنگ

میں 13 ستمبر 2021ء کو صبح ابھی سو رہی تھی کہ مجھے اطلاع ملی کہ میرے نانا جان مختار حسین فاروقی صاحب اس دنیا میں نہیں رہے۔ وہ بہت اچھے انسان تھے۔انھوں نے اپنی زندگی اللہ تعالیٰ کے احکام کے مطابق گزارنے کی کوششوں، قرآن کا علم حاصل کرنے اور اسے دوسرے لوگوں تک پہنچانے میں گزار دی۔ وہ کبھی درس دینے جا رہے ہوتے اور کبھی درس دے کر واپس آ رہے ہوتے تو ہمیں کہتے تھے کہ قرآن روزانہ پڑھنا چاہیے۔میری ان کے ساتھ آخری یاد یہ ہے کہ انتقال سے چند روز قبل وہ ہمارے گھر آئے انہوں نے مجھ سے ہمیشہ کی طرح پوچھا کہ روزانہ کتنا قرآن پڑھتی ہیں (وہ ہم سب کو بہت عزت سے پکارتے تھے) میں نے جواب دیا کہ کبھی کبھار پڑھ لیتی ہوں تو انہوں نے کہا کہ قرآن تو روزانہ پڑھنا چاہیے اور کثرت سے پڑھنا

چاہیے۔ ایک دو دنوں کے بعد میں نے باقاعدگی کے ساتھ قرآن پڑھنا شروع کر دیا۔ میں نے سوچا تھا کہ جب وہ اگلی مرتبہ گھر آئیں گے تو میں انہیں بتاؤں گی کہ اب میں باقاعدگی سے قرآن پڑھتی ہوں لیکن یہ بتانے کا موقع میسر نہ آیا۔ میرے پاس ان کی یادوں کا ڈھیر نہیں ہے وجہ یہ ہے کہ مجھے باتیں جلدی بھول جاتی ہیں۔ اتنا یاد ہے کہ وہ بہت سا وقت اللہ اور قرآن کو دیتے تھے لیکن وہ حد درجہ سنجیدہ اور خشک مزاج نہیں تھے (جیسا کہ عموماً بہت سے نیک لوگوں کو سمجھا جاتا ہے کہ کم مسکراتے ہیں) وہ میرے ساتھ اور سب کے ساتھ بہت نرم مزاج کے حامل تھے۔ جب ہم بچپن میں اپنے نانا جان کے گھر جاتے تو ان کے ساتھ ناشتہ کرتے اور ناشتے کے دوران وہ ہم سے بہت سی باتیں کرتے۔ وہ ہمیں کاغذ کی چھوٹی چھوٹی کاپیاں بھی بنا کر دیتے تھے جن پر ہم خانہ کعبہ یا کچھ اور چیزیں بناتے تھے۔ جب میرے امی ابو حج کرنے گئے تھے تو میں اپنے نانا جان کے گھر رہی تھی۔ ان چالیس دنوں میں، میں نے یہ دیکھا کہ جب ہم عصر کے وقت باہر لان میں بیٹھتے تو وہ بھی ہمارے پاس باہر آ جاتے۔ ہمارے ساتھ باتیں کرتے لیکن جونہی مغرب کا وقت ہونے لگتا وہ اٹھ جاتے اور ہمیں اندر جانے کا کہہ کر خود مسجد کی طرف روانہ ہو جاتے۔ وہ نماز کے معاملے میں بہت سخت اور نماز کے پابند تھے۔ انہوں نے بہت سادہ اور باوقار زندگی گزاری اور میں نے انہیں ہمیشہ ہی وقت کا انتہائی پابند دیکھا۔ اپنی اچھی نوکری چھوڑ کر انہوں نے قرآن کی تعلیمات کی اشاعت، اسلام کی بالا دستی اور پاکستان میں اسلام کے نفاذ کے لیے ساری زندگی صرف کر دی۔

وہ ہمیں بہت یاد آتے ہیں۔ ان کی باتیں اور نصیحتیں یاد آتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان کی نصیحتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ میں ان کے لیے دعا کرتی ہوں کیونکہ یہ ہی ان کے کام آئے گی۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے، ان کے درجات کو بلند کرے اور انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین

14

عبداللہ محمد (پوتا۔ عمر 15 سال)
جھنگ

میرے پیارے دادا جان

میرے دادا جان کا نام مختار حسین تھا وہ جھنگ میں پیدا ہوئے، وہ پیشے کے لحاظ سے

سول انجینئر تھے، انھوں نے اپنے آپ کو دین کے لیے وقف کر دیا۔ انھوں نے دین کی خدمت کے لیے دن رات ایک کر دیے، انھوں نے دین کی تعلیم براہِ راست ڈاکٹر اسرار احمد سے حاصل کی، وہ تنظیم اسلامی کے ایک فعال رکن تھے، وہ ہمیشہ تنظیم اسلامی کے پروگراموں میں شریک ہوتے تھے۔ ان کی کوشش کا نتیجہ آج قرآن اکیڈمی کی شکل میں ہمارے سامنے ہے۔ انھوں نے دین کی خدمت کو دنیاداری پر ترجیح دی۔ وہ اصول پسند انسان تھے اس لیے مزاجاً سخت تھے لیکن خصوصاً بچوں اور ہمارے ساتھ نرمی برتتے تھے۔ ان کا معمول تھا کہ صبح تہجد کے وقت اُٹھتے اور تہجد کی نماز ادا کرتے اور پھر قرآن کی ایک منزل کی تلاوت کرتے۔ فجر کی نماز باجماعت پڑھ کر سو جاتے۔ اس کے بعد سات آٹھ بجے اُٹھ کر ناشتہ کرتے اور پھر قرآن اکیڈمی چلے جاتے اور باقی سارا وقت دین کی خدمت میں لگا دیتے۔ ان کی شخصیت بہت پروقار تھی، وہ زیادہ تر سفید لباس اور پگڑی پہنتے اور سفید داڑھی تو ان کی شخصیت کا حصہ تھی۔ ان کی موت ہمارے لیے صدمے کا باعث تھی ان کی موت بہت غیر متوقع تھی کیونکہ وہ بوڑھے ہونے کے باوجود بہت تندرست تھے۔ ہوا کچھ یوں کہ فجر کی نماز باجماعت پڑھنے کے بعد جب وہ سوئے تو تھوڑی دیر بعد ان کی آنکھ کھلی تو تھوڑی متلی محسوس ہوئی اور پھر دو مرتبہ قے آئی۔ اس کے بعد وہ پھر سونے کے لیے لیٹ گئے اور معمول کے مطابق جب آنکھ نہ کھلی تو گھر والوں کو تفتیش ہوئی اور انہیں ہسپتال لے جایا گیا لیکن تب تک ان کا انتقال ہو چکا تھا۔ اللہ تعالیٰ ان پر اپنی خاص رحمت نازل فرمائے۔ آمین۔

15 عبداللہ احمد (پوتا۔ عمر 14 سال)
جھنگ

پیارے دادا جان

۱۳ ر ستمبر کا دن تھا، ہم لاہور میں تھے، اچانک ابو جان کو جھنگ سے فون آیا کہ دادا جان کی طبیعت بگڑ گئی ہے، ہم فوراً روانہ ہو گئے۔ راستے میں ہی اطلاع آ گئی کہ وہ انتقال فرما گئے ہیں۔ ایک مرتبہ تو دماغ ہی سن ہو گیا، ان کی وفات اتنی غیر متوقع ہی تو تھی، کچھ بھی تو نہیں تھا، ۷۱ سال کی عمر میں بھی اتنے تندرست تھے کہ نوجوان بھی رشک کرتے تھے۔ زمینوں پر بھی جاتے تھے۔

صبح معمول کے مطابق اٹھے، تہجد کی نماز اور ہمیشہ کی طرح قرآن کی ایک منزل پڑھی،

فجر کی نماز بھی باجماعت مسجد میں ادا کی، واپس آ کر معمول کے مطابق آرام کے لیے لیٹ گئے۔ تقریباً ساڑھے چھ بجے طبیعت بگڑی اور دو مرتبہ قے کی۔ اس کے بعد غنودگی طاری ہوگئی۔ ہسپتال لے جایا گیا اور وہیں پر وفات پا گئے۔ تمام زندگی اسلام کی خدمت میں گزاری۔ ڈاکٹر اسرار احمد سے براہِ راست مستفید ہوئے۔ تنظیم اسلامی کے ایک کارکن کی حیثیت سے عمر بھر کام کیا۔ ان کی کاوشوں کا نتیجہ انجمن خدام القرآن جھنگ کی شکل میں ہمارے سامنے ہے۔ خیر، جھنگ پہنچے تو گھر میں تعزیت کے لیے آنے والوں کا ہجوم تھا، ان کی میّت دیکھی تو یقین ہی نہ آیا کہ یہ وفات پا چکے ہیں۔ وہی باوقار چہرہ، وہی سفید لباس جو وہ ہر وقت پہنے رہتے تھے، اگر مجھے پتا نہ ہوتا کہ وہ وفات پا گئے ہیں تو میں کبھی یقین نہ کرتا۔ ان کا چہرہ بالکل پرسکون تھا، یوں محسوس ہوتا تھا کہ جیسے وہ سوئے ہوئے ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں ایک پرسکون موت سے نوازا تھا۔ جب جنازے کے لیے میّت اُٹھی تو یقین ہی نہ آتا تھا کہ وہ شخص جس نے کبھی کسی پر بوجھ بننا گوارا نہ کیا، آج دوسروں کے کندھے پر سوار ہے۔ دل خون کے آنسو رو رہا تھا، جنازے میں تقریباً دو ہزار سے زیادہ لوگ تھے۔ جب ان کی میت کو قبر میں اتارا جا رہا تھا تو آنکھیں خشک ہو چکی تھیں، نظریں ان کے چہرے پر جمی تھیں جبکہ دماغ ان کی بھرپور زندگی کے مختلف پہلوؤں کا جائزہ لے رہا تھا۔ تمام زندگی اسلام کی خدمت میں گزاری۔ انجمن خدام القرآن کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا۔ ایک رسالہ جاری کیا ان کا وژن بہت بڑا تھا۔ انھوں نے تھل میں کچھ زمین خریدی تھی اور ارادہ تھا کہ اس میں ایک یونیورسٹی قائم کریں گے جہاں دین کی تعلیم دی جائے گی اور اس سب کے بعد یہ وصیت بھی کر گئے کہ ان کی جائیداد کا ایک تہائی حصہ انجمن خدام القرآن جھنگ کے نام کر دیا جائے۔

حضرات! اب یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ ان کے مشن کو آگے بڑھائیں، اگر ہم نے ایسا نہ کیا تو یہ ان کی اور ان لاکھوں لوگوں کی ارواح پر جنھوں نے اپنی زندگیاں اسلام کے لیے کھپا دیں، ایک ظلم ہوگا۔

جب ان کی قبر پر مٹی ڈالی جا رہی تھی تو بے اختیار یہ خیال بار بار آ رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس زندگی کتنا ناپائدار بنایا ہے، یہ صرف ایک امتحان ہے۔ دادا جان نے تو ’’السابقون الاوّلون‘‘ کی کی طرح یعنی اوّل درجے میں، ہر امتحان پاس کر لیا لیکن ہم کیا کریں گے؟ بہت کم

لوگ ان کا درجہ حاصل کر پاتے ہیں۔ اگر دیکھا جائے تو کراچی کی پر آسائش زندگی کو چھوڑنا اور اپنی زندگی کو اسلام کے لیے وقف کرنا آسان تو نہ تھا، پرتعیش زندگی کو چھوڑ کر، روکھی سوکھی روٹی پر گزارا کرنا آسان تو نہ تھا، نہیں نہ۔ بہت مشکل تھا۔ اس کے لیے ہمت، مضبوط قوتِ ارادی اور سچا ایمان چاہیے تھا، ہمارے پاس تو ان میں سے کچھ بھی نہیں۔ ہم اللہ کی رحمت کے بغیر جنت میں داخل بھی نہیں ہو سکتے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے نقش قدم پر چلنے اور ان کا مشن آگے بڑھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

16 عبداللہ سلمان بن عبداللہ اسماعیل (پوتا۔ عمر 12 سال)
جھنگ

میرے دادا جان، مفسرِ قرآن

وہ 13 ستمبر کا خوفناک دن مجھے کبھی نہیں بھولے گا، جب میری آنکھ کھلی تو مجھے یہ خبر ملی کہ میرے دادا جان کی طبیعت بہت خراب ہے۔ یہ خبر ملتے ہی میں گھبرا گیا اور دادا جان کی صحت یابی کے لیے دعا مانگنے لگا اور پھر میرے ذہن میں نفل پڑھ کر دادا جان کی صحت یابی کے لیے دعا مانگنے کا خیال آیا، میں وضو کر کے نفل کی نیت باندھنے ہی لگا تھا کہ مجھے میرے دادا جان کی وفات کی خبر ملی، وفات کی خبر سنتے ہی میرے اوسان خطا ہو گئے، میں نے بڑی مشکل سے خود کو سنبھالا اور آنے والے مہمانوں کے لیے انتظامات دیکھنے لگا۔ اب میں جب بھی دادا جان کے بارے میں سوچتا ہوں تو مجھے بہت سے خیالات آتے ہیں اور بے اختیار دادا جان کے لیے مغفرت کی دعا نکلتی ہے۔

دادا جان ایک مکمل باعمل مسلمان تھے، وہ پانچ وقت کے نمازی آدمی تھے، میں نے آج تک ان کی کوئی نماز قضا ہوتے نہیں دیکھی وہ ہر روز تہجد اور اشراق پڑھتے تھے میں جب بھی دادا جان کے پاس جاتا وہ مجھے مصری، چھوارے اور مٹھائی سے نوازتے تھے، لیکن ٹافی ضد کر کے لینی پڑتی، میں نے نیا نیا موٹر سائیکل چلانا سیکھا تھا، ایک دن بارش ہو رہی تھی اور نماز عصر کا وقت ہو گیا، دادا جان نے مجھے موٹر سائیکل نکالنے کا حکم دیا، میں نے موٹر سائیکل باہر نکالا تو دادا جان آکر بیٹھ گئے اور کہا دھیان سے چلانا میں بوڑھا آدمی ہوں لوگ کیا کہیں گے اس نے اپنے دادا کو گرا دیا۔ دادا جان کو پودے لگانے کا بھی بہت شوق تھا، جب بھی ہم کوئی نیا پودا لگاتے تو وہ ہمیں انعام سے

نوازتے تھے۔ وہ اکثر ہمیں کاغذ کی چھوٹی سی کاپی بنا کر دیتے اور اس پر ہمیں چاند اور سورج وغیرہ بنانا سکھاتے تھے۔ میرے ذمہ دادا جان نے مغرب کے بعد لائٹیں جلانے کا کام لگایا تھا، میں اکثر بھول جاتا یا کبھی جان بوجھ کر کمرے میں جا کر چھپ جاتا دادا جان مجھے ڈھونڈتے ہوئے وہاں آتے اور مجھے لے جا کر مجھ سے ہی لائٹیں جلواتے تھے۔ دادا جان مجھے خوشخطی بھی سکھاتے تھے، جس کی وجہ سے میری لکھائی کچھ اچھی ہوگئی ہے۔ دادا جان ہمیں مزے مزے کی کہانیاں، سبق آموز واقعات اور دیگر لطیفے بھی سناتے تھے۔ دادا جان ہمیں مختلف کھیل اور ورزش بھی سکھاتے تھے۔ دادا جان علامہ اقبال سے بڑی عقیدت رکھتے تھے، وہ سچے عاشق رسول تھے، وہ اللہ اور اس کے رسول سے سچی محبت کرتے تھے۔ دادا جان مسلسل 17 سال کی عمر سے 71 سال کی عمر تک دین کا کام ہی کرتے رہے۔ اس کی محنت کی وجہ سے ہی قرآن اکیڈمی وجود میں آئی، انھوں نے ایک رسالہ ''حکمت بالغہ'' بھی شائع کیا۔ جس میں اسلام کے متعلق معلومات، احادیث اور دیگر واقعات اور مختلف موضوعات پر بات ہوتی ہے۔ دادا جان کا حلقہ احباب بہت وسیع تھا۔ ان کی وفات کے بعد ان کے جنازے پر بہت وسیع ہجوم تھا۔ جب میں نے پہلی مرتبہ اذان دی تو دادا جان بہت خوش ہوئے اور اچھی اذان دینے پر انعام دینے کا وعدہ بھی کیا۔ افسوس وہ مجھے انعام دینے سے پہلے ہی اس دنیا سے رخصت ہو گئے لیکن اب میں جنت میں جا کر ان سے انعام ضرور وصول کروں گا ان شاء اللہ۔ میں روزانہ کچھ نہ کچھ وقت دادا جان کو ضرور دیتا تھا، سچ تو یہ ہے کہ باقی دن تو فضول ہوتا تھا لیکن اس کا مجھے بہت فائدہ ہوتا تھا۔ دادا جان مجھے بہت نصیحتیں کرتے تھے، دادا جان روزانہ ایک منزل قرآن شریف پڑھتے اور ہمیں بھی زیادہ سے زیادہ پڑھنے کا حکم دیتے تھے اور مجھے پانچوں نمازیں بروقت مسجد میں باجماعت پڑھنے کا حکم دیا کرتے تھے۔ الحمد للہ میں اب پانچویں نمازیں بروقت مسجد میں پڑھتا ہوں۔ دادا جان بہت زیادہ شریف اور رعب و دبدبے والی شخصیت تھے، جو بھی ان سے ملاقات کرتا ان کی شخصیت سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتا۔ ان کی پاکیزگی اور شرافت کا زمانہ بھی گواہ ہے۔ دادا جان ہمیں زیادہ سے زیادہ نیک اعمال کرنے کا حکم دیتے تھے اور کہتے یہ سب دنیا کا مال و زر تو یہیں رہنے والا ہے آخرت میں تو صرف نیک اعمال ہی کام آتے ہیں۔ ان شاء اللہ ان کے نیک اعمال تو ان کے کام آئیں گے۔

17 ماہم زینب ابراہیم (پوتی۔عمر 10 سال)
جھنگ

میرے پیارے دادا جان

میرے دادا جان بہت اچھے تھے، وہ ہم سے حد سے زیادہ پیار کرتے تھے، وہ بہت نیک انسان تھے۔ وہ پہلے انجینئر تھے پھر ان کے دل میں خیال آیا کہ انجینئر تو بہت سے لوگ ہیں کیوں نہ دین کی خدمت کی جائے، پھر وہ دین کی خدمت کرنے لگے، وہ اپنا زیادہ تر وقت قرآن اکیڈمی میں گزارتے تھے، وہ اذان سے دس منٹ پہلے مسجد چلے جاتے تھے، وہ روزانہ صبح کو قرآن مجید کی ایک منزل پڑھتے تھے، وہ زیادہ تر وقت دین کی خدمت میں گزارتے تھے۔ وہ صبح جلدی اُٹھ جاتے تھے اور رات کو جلدی سو جاتے تھے، وہ ہمیں علامہ اقبال کی نظمیں بھی پڑھاتے تھے، وہ چھوٹوں سے شفقت اور بڑوں کا احترام کرتے تھے، وہ اللہ کے نیک بندے تھے، وہ قرآن اکیڈمی کے امیر تھے جب بھی ہم اُن کے کمرے میں جاتے تو وہ کوئی نہ کوئی چیز کھانے کی دیتے تھے۔ انھوں نے خود کو دین کی خدمت میں وقف کر دیا تھا اور اس کے لیے اپنے دن رات ایک کر دیتے تھے۔ ان کی وفات 13 ستمبر 2021ء کو ہوئی۔ ان کی وفات پر ہمیں بہت دکھ ہوا۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے۔ آمین۔

18 ایمن مریم ابراہیم (پوتی۔عمر 9 سال)
جھنگ

میرے پیارے دادا جان

میرے پیارے دادا جان بہت اچھے تھے وہ ہم سے حد سے زیادہ پیار کرتے تھے۔ وہ پہلے انجینئر تھے اور ان کا بہت اچھا روزگار تھا اور اچھی آمدنی تھی اور وہ اس وقت بھی اپنے ڈیوٹی سے فراغت کے بعد دین کا کام کرتے تھے۔ پھر ان کو خیال آیا کہ انجینئر تو بہت سے لوگ ہیں کیوں نہ اپنا سارا وقت دین کی خدمت میں لگا دیا جائے تا کہ اللہ تعالیٰ ان سے زیادہ خوش ہو جائے، اللہ کا دین غالب ہو جائے اور آخرت کی کامیابی حاصل ہو جائے۔ پھر انھوں نے انجینئر والا کام چھوڑ دیا اور اپنی ساری زندگی صرف دین کو غالب کرنے اور قرآن پاک کی تعلیم و تعلّم کے

لیے وقف کردی۔ پھرانھوں نے انجمن خدام القران جھنگ کا ادارہ بنایا، اس کے صدر بنے اور ایک قرآن اکیڈمی بنائی جہاں وہ قرآن کی تعلیم دیتے تھے اور ایک رسالہ جاری کیا جس کے اندر تحریر کے ذریعے زیادہ لوگوں تک قرآن کے پیغام کو پہنچاتے رہے اور انھوں نے بہت سی کتابیں بھی لکھیں۔ وہ بہت نیک انسان تھے، وہ چھوٹوں سے شفقت اور بڑوں کا احترام کرتے، وہ رات کو جلدی سو جاتے اور صبح کو جلدی اُٹھ کر تہجد کی نماز پڑھتے اور پھر ایک منزل قرآن پڑھتے پھر فجر کی نماز مسجد میں پڑھتے اور پھر گھر آ کر آرام کرتے۔ انھوں نے تھل میں زمین خریدی تھی وہاں بھی انھوں نے مسجد بھی بنائی ہے۔ انھوں نے دین کو پھیلانے کی بہت کوشش کی۔ وہ 13 ستمبر 2021ء کو وفات پا گئے۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور ان کے درجات بلند کرے۔ آمین۔

19

عبداللہ ریحان (پوتا۔ عمر 9 سال)

جھنگ

پیارے دادا کی پیاری یادیں

میرا نام عبداللہ ریحان ہے اور آج میں آپ کو جس شخصیت سے ملوانے لگا ہوں وہ آپ سب کے لیے تو محترم انجینئر مختار حسین فاروقی تھے لیکن میرے لیے تو صرف وہ میرے پیارے دادا جان تھے اور میں ان کا سب سے لاڈلا پوتا تھا۔ سب لوگ کہتے ہیں کہ شکلاً اور صورتاً بالکل اپنے دادا جان سے ملتا ہوں۔ اس لیے وہ سب پوتوں میں سب سے زیادہ میرے لاڈ اٹھاتے تھے۔ آپ کو میں ایک واقعہ سناتا ہوں ایک دفعہ میں کسی بات پر رو رہا تھا کہ اچانک دادا جان آگئے اور پوچھنے لگے کہ ریحان کو کیا ہوا ہے تو امی نے کہا کہ یہ مجھے بہت تنگ کر رہا تھا میں نے ڈانٹا تو رونے لگ گیا ہے تو دادا جان مسکرائے اور امی کو کہنے لگے کہ ضرور آپ نے ہی کچھ کیا ہوگا۔

میں چھٹیوں میں جب جلدی اٹھتا تو دادا جان کے پاس چلا جاتا تو دادا جان مجھے زبردستی پیار سے اپنے ساتھ ناشتہ کرواتے۔ ایک دفعہ میں نے اپنے پیارے دادا جان کو علامہ اقبال کی مشہور نظم ''لب پہ آتی ہے دعا بن کے تمنا میری'' سنائی تو دادا جان نے خوش ہو کر مجھے 50 روپے انعام میں دیے۔ اب جب بھی میں کسی پرنور اور پروقار بوڑھے آدمی کو دیکھتا ہوں تو بے اختیار میری آنکھوں میں آنسو آجاتے ہیں کیونکہ مجھے اپنے دادا جان یاد آجاتے ہیں۔

وہ دن میری زندگی کا سب سے خوفناک دن تھا، جب میں صبح سو کر اٹھا تو امی نے کہا کہ دعا کرو دادا جان کی طبیعت خراب ہے ان کو ہسپتال لے کر گئے ہیں اور تھوڑی دیر بعد اچانک ان کی وفات کی اطلاع آئی تو میں بے اختیار رونے لگا اور جب میں نے انہیں دیکھا تو مجھے ایسے لگا کہ وہ ابھی اٹھیں گے اور کہیں گے کہ ہاں بھئی! ہمارے ریحان کو کیا ہوا ہے اور جب ان کو جنازہ گاہ کی طرف لے جایا جارہا تھا تو خوب دل بھر کر پیار کیا جیسے وہ مجھے کیا کرتے تھے۔ میں اب انھیں کبھی دیکھ نہیں سکتا۔ لیکن ان شاء اللہ میں بڑا ہو کر ان جیسا بننے کی کوشش کروں گا۔ تا کہ اللہ تعالیٰ مجھے جنت میں ان سے ملا دے اور میں ہمیشہ ان کے ساتھ رہ سکوں۔ آمین

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَهٗ وَارْحَمْهُ وَحَاسِبْهُ حِسَابًا یَّسِیْرًا۔ آمین

20 محمد احمد قاضی (نواسہ عمر 10 سال)
صادق آباد

میرے پیارے نانا جان

میرے پیارے نانا جان
تھے کتنے اچھے انسان
اپنے کام خود کرتے تھے وہ
روز قرآن پڑھتے تھے وہ
ان کے جانے کا کیا غم
ملیں گے جنت میں اب ہم (ان شاء اللہ)
دین کی راہ پر چلنے والے
قرآن کی خدمت کرنے والے
میرے پیارے نانا جان
تھے کتنے اچھے انسان

21 امتہ اللہ مریم قاضی (نواسی۔صادق آباد)

میرے نانا جان بہت نیک انسان تھے۔وہ ہم بچوں سے بہت پیار کرتے تھے۔انہوں نے میرا پیار کا نام چینی رکھا۔مجھے اپنے نانا جان سے بہت پیار ہے۔میں انہیں بہت یاد کرتی ہوں اوران کے لیے دعا بھی کرتی ہوں۔وہ جب گھر میں داخل ہوتے تو اونچی آواز میں سلام کرتے تھے۔وہ ہمارے ساتھ لان میں کھیلتے اور باتیں کرتے۔ہم مل کر کھانا کھاتے اور وہ ہمیں چیزیں ڈال ڈال کر دیتے۔میرے نانا جان کا پسندیدہ شعر یہ ہے:

ے وقت فرصت ہے کہاں کام ابھی باقی ہے
نورِ توحید کا اِتمام ابھی باقی ہے

22 محمد عبداللہ قاضی (نواسا۔صادق آباد)

میرے نانا جان مجھے بہت پیار کرتے تھے۔وہ مجھے پیار سے شہد کہتے تھے۔میں بھی بڑا ہوکران کی طرح دین کی خدمت کروں گا۔ان شاءاللہ

23 امتہ اللہ مرحمہ قاضی (نواسی۔صادق آباد)

میرے نانا جان مجھے پیار سے مصری کہتے تھےاور میرے ساتھ پکڑم پکڑائی کھیلتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں جنت میں ان سے ملا دے۔آمین

24 عائش بریرہ (نواسی۔صادق آباد)

میں جب نانا جان سے جنت میں ملوں گی تو مجھے یقین ہے کہ وہ اپنے مخصوص طرزِ بیاں سے کہیں گے۔''بریرہ کا کیا حال ہے؟''ان شاءاللہ۔

25 عبداللہ عثمان چودھری (نواسا۔صادق آباد)

نانا جان ہمارے
وہ ہمیں پیارے
میں کہتا تھا ان کو نان
میں تھا ان کی ، وہ میری جان

حصّہ دوم

تعزیتی پیغامات

باب 1	تعزیتی خطاب	215
باب 2	تعزیتی تاثرات	225
باب 3	متفرقات	237

باب 1

تعزیتی خطاب

❶ شجاع الدین شیخ صاحب
امیر تنظیم اسلامی پاکستان

❷ اوریا مقبول جان صاحب
(پروگرام حرفِ راز سے ماخوذ)

1

امیر تنظیم اسلامی پاکستان

محترم شجاع الدین شیخ صاحب کے احساسات

امیر تنظیم اسلامی پاکستان محترم شجاع الدین شیخ صاحب دامت برکاتہ، 18 ستمبر 2021ء کو تعزیت کے لیے قرآن اکیڈمی جھنگ تشریف لائے اور انھوں نے اس وقت موجود حضرات سے درج ذیل مختصر خطاب فرمایا۔

خطبہ مسنونہ، تلاوتِ آیات وحدیث اور دعا کے بعد فرمایا:

بنیادی طور پر ہم سب یہاں اس وقت محترم فاروقی صاحب علیہ الرحمہ کی نسبت سے جمع ہوئے ہیں اور آپ کے علم میں ہے کہ میری رہائش کراچی میں ہے، میری خواہش تھی کہ میں کوئی ایسی فلائٹ پکڑ لیتا کہ جنازے میں شرکت ہو جاتی لیکن یہ کہ لاہور کی جو فلائٹ دستیاب تھی اس کے ذریعے جنازے میں پہنچنا ممکن نہیں تھا، تو میں نے دونوں صاحبزادوں سے فون پر تو تعزیت کر لی تھی لیکن خواہش تھی کہ کوئی ترتیب ایسی بن جائے کہ یہاں پر حاضر ہو کر بھی تعزیت کا اہتمام ہو جائے تو اتفاق ہے کہ آج رات فیصل آباد میں بھی، ہماری ایک مہم کا سلسلہ جاری ہے جس کے ذیل میں، ایک خطاب ہے تو یہ دوپہر کا وقت میرے پاس تھا۔ آج صبح کراچی سے لاہور آمد ہوئی ہے اور وہاں سے ایک میٹنگ کر کے یہاں پر حاضری ہوئی ہے۔

بہت کچھ جذبات کا اظہار یقیناً جنازے کے موقع پر بھی ہوا، مسجد میں بھی ہوا تھا اور جنازے کے وقت پر بھی ہوا تھا اس لیے بہت زیادہ گفتگو تو مجھے نہیں کرنی ہے بہر حال یہ مواقع ایسے ہوتے ہیں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی کتاب اور اللہ کے نبی حضرت محمد ﷺ کی جو تعلیمات ہیں ان کا اعادہ ہو جانا چاہیے۔

ہمارا ایمان ہے کہ زندگی موت اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اور جس کے لیے جتنی سانسیں مقرر ہیں وہ اتنی ہی سانسیں لے کر دنیا سے جائے گا، نہ ایک کم نہ ایک زیادہ۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَلَن يُؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا ﴾ جب کسی کا اجل یعنی وقتِ معین آجائے تو اللہ تعالیٰ اُس کو مؤخر نہیں فرماتا۔

ہم انسان ہیں اور انسان کے ساتھ جذبات لگے ہوئے ہیں اور ہمارا دین، دینِ فطرت ہے اور دینِ فطرت بندوں کے جذبات کا احساس رکھتا ہے۔ چنانچہ خود نبی اکرم ﷺ کا اپنے صاحبزادے کے انتقال کے موقع پر آنسوؤں کا بہانا، خود اللہ کے نبی ﷺ کی سنت سے ہمیں معلوم ہوتا ہے۔ اور حضور کریم ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ آنکھ آنسو بہاتی ہے اور دل غمگین ہے اور بیٹا تمہاری جدائی پر ہمیں افسوس بھی ہے لیکن زبان پر وہی کچھ ہوگا جس سے اللہ راضی ہو جائے۔

یہ وہ مواقع ہوتے ہیں کہ جہاں بہرحال غم کی ایک کیفیت ہوتی ہے اور بنیادی طور پر دین نے جو رہنمائی عطا فرمائی ہے وہ یہ ہے کہ بندہ اللہ کے فیصلے پر راضی رہے۔ سورۂ تغابن میں آتا ہے ﴿مَا اَصَابَ مِن مُّصِيبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ وَمَن يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَه ﴾ جو مصیبت بھی آتی ہے وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے اِذن سے آتی ہے اور جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ پر ایمان رکھے اللہ تعالیٰ اس کے دل کو اطمینان عطا فرما دیتا ہے۔

اسی طرح سورۃ البقرہ میں ہے: ﴿الَّذِينَ اِذَا اَصَابَتْهُم مُّصِيبَةٌ قَالُوْا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ﴾ کہ جب ان پر کوئی مصیبت، امتحان اور آزمائش کا معاملہ آتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم بھی اللہ کے ہیں اور ہمیں لوٹ کر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف جانا ہے۔

یہ جملہ بھی بڑا پیارا ہے کہ اس کے کہنے سے بندے کو تسلی بھی رہتی ہے کہ سب کچھ اللہ کے حکم سے ہے اور اس میں اپنی یاددہانی بھی ہے کہ آج کوئی گیا ہے، کل ہماری باری بھی ہے۔ اسی طرح آپ غور فرمائیں کہ ہمارے ہاں جنازے کی جو معروف دعا ہے جب ہم وہ پڑھتے ہیں اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَ مَيِّتِنَا ...... اس میں لِحَيِّنَا پہلے ہے اور مَيِّتِنَا بعد میں ہے (یعنی دعائے مغفرت میں زندوں کا ذکر پہلے ہے اور مردوں کا بعد میں) اپنی یاددہانی پہلے ہے۔ اسی طریقے پر قبرستان جانے کی دُعا ہے السلام علیکم یا اھل القبور ''اے قبر والو! تم پر سلامتی ہو''۔

یغفر اللّٰہ لنا پہلے ہے اللہ ہماری مغفرت فرمائے ولکم بعد میں ہے اور تمہاری مغفرت فرمائے۔انتم سلفنا و نحن بالاثر ’’تم ہم سے پہلے جاچکے ہو اور ہم تمہارے پیچھے پیچھے آنے والے ہیں‘‘۔

اللہ کے نبی ﷺ کی وہ حدیث مبارکہ بھی ہے کہ جس میں آپ نے فرمایا: لِلّٰہِ مَا اَخَذَ وَ لَہٗ مَـا اَعْطٰی ، اللہ ہی کے لیے ہے جو کچھ اس نے عطا فرمایا اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ اس نے واپس لے لیا ہے۔ اللہ کے نبی ﷺ کے نواسے کا انتقال ہوا، تو اپنی صاحبزادی حضرت زینب کو حضور ﷺ نے یہی وصیت بھیجی یہی تعلیم بھیجی کہ اللہ نے اپنی امانت واپس لے لی، جتنا چاہا تم نے اللہ کی امانت سے فائدہ اٹھایا اور جب اللہ نے چاہا تو اللہ تعالیٰ نے اپنی امانت کو واپس لے لیا۔ اللہ کے فیصلے پر راضی رہو اور اپنے اجر کو ضائع نہ کرو۔

یہی ہدایت گھر والوں کے لیے ہے یہی ہدایت ہم سب کے لیے ہے۔ ایک تعلق وہ ہوتا ہے جو صلبی رشتہ کی وجہ سے ہوتا ہے، محترم فاروقی صاحب کے یہ دونوں صاحبزادے ماشاءاللہ موجود ہیں، یہ ان کی صلبی اولاد ہے اور ایک تعلق روحانی اعتبار سے ہوتا ہے، ہمارا فاروقی صاحب سے روحانی تعلق ہے یعنی روحانی اعتبار سے ہم ان کی اولاد ہیں۔ یقیناً جتنے یہاں پر ساتھی موجود ہیں ہم سب کے لیے بڑے محترم، بڑے بزرگ اور بڑے شفیق تھے استاد محترم مختار فاروقی صاحب۔ ان سے میری ایک نسبت اس طرح ہے کہ ہمارے ایک استاد تھے انجینئر نوید احمد صاحب (اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے) اکثر لوگ ان سے واقف ہیں، تو ان کی جو تربیت کرنے والے اور ان کو اس طرف لگانے والے محترم فاروقی صاحب تھے، جب کراچی میں ان کا قیام تھا۔ محترم فاروقی صاحب کی یہ بڑی اچھی روایت تھی اور آخری وقت تک انہوں نے اس کو قائم رکھا کہ وہ نوجوانوں کو ٹارگٹ کرتے تھے۔ ان کا ترتیب دیا ہوا قرآن فہمی کورس بعنوان ’پھر سوئے حرم لے چل‘ جو ابھی بھی چل رہا تھا تو انھوں نے ایک مستقل محنت فرمائی ہے، اسی محنت کا ایک حصہ یہ تھا کہ انہوں نے کراچی کا پودا لگایا انجینئر نوید احمد صاحب۔ وہ میرے بھی استاد تھے تو اس اعتبار سے فاروقی صاحب میرے دادا استاد تھے۔ تو یہ ان کی بڑی محنت تھی اور یہ پائیدار کام ہوا کرتا ہے کہ جانے والے تو چلے جاتے ہیں لیکن جیسا کہ حدیث مبارک میں آیا ہے کہ جانے والا تو چلا جاتا

ہے لیکن اس کے تین کام ایسے ہیں کہ جس کا اجر مرنے کے بعد بھی جاری رہتا ہے۔ ایک صدقہ جاریہ کا عمل۔ وہ مسجد بھی ہوسکتی ہے وہ ادارہ بھی ہوسکتا ہے وہ کوئی اور خیر کے کام بھی ہوسکتے ہیں۔ ماشاء اللہ یہ ان کی بنائی ہوئی مسجد بھی ہے اور قرآن اکیڈمی بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سارے عمل کو محترم فاروقی صاحب کے لیے صدقہ جاریہ بنائے۔ دوسری بات اس حدیث میں کیا تھی کہ وہ علم جو دوسروں کو سکھایا اور جب تک لوگ نفع اٹھائیں گے اس سکھانے والے کو اجر ملتا رہے گا۔ یہ میں سمجھتا ہوں کہ سب سے بڑی انوسمنٹ ہے جو ان شاء اللہ ان کے لیے تا قیامت اجر وثواب کا باعث بنتی رہے گی اور تیسری نیک اولاد کہ جو والدین کے لیے دعا کرتی رہے۔ ایک حقیقی اولاد ہوتی ہے ایک معنوی اولاد ہوتی ہے ایک صلبی اولاد ہوتی ہے اور ایک روحانی اولاد ہوتی ہے۔ نہ جانے کتنے شاگردوں کے ہاتھ اٹھے بھی ہوں گے اب اٹھ رہے ہوں گے اور آئندہ بھی اٹھتے رہیں گے۔

ان کی بڑی خواہش ہوتی تھی کہ کسی وقت میرا بھی یہاں پر کوئی چکر لگ جائے۔ پچھلی مرتبہ (22 مارچ 2021ء کو) فیصل آباد کے ایک دورے کے ساتھ ہی ہم نے یہاں کا پروگرام بنایا اور الحمد للہ ان کی زندگی میں بھی یہاں حاضری کا موقع میسر آ گیا اور ماشاء اللہ جہاں ان کو موقع ملتا تو وہ قرآن کی دعوت پہنچانے کے لیے لوگوں کو جمع کر لیتے تھے۔ اُس موقع پر بھی انھوں کافی سارے لوگوں کو شہر کے اصحابِ علم اور کچھ تاجر برادری کے لوگوں کو جمع کر رکھا تھا۔ اس وقت بھی ہماری ایک مہم چل رہی تھی غالباً سود کے انسداد کے حوالے سے۔

اس کے ساتھ ماشاء اللہ ان کی DISCIPLINED LIFE تھی۔ تنظیم اسلامی کی امارت کی ذمہ داری کو سال بھر ہوگیا ہے تو جب وہ لاہور تشریف لاتے تھے ہر مہینے لاتے رہے پھر شوریٰ کے اجلاسوں میں اور دیگر اجلاسوں میں بھی تشریف لاتے تھے تو............ان کی زندگی بڑی بامقصد تھی اور اپنے اوقات کی حفاظت کرتے تھے اور اپنے کھانے پینے کے معاملات اور سونے جاگنے کے معاملات اور اپنے آپ کو فطرت سے قریب رکھنے کے معاملے میں نظم وضبط کا خیال رکھتے تھے۔ کچھ مرتبہ ایسا بھی ہوا کہ ایک ہی کمرے میں ان کے ساتھ رات کو سونے کا موقع میسر آیا تو جب ہماری نیند انتہاء کو پہنچ رہی ہوتی تو ماشاء اللہ وہ قیام میں کھڑے ہوئے دکھائی دیتے۔ الحمد للہ۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات کو بلند فرمائے۔

جب ایسی کوئی شخصیات چلی جاتی ہیں تو جانے والے کے ساتھ تعلق ختم نہیں ہوتا۔
حدیث مبارک میں ہے کہ ایک شخص کے درجات بلند ہوتے ہیں اور اس کو بتایا جاتا ہے کہ تمہاری اولاد نے استغفار کا اہتمام کیا اس لیے تمہارا درجہ بلند کیا جاتا ہے۔ ایک حدیث مبارکہ میں آتا ہے جو شخص انتقال کر جائے وہ ایک ڈوبنے والے کی طرح ہوتا ہے جیسے ڈوبنے والے کو ضرورت ہوتی کہ کوئی ساحل مل جائے اور کوئی سہارا اس کو مل جائے تاکہ جان بچ جائے تو فرمایا مرنے والا ڈوبنے والے کی طرح ہے جیسے ڈوبنے والے کے لیے کوئی سہارے کی ضرورت ہوتی ہے تو مرنے والے کو بھی سہارے کی ضرورت ہوتی ہے۔ تو وہ سہارا اس کے لیے کیا ہے؟ وہ جو پیچھے گھر والے ہیں دوست احباب ہیں اس کے لیے دعا اور استغفار کا اہتمام کرنا ہے اور یہ وہ شخصیات ہوتی ہیں الحمدللہ کہ جن کے لیے بندے کے خود ہاتھ اٹھتے ہیں۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ آپ گاڑی چلا رہے ہیں موٹر سائیکل چلا رہے ہیں ہاتھ نہیں اٹھا سکتے تو دل سے دعا نکل رہی ہوتی ہے۔ آج کا یہ تصور ہے کہ تصویر ہونی چاہیے۔ میرے پاس استاد محترم ڈاکٹر اسرار صاحب کی کوئی تصویر نہیں ہے میرے والد صاحب کی کوئی تصویر نہیں ہے کسی استاد کی کوئی تصویر نہیں ہے لیکن اللہ کا احسان ہے کہ سفر میں ہوں تب بھی یاد ہوتے ہیں حضر میں ہوں تب یاد رہتے ہیں کوئی نماز کوئی درس کا موقع کوئی اجتماعی موقع جب دعا کا موقع آجائے تو کسی تصویر کی ضرورت نہیں ہوتی فوراً ان کی تصویریں سامنے ہوا کرتی ہیں اور یہ ہوتا ایسے لوگوں کا اخلاص کا معاملہ ایسے لوگوں کی للّٰہیت کا معاملہ ایسے لوگوں کی وہ محنتیں جو خالص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ہوا کرتی ہیں، ایسے لوگ دلوں میں گھر کر جاتے ہیں اور ہمیشہ یاد رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صبر جمیل دے۔
صرف ہم گھر والوں کو نہیں کہہ رہے ہمارے لیے بھی ظاہری اعتبار سے بہت بڑا ایک سہارا تھے ہماری بزرگ شخصیت تھے اور ابھی بھی تنظیم کے حوالے سے بہت سارے امور پر گفتگو ہوتی رہی مشاورت ہوتی رہی ہے بڑی فکر مندی کے ساتھ ہر مہینے ان کا آنا مشورے دینا پھر کوئی چیز رہ گئی تو باقاعدہ لکھ کر بھیجنا آخری ایک خط بھی ان کا میرے پاس موبائل پر موجود ہے کہ تنظیم اور انجمن کے معاملات میں جو مشاورت ہماری چل رہی ہے اس میں اس پہلو کو بھی دیکھ لیا جائے اس کو بھی دیکھ لیا جائے یعنی الحمدللہ بڑی متحرک زندگی تھی، ماشاءاللہ 71 برس کی عمر تھی تو کہیں سے نہیں لگتا تھا۔

مطلب ایسی شخصیات کو دیکھ کر ہمیں حوصلہ ملتا تھا ہمارا دل کرتا ہے کہ آگے سے آگے بڑھ کر کام کرنے کی کوشش کریں۔

تو حضرات! یہ کچھ بغیر کسی ترتیب کے میں نے اپنے جذبات آپ کے سامنے رکھے ہیں۔ جتنے لوگ یہاں پر موجود ہیں میرا اندازہ ہے کہ آپ نے ان کو بہت زیادہ قریب سے دیکھا ہے۔ میں نے مرکز میں بھی گزارش کی ہے کہ ندائے خلافت کے لیے کوئی آرٹیکل وغیرہ آجائے اور میری خواہش ہے کہ یہاں بھی کچھ ساتھی ان کے تعلق سے کچھ باتیں تحریر کریں۔ ایک تو تعریفی کلمات ہوتے ہیں وہ تو اپنی جگہ پر ہیں ایک ہوتا ہے کہ جس سے تحریک کے اعتبار سے، خدمت قرآنی کے اعتبار سے، خدمت دین کے اعتبار سے جذبہ پیدا ہو تو جو بھی آپ حضرات کی کچھ یادیں ہوں اگر ان کو مرتب کر لیا جائے اور مرتب کر کے ندائے خلافت کے آئندہ شماروں میں اس کو لانے کی کوشش کریں گے ان شاء اللہ تو یہ یادیں دوسروں کے لیے حوصلہ افزائی فراہم کریں گی۔ ان باتوں کا اصل مقصد کیا ہے؟ کہ تحریک کے اعتبار سے خدمت قرآن کے اعتبار سے خدمت دین کے اعتبار سے بات کو آگے بڑھایا جائے۔ اور خاص طور پر جو گھر میں تربیت کا معاملہ ہے وہ کچھ کچھ میرے علم میں ہے زیادہ نہیں ہے اگر دونوں صاحبزادے اگر تھوڑا سا مرتب کر سکیں یا بہنوں کے ذریعے بھی کچھ مرتب ہو سکے تو ہمارے تحریکی گھرانوں کے لیے یہ بڑی قیمتی بات ہو گی یعنی جس کو آج ہم تنظیم کے اندر 'گھریلو اُسرہ' کہتے ہیں وہ سلسلہ فاروقی صاحب کے ہاں برسوں سے ماشاء اللہ جاری ہے یہ میرے علم میں ہے الحمد للہ۔ اگر گھر کے وہ گوشے بھی کچھ مرتب ہو کر سامنے آسکے جس سے رفقائے تنظیم اور دیگر لوگوں کو ایک تحریک مل سکے ترغیب مل سکے تشویق مل سکے تو یہ زیادہ اچھی چیز ہوتی ہے۔ ایک تو عام انداز ہوتا ہے کہ تعریفی کلمات کہہ دیے جائیں اس کے بعد رسمی سی دعا ہو جائے اور معاملہ ختم ہو جائے۔ ایسا نہ ہو۔ ہم ایک تحریک کا حصہ ہیں ایک مشن کا حصہ ہیں تو ہمارے ہاں جب اس طرح کی گفتگو بھی ہو یا اس طرح کے کوئی تاثرات بھی قلم بند ہوں تو اس سے تحریک کو جلا ملتی ہے اس سے خدمت دین اور خدمت قرآن کے جذبے کو جلا ملے۔ میری گزارش ہو گی کہ جو ساتھی یہاں پر موجود ہیں وہ بھی اس حوالے سے اپنا کچھ حصہ اس میں ڈالیں اور دونوں بیٹے بھی اور گھر والے بھی مل کر خاص طور پر تحریک کے اعتبار سے خدمت دین اور خدمت قرآن

کے حوالے سے جو محترم فاروقی صاحب کی زندگی کے بڑے قیمتی گوشے ہیں اور بہت سے شاید میرے علم میں بھی نہ ہوں کچھ فاصلوں کی دوری کے اعتبار سے میں کہہ رہا ہوں قلبی قرب کے اعتبار سے نہیں۔ فاصلوں کے اعتبار سے جو دوری ہوتی ہے اس کی وجہ زیادہ استفادہ نہیں ہو پاتا لیکن یہاں جتنے بھی لوگ موجود ہیں الحمدللہ وہ اس حوالے سے کچھ ایسا اگر مرتب کرسکیں تو ان شاء اللہ وہ پوری تحریک کے لیے تنظیم کے لیے تحریکی ساتھیوں کے لیے بھی وہ ترغیب وتشویق کا باعث بنے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا بھی اس وقت جمع ہونا قبول فرمائے۔

2 اوریا مقبول جان

معروف دانش وراور کالم نگار۔ لاہور

محترم جناب اوریا مقبول جان صاحب نے ایک نجی چینل کے پروگرام ''حرفِ راز'' پر مورخہ 13 ستمبر 2021ء کو ایک تعزیتی ریفرنس کیا جس میں ڈاکٹر صفدر محمود (لاہور) اور انجینئر مختار فاروقی کی وفات پر اظہارِ تعزیت کرتے ہوئے ان دونوں حضرات کو ان کی ملّی وملکی خدمات خراجِ تحسین پیش کیا۔ اس میں سے فاروقی صاحب کے متعلق ریمارکس درج ذیل ہیں۔ (ادارہ)

حرفِ راز

انجینئر مختار حسین فاروقی صاحب ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کے ساتھیوں میں سے تھے اور ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کے تین شہروں میں بڑے مراکز ہیں: ایک تو لاہور میں (ظاہر بات ہے خود ڈاکٹر صاحب یہاں تھے)، دوسرا کراچی میں ڈیفنس کے اندر بہت بڑا مرکز ہے۔ وہاں بھی ڈاکٹر صاحب کچھ عرصہ رہے لیکن ایک دور دراز علاقہ جسے ہم جھنگ کہتے ہیں یہاں بھی ایک مرکز ہے۔ جھنگ میں انجینئر مختار فاروقی صاحب نے قرآن اکیڈمی قائم ہے وہاں ایک ہال (آڈیٹوریم) ہے لائبریری ہے اور دین کی نشر واشاعت کے دیگر شعبے بھی ہیں اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ جیسے پاکستان میں ترجمان القرآن ایک رسالہ جو مولانا مودودی نکالا کرتے تھے، اس کے بعد اس طرح ''حکمت بالغہ'' کے نام سے جھنگ سے فاروقی صاحب ایک رسالہ نکالا کرتے

تھے یعنی تنظیم اسلامی بھی اتنا اچھا رسالہ نہیں نکال سکی اور آپ سوچ سکتے ہیں کہ میں اس رسالے کا مدتوں مستقل قاری تھا، جس لیول کا علم اس کے اندر ہوتا تھا، جس طرح کے اس کے اندر مضامین آتے تھے، جس سطح کا انہوں نے کام کیا ہے......اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ یہ جو دورِ فتن ہے یہ جو آخر الزمان (قربِ قیامت کا دور) ہے اس کے بارے میں باقاعدہ ان کے مستقل موضوعات ہوتے تھے پھر ان مستقل موضوعات کے اوپر انہوں نے کئی کتابیں تحریر کی ہیں اور جھنگ کے علاقے میں رہتے ہوئے یہ سب کام کیے۔ وہ اتنے نیک انسان تھے آپ اندازہ کریں ان کو دیکھ کے عجیب وغریب احساس ہوتا تھا، سادہ سے کپڑے جو کہ استری بھی نہیں ہوئے ہوتے تھے اور ایک بالکل کھدر کی سی پگڑی سی انہوں نے باندھی ہوتی تھی اور جب وہ بولتے تھے تو ایسا لگتا تھا کہ ان کے اندر سے علم آرہا ہے اور علم بھی دین کا علم۔ بنیادی طور پر وہ انجینئر تھے، ایک عرصہ تک انھوں نے انجینئرنگ کی نوکری کی اور پھر اس کو چھوڑ کے جھنگ آگئے اور قرآن اکیڈمی بنائی اس اکیڈمی میں ایک ہال (آڈیٹوریم) ہے۔ ایک اور آخری بات کروں گا انہوں نے جھنگ میں یومِ پاکستان 27 رمضان کو منانے کی روایت ڈالی تھی اور ہر سال 27 رمضان کو اس آڈیٹوریم میں جلسہ کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنی جوارِ رحمت میں جگہ دے اور جنت الفردوس عطا فرمائے۔ آمین

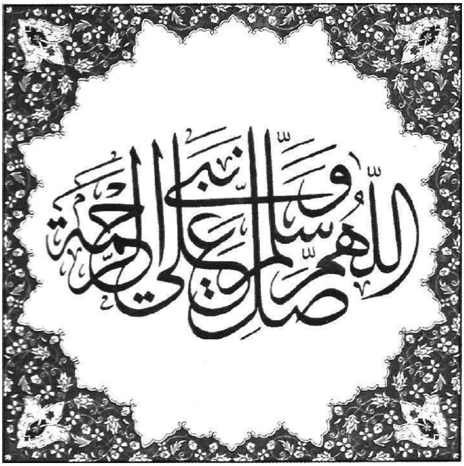

ٹوٹ کر سورج گرا ، کرنیں پریشاں ہوگئیں
دفن اک لمحے میں جانے کتنی صدیاں ہوگئیں

علم و عرفاں رو رہے ہیں ایک کونے میں کھڑے
زندگی کی ساری قدریں مرثیہ خواں ہوگئیں

کتنا گہرا زخم آیا ہے مظفر روح پر
خون کی بوندیں میری آنکھوں میں چسپاں ہوگئیں

باب 2

تعزیتی تاثرات

قرآن اکیڈمی جھنگ میں تعزیت کے لیے بہت سارے مہمانانِ گرامی تشریف لاتے رہے اور ان میں سے چند مہمانوں نے اپنے تعزیتی تاثرات مخصوص رجسٹر میں لکھ بھی دیے تھے۔ وہ تاثرات اس خصوصی نمبر کی نسبت سے یہاں شائع کیے جا رہے ہیں۔ (ادارہ)

1 فاروق شاہ۔ جھنگ

ایک عظیم استاد، دین اسلام کی خدمت کرنے والے، محبّ الوطن پاکستانی سے قوم محروم ہوگئی ہے۔ یہ کمی پوری نہیں ہوسکتی۔ ان کا قائم کردہ یہ ادارہ ان شاءاللہ قائم ودائم رہے گا اوران کی یاد اور مشن قائم رہے گا۔

2 ڈاکٹر سعید احمد آفتاب۔ جھنگ

جناب فاروقی صاحب کی خدمات کو ہمیشہ یادرکھا جائے گا۔ ان کی کمی ہمیشہ محسوس ہوگی، اللہ تعالیٰ ان کو جوارِ رحمت میں جگہ دے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

3 ڈاکٹر طارق محمود۔ امیر جماعت اسلامی لیاقت پور

مختار حسین فاروقی مرحوم ومغفور نے ایک مثالی زندگی گزاری۔ خود بھی نیک انسان تھے اوران کی اولاد بھی نیک اور صالح ہے۔ ایک بامقصد زندگی گزاری وقت اور مال دونوں اللہ کی راہ میں لگادیا۔ لوگ دنیا بناتے ہیں وہ بھی دنیا بناسکتے تھے مگر انہوں نے آخرت کے لیے سب کچھ اکٹھا کرلیا۔ خوش قسمت انسان تھے ادارے بھی بنائے اوراپنی اولاد کی بھی ایسی تربیت کی کہ وہ ان کے مشن کے دست وبازو بن گئے۔ اللہ انہیں جنت الفردوس میں مقام عطا فرمائے۔ ایک شعر یاد آرہا ہے وہ ان کی نذر ہے۔

؎ زندگانی تھی تیری مہتاب سے تابندہ تر
خوب تر تھا صبح کے تارے سے بھی تیرا سفر

4 مہر لیاقت علی شاہد جھنگ

میں مسمّیٰ لیاقت علی شاہد قوم جٹ کلاسن ایک خوش قسمت انسان ہوں جس کو گرامی قدر فاروقی صاحب کی شاگردی کا موقع ملا۔ نہایت ہی شفیق اور پیار کرنے والا انسان ملا۔ کل ان کی جدائی کا سن کر انتہائی صدمہ ہوا۔ اللہ پاک ان کو اپنی رحمت کے صدقے جنت الفردوس میں جگہ عطا

فرمائے اوران کے پسماندگان کوصبر کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں ان کی پیروی اور روشن کی ہوئی اسلام کی شمع پر عمل کا موقع اور توفیق دے۔(آمین)

5 راؤ عمر فاروق (ر) ریڈیو پاکستان ملتان

محترم فاروقی صاحب مرحوم میرے استاد اور مجھے تنظیم میں لانے والی شخصیت ہیں۔ اللہ تعالیٰ میرے مربی و استاد کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور اللہ ہمیں توفیق دے کہ ہم ان کے پہنچائے ہوئے فیض سے فیض یاب ہوتے رہیں اور تنظیم اسلامی میں رہ کر تا حیات استادِ محترم کے نقش قدم پر چلتے رہیں۔(آمین)

6 قیصر سجاد آفتاب جھنگ

عالم کی موت عالَم کی موت ہوتی ہے۔آپ کی ناگہانی موت سے جو نقصان پہنچا ہے، اللہ کریم اپنے فضل سے اس کی تلافی فرمائے۔ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحوم کے درجات بلند فرمائے۔آمین

7 ڈاکٹر محمد طاہر خاکوانی۔ملتان

اللہ تعالیٰ محترم مختار فاروقی صاحب کو غریقِ رحمت کرے۔انہوں نے ایک بھرپور مجاہدانہ زندگی بسر کی۔قرآن کا انقلابی فکر عام کیا۔خود اس کا نمونہ بنے اور ان میں ایک خاص بات یہ تھی کہ دوسروں کو متحرک (MOTIVATE) کرنا ان کا خاصہ تھا۔وہ آخری دم تک اپنے فکر میں مگن رہے اور اللہ کے ہاں پہنچ گئے۔اللہ ان کو اجر عظیم عطا فرمائے اور درجات بلند فرمائے اور ان پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔(آمین)

8 مغیث احمد۔ملتان

اللہ تعالیٰ مرحوم کی بخشش اور مغفرت فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔آمین

9 محمد نوید انجم جھنگ

"اِنَّـا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ" انجینئر مختار فاروقی صاحب کی اچانک وفات سے ہمارا علاقہ ایک قابل اور عالم باعمل شخصیت سے محروم ہو گیا ہے۔اللہ سے دعا گو ہوں کہ اللہ رب العزت

مرحوم کی بے حساب مغفرت فرما کر ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

10 منیب فاروق جھنگ

محترم انجینئر مختار فاروقی صاحب سے تعارف 30 سال پرانا ہے جب ان کے بڑے بیٹے عبداللہ ابراہیم ہمارے کلاس فیلو بنے تب سے لے کر آج تک محترم فاروقی صاحب کی قرآن کی ترویج کے حوالے سے جہد مسلسل اور قرآن مجید کی تشریح بذریعہ تقریر آپ کا بہترین کمال تھا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں مرحوم کے نقش قدم پر چلنے والا بنائے۔ محترم فاروقی صاحب یقیناً اعلیٰ علییّن میں نہایت اعلیٰ رتبے پر فائز ہوں گے۔ حضرت کی کاوشوں کو اللہ تعالیٰ ہمیشہ دائم رکھے۔ (آمین)

11 محمد سلیم اختر ملتان

محترم مختار حسین فاروقی صاحب اپنی ذات ہی انجمن تھے۔ میرے استاد تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کو کروڑوں رحمتیں عطا فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ بقول اقبالؒ

ے ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

12 عمر کلیم خان۔ ملتان

محترم فاروقی صاحب اپنی ذات میں خود انجمن تھے۔ ایک شخص سینکڑوں لوگوں کے حصے کا کام کر گیا۔ اللہ تعالیٰ غریق رحمت کرے، ہمیں ان کے لیے دعائے مغفرت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

13 ماسٹر عبدالرحمٰن۔ جھنگ

لوگوں کی پریشانیوں کو حل کرنے میں اپنی آپ مثال تھے۔ قرآن وسنت کے عین مطابق زندگی بسر کرنے والے شخص تھے۔ اللہ تعالیٰ محترم فاروقی صاحب مرحوم کے ساتھ رحم و عافیت والا معاملہ عطا فرمائے۔ آمین۔ ساری زندگی خدمت خلق اور دین کی خدمت میں، خوش اخلاقی، ہمدردی، لوگوں کی مشکلات حل کرنے میں فرشتہ صفت انسان تھے۔

14 مولانا محمد انور چیمہ مدظلہ۔ جھنگ

محترم مکرم مغفور جناب فارقی صاحب مشکل دور میں اللہ کا نام بلند کرنے والے انسان تھے۔ایسے نیک حضرات کی دورِ حاضر میں کمی ہو رہی ہے۔

15 رانا امتیاز احمد خان۔ جھنگ

مختار فاروقی ایک بہت اچھے انسان تھے اور تعلق والد صاحب سے شروع ہوا اور ہمارے ایک بہت اچھے گائیڈ کرنے والے ساتھی تھے۔اللہ ان کی قرآن کی محنت کو قبول فرمائے اور اُن کے درجات بلند فرمائے۔اُن کے جانے سے ایک بہت بڑا خلا پیدا ہو گیا۔اللہ ان کے بیٹوں کو اس کام کے لیے آسانیاں فرمائے۔آمین

16 مسعود حسین قریشی۔ملتان

محترم مختار حسین فاروقی صاحب ایک عظیم علمی شخصیت تھے۔مرحوم سے میرا تعلق ایک استاد اور شاگرد والا تھا۔محترم مختار حسین فاروقی صاحب اسلام کی احیائی فکر کے علم بردار تھے۔ آخری وقت تک وہ اسلام کی احیائی فکر کو عام کرنے میں کوشاں رہے۔اپنی تمام عمر اور مساعی انقابی فکر کو زندہ کرنے اور عام کرنے میں صرف کردی۔ڈاکٹر اسرار احمد کے دیرینہ ساتھیوں میں سے تھے اور آخری وقت تک ڈاکٹر صاحب کے فکر کے مبلغ رہے۔ END OF TIME پر مرحوم کی دقیق نظر تھی۔مرحوم کی مختلف تحقیقات سے ہمیشہ مستفید ہوئے اور سوچ کے نئے دروازے کھلے۔ اللہ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور جنت میں اعلیٰ درجات عطا فرمائے۔(آمین)

17 محمد نسیم اختر سیال۔ جھنگ

محترم مختار حسین فاروقی صاحب سے میرا تعلق 1986ء سے لے کر 13-09-2021 تک رہا ہے۔محترم فاروقی صاحب اپنی ذات میں خود انجمن تھے۔بہت عظیم انسان تھے۔ان جیسے انسان صدیوں میں پیدا ہوتے ہیں۔وہ عام طرح کے انسان نہیں تھے۔وہ اس کائنات کا اثاثہ اور غیر معمولی انسان تھے۔انہوں نے اپنی ساری زندگی قرآن پاک کو ترجمہ کے ساتھ پڑھانے میں گزار دی۔آخری وقت تک دروس، قرآن کلاس، 25 روزہ کلاس جاری

تھی۔ترجمہ قرآن سلسلہ وار جمعہ کے روز جاری تھا۔اللہ تعالیٰ انہیں غریق رحمت کرے۔اللہ ان کے درجات بلند کرے اور ہمیں ان کے نقش قدم پر چلا دے۔آمین

18 فقط اللہ خان۔جھنگ

مختار حسین فاروقی صاحب اور ان کے ادارے کے ساتھ میرا سفر 1998ء میں دورہ ترجمہ قرآن، مسجد عبید اللہ سلطان والا سے شروع ہوا اور 13-09-2021 تک رہا۔مرحوم ایک عظیم انسان تھے۔وہ قرآن کے ایسے داعی تھے کہ انسان کو اپنی طرف کھینچ لینے والا معاملہ تھا۔ایک درویش سادہ انسان اپنی زندگی قرآن کے لیے وقف کی ہوئی۔بہت محنت اور مشقت سے کام کرتے تھے اور اپنے شاگردوں سے بھی یہی توقع کرتے تھے کہ وہ بھی اس کام میں اپنا حصہ ڈالیں۔ان کے بارے میں کہنے کی باتیں بہت ہیں جن کو بیان کرنے کے لیے اوراق کم ہیں۔ان پر ہی اکتفا کرتا ہوں۔اللہ تعالیٰ جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔

19 ڈاکٹر جہانزیب سیال۔جھنگ

اللہ نے اس کائنات کو فانی بنایا ہے۔اس دنیا سے ہر انسان کو اپنے خالق کی طرف لوٹنا ہے۔مگر بعض شخصیات ایسی ہوتی ہیں جن کا قرب باعث نعمت اور جن کا وصل باعث غم ہوتا ہے۔ہمارے استاد انجینئر مختار فاروقی صاحب بھی ان شخصیات میں سے تھے۔ہمارے استاد نے ہمیں اس دنیا میں خدا کی اصل تعلیم (جو ہمیں اس دنیا میں زندگی گزارنے کے لیے قرآن مجید میں اللہ نے بیان کی ہے) سے نہ صرف منور کیا بلکہ حقیقی مسلمان کے طور پر زندگی گزارنے کا طریقہ سمجھایا۔

20 اورنگزیب سیال۔جھنگ

حضرت قبلہ انجینئر مختار فاروقی صاحب سرزمین جھنگ کے قابلِ فخر فرزند تھے۔آپ نے اپنی دھرتی میں ایک ایسا ادارہ قائم کیا جس کی شہرت اندرون و بیرون ممالک تک جا پہنچی۔قرآن اکیڈمی جھنگ ایسا ادارہ ہے جس کی جھنگ میں صدیوں سے ضرورت محسوس ہو رہی تھی لیکن اس عظیم انسان نے پوری کر دی۔میرا تعلق آپ سے پروفیسر سمیع اللہ قریشی کی معرفت سے ہوا کچھ عرصہ سے وہ اپنا رسالہ حکمت بالغہ بھی بھیجا کرتے تھے۔ایسے انسان کم ہی پیدا ہوتے ہیں۔

21 سرفراز جاوید۔ جھنگ

جھنگ کی عوام کے لیے آپ ایک عظیم علمی شخصیت تھیں۔آج وہ ایک عظیم شخصیت سے محروم ہوگیا۔ایسی شخصیت صدیوں بعد جنم لیتی ہیں۔اللہ تعالیٰ آپ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین۔قرآنی حوالے سے آپ کی بہت کوششیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ قبول و منظور فرمائیں۔تنظیم کے حوالے سے جھنگ میں آپ کی کاوشیں قابل ذکر ہیں۔

22 حافظ عاکف سعید۔انجمن خدام القرآن لاہور، ماڈل ٹاؤن، لاہور

بلا شبہ محترم ومکرم مختار حسین فاروقی صاحب ان چیدہ لوگوں میں سے تھے جو''زمانہ با تو نہ سازد تو با زمانہ ستیز'' کا مصداق تھے۔ان کی پوری زندگی باطل قوتوں کے ساتھ کشمکش کرنے اور قرآن حکیم کے ابدی پیغام کو عام کرنے میں گزری۔ وہ ایک بہترین معلم، بہترین مدرّس اور بہترین خطیب تھے۔حاصل کلام یہ کہ وہ خیر کم من تعلم القرآن و علمه کے مصداق تھے۔اللہ سے دعا ہے کہ وہ انہیں ان کی خدمات کے حوالے سے اجرِ عظیم عطا فرمائے۔آمین

23 حافظ عبدالوحید خان مگھیانہ۔ جھنگ

فاروقی صاحب نہ صرف سرمایہ جھنگ بلکہ سرمایہ امتِ اسلامی تھے۔ان کی وفات سے جو خلا پیدا ہوا ہے وہ کبھی پر نہ ہو سکے گا۔عظیم ترین شخصیت، ماہر قرآن و مفکر اسلام تھے۔اللہ رب العزت ان کے درجات بلند فرمائے۔آمین

24 محمد افضل اقبال۔ جھنگ

اللہ تعالیٰ عظیم روحانی شخصیت محترم فاروقی صاحب کو غریق رحمت کرے اور ان کے زیر سایہ قرآن اکیڈمی کی تمام شب و روز کاوشوں میں برکات عطا فرمائے۔ 11 محرم الحرام 1443ء کو ان سے ملاقات میں وہ فرما رہے تھے کہ ''میرے بعد پتا نہیں کیا ہوگا۔ہم نے تو اپنی زندگی قرآن کے لیے وقف کردی ہے'' یہ بات ابھی بھی میرے دل و دماغ میں گونج رہی ہے جب ڈاکٹر مظہر صاحب میرے بڑے بھائی اور میجر عبداللہ صاحب کی ہمراہی میں ان سے ملاقات ہوئی تھی۔ بہت مسحور کن اور انتہائی سادہ شخصیت کے مالک تھے۔اللہ پاک ان کی محنت میں برکت عطا

کرے اوران کو بہترین صلہ عطا فرمائے۔آمین

25 قمر سلطان مگھیانہ۔ایڈووکیٹ۔جھنگ

جدید تعلیم یافتہ طبقہ جس کی زندگی الحاد کی آندھیوں سے نبرد آزما ہے اور جسے عافیت کے لیے سائبان دستیاب نہیں، اس وقت مختار فاروقی صاحب جیسے انسان جو صدیوں میں پیدا ہوتے ہیں فکری محاذ پر مورچہ زن ہوکر ان مصائب سے مسلمانوں کی نسلوں کو بچانے کا فریضہ انجام دینے کے لیے رب کائنات کی خاص حکمت سے متعین ہوتے ہیں۔ان کی شفقت محبت اور ان کے نصائح میری زندگی کا سرمایہ ہیں۔ میں اور میرے حلقہ میں موجود احباب سب رطب اللسان ہیں کہ ایسا بڑا انسان، مبلغ اسلام اور باکردار معلم آج تک نہیں دیکھا جن کی نگاہ وفکر مؤمن کی فراست تھی جس کا اشارہ احادیث میں ملتا تھا۔خدا عظیم انہیں کروٹ کروٹ جنت الفردوس میں رحمت عطا فرمائے اور ہمیں ان کے اسباق یاد رکھنے کی توفیق دے اور قرآن اکیڈمی سے وابستہ ارادے اور وعدے نبھانے کی توفیق دے،......آمین

26 محمد امجد شاہد صاحب۔ٹوبہ ٹیک سنگھ

جناب فاروقی صاحب اللہ تعالیٰ کے نہایت برگزیدہ بندے تھے۔ ان کے جانے سے بہت بڑا خلا پیدا ہوا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ان جیسے نیک بندوں کے طفیل اور حضرت محمد ﷺ کے حیلہ وسیلہ سے ہمیں بھی معاف فرمائے۔آمین

27 مولانا ذوالفقار علی نقشبندی۔امیر تحریک فہم القرآن والحدیث عالمی، جھنگ

محترم مختار حسین فاروقی مرحوم ومغفور، نابغہ روزگار،عبقریٔ زمانہ شخصیت کے مالک تھے۔نظام خلافت کے قیام، خدام القرآن اور قرآن اکیڈمی کے حوالے سے ان کی خدمات جلیلہ قابل رشک، لائق تحسین اور قابل تقلید ہیں۔ان کی وفات حسرت آیات پوری امت کے لیے بالخصوص تنظیم اسلامی کے رفقاء کے لیے بہت بڑا نقصان ہے۔شاید یہ خلا بمشکل پر ہو۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ان کی حسنات کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے ان کی سیئات سے درگزر فرما کر

اعلیٰ علیین میں مقام قرب نصیب فرمائے۔ آمین

28 ڈاکٹر ناصر عباس۔ پروفیسر شعبہ شماریات گورنمنٹ کالج جھنگ

میری مرحوم فاروقی صاحب سے چند ایک ملاقاتیں ہیں۔ تبلیغِ دین اور ترویج قرآن کے لیے ان کی خدمات کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ اللہ پاک انہیں ان کارہائے حسنہ پر اپنی شان کے مطابق اجر دے۔ آمین

29 محمد شفیق فہد۔ جھنگ

وہ الفاظ نہیں مل رہے جو لکھے جائیں۔ 26-08-2021 کو محترم جناب مختار حسین فاروقی صاحب کے زیر قیادت مختصر قرآن فہمی کورس میں شرکت کی سعادت حاصل ہوئی۔ مختصر وقت میں استاد محترم نے اسلام کے بارے میں اہم باتوں سے آگاہ کیا۔ میری عمر 44 سال ہے مجھے چند دن کی کلاس سے یہ محسوس ہوا کہ اب تک کے 44 سال میں نے اندھیرے میں گزارے ہیں۔ چند دنوں میں محترم فاروقی صاحب نے دل و دماغ وضمیر کو دینی تعلیمات کے حوالے سے ایسی روشنی عطا فرمائی کہ کلاس کے بعد پہلے اپنے گھر والوں کو دوست احباب کو رشتے داروں کو فاروقی صاحب کے دیے گئے درس کے مطابق کام شروع کیا۔ اے رب ذوالجلال مجھے استاد محترم مختار حسین فاروقی صاحب کے مشن کو قائم رکھنے کی ہمت، طاقت، توفیق عطا فرمائیں۔ آمین

پچیس روزہ قرآن فہمی کورس مع ترجمہ ان کے زیر سایہ مکمل کیا۔ انتہائی شفیق اور انتہائی مہربانی اور نفیس انسان تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کی کاوشوں کو قبول فرماتے ہوئے ان کے درجات بلند فرمائے اور انہیں جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین

30 مولانا سید محمد کفیل بخاری۔ امیر مجلس احرارِ اسلام پاکستان

محترم مختار حسین فاروقی صاحب سے میرا تعارف ان کے قیام ملتان کے دوران ہوا۔ فاروقی صاحب محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کے معتمد اور قابل فخر تلامذہ میں سے تھے۔ خدمت قرآن کے جذبے سے سرشار ایک فکر مند مبلغ و معلم قرآن تھے۔ انہوں نے تحریر وتقریر کے ذریعے قرآن کریم کی دعوت ومقاصد کو مسلمانوں تک پہنچانے اور عوام الناس میں قرآنی شعور بیدار کرنے میں اپنی تمام صلاحیتیں وقف کیں اور ایسے عظیم الشان کام میں زندگی تمام کردی۔ اللہ تعالیٰ فاروقی

صاحب کی دینی خدمات ومساعی کو قبول فرمائے۔ان کے ادارے کو ترقی عطا فرمائے۔ان کی اولاد کو صدقہ جاریہ بنائے اور انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ میں قرآن اکیڈمی جھنگ کے تمام کارکنان سے اظہار تعزیت اور صبر جمیل کی دعا کرتا ہوں۔

31 محمد سلیم۔مقامی امیر تنظیم اسلامی،جنوبی اسلام آباد

میری نظر میں محترم مختار فاروقی صاحب نے اللہ سبحانہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کی گئی مہلت عمل سے خوب اور خوب تر فائدہ اٹھایا۔اللہ تعالیٰ کے دین کی نشر واشاعت اور اس کے دین کے غلبہ کی جدوجہد میں جان و مال جس طرح حق ہوتا ہے میری نظر میں امکانی حد تک لگایا۔اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔اللہ سبحانہ تعالیٰ ان کی خطاؤں سے درگزر فرمائے اور ان کی نیکیوں کا ان کو بھر پور اجر عطا فرمائے۔جنت الفردوس میں اعلیٰ درجات سے نوازے۔ہمیں ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

32 محمد اظہار الحق۔پرنسپل سلیم حبیب ایجوکیشن کمپلیکس۔ٹوبہ ٹیک سنگھ

بندہ ناچیز، حضرت قبلہ فاروقی صاحب سے کئی بار ملاقی ٹھہرا۔ایسے اصحاب حکمت و دانش اور فکر انگیز شخصیت سے ملاقات سعادت مندی سے کم نہیں اور ان کی کمی کا احساس اس وقت شدت اختیار کر گیا جب ان کی حیاتِ مقدسہ میں کم وقت کے لیے استفادہ کر سکا۔میرے لیے ان کا رخصت ہونا اور اپنے خالق حقیقی سے جا ملنا پر تاسف بھی ہے اور پر ملال بھی لیکن ان کا روحانی تعلق اور فکر مجھے ہر لحہ رہنمائی کرتے رہیں گے۔ان شاء اللہ۔اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ہمیں بھی توفیق دے کہ ان کے سلسلۂ تبلیغ ودعوت دین اور تعلیمات حسنہ پر عمل پیدا ہو سکے۔آمین

33 حافظ عبد الماجد۔لاہور

حق مغفرت کرے،عجب آزاد مرد تھا۔

34 افتخار احمد بھوچرا۔جھنگ

محترم انجینئر مختار فاروقی صاحب سے ’پھر سوئے حرم لے چل‘ کورس میں استفادہ

حاصل کرنے کا موقع ملا۔اس پروگرام نے حقیقتاً میری زندگی کا رخ تبدیل کر دیا۔اسلام کو بطور دین اپنانے اور نفاذِ اسلام کے مشن میں اپنا کردار ادا کرنے کا اشتیاق پیدا ہوا۔غرض یہ کہ زندگی کو ایک مقصد مل گیا۔میری دل دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ فاروقی صاحب کو ان سب کوششوں کا اجر نصیب کرے۔میرے اور میرے سمیت ایک بڑی تعداد میں ان کے شاگرد جو اس مشن میں لگے ہیں ان سب کو استقامت عطا کرے۔اللہ تعالیٰ فاروقی صاحب کو جنت میں اعلیٰ مقام اور اپنے استاد محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کی رفاقت عطا کرے۔آمین۔

35 احمد بخش۔جھنگ صدر

قلمی عرض ہے کہ اپنی زندگی کے لمحات میں کئی شخصیات سے وابستگی ہوئی تعلیم کے میدان میں 2019ء میں اکیڈمی ہذا میں پڑھنے کا موقع ملا تمام اساتذہ قابل تعریف ہیں اپنے اپنے مضامین میں عبور اور تجربہ کاری اور مہارتی سے روشناس کرواتے رہے مگر ایک ہستی وہ بھی ان میں شامل تھی جو کہ آج ہم سے جدا ہو چکی ہے وہ ہیں ہمارے پیارے قابل احترام ہستی جناب مختار حسین فاروقی صاحب، جنہوں نے ہمیں قرآن پاک کے علم سے روشناس کروایا اور ہمارے اندر ایک روح تڑپا دی کہ اس تعلیم کے بغیر زندگی بے کار اور بے معنی ہے ہمیں ان کے کارناموں اور جذبات کو سلام کہنا ہے اور اس مشن کو جاری رکھنا ہے۔اللہ ہمیں توفیق دے۔آمین

36 محمد یوسف نورانی۔نشاط پبلک ماڈل گرلز ایلیمنٹری سکول، جھنگ شہر

سر مختار حسین فاروقی صاحب ایک اعلیٰ تعلیم یافتہ اور ماہر استاد تھے۔اقبالیات کو پڑھانے کا تجربہ کسی کسی کو ہوتا ہے جن میں سے آپ ایک تھے اور تاریخ کے ماہر تھے۔اس کے ساتھ ساتھ جس رو سے بھی دیکھا جائے تو سر فاروقی صاحب اعلیٰ سوچ اور ظرف کے مالک نظر آتے تھے۔

37 حسنین ظفر شیخ جھنگ

A DECENT CAREER CLOSED DECENTLY. HE WAS REALLY A SHINING STAR. HE WILL LIVE IN OUR HEARTS FOREVER AND EVER.

عجب قیامت کا حادثہ ہے کہ اشک ہے آستیں نہیں ہے
زمیں کی رونق چلی گئی ہے، اُفق پہ مہر مبیں نہیں ہے
تری جدائی میں مرنے والے، وہ کون ہے جو حزیں نہیں ہے
مگر تیری مرگِ ناگہاں کا مجھے ابھی تک یقیں نہیں ہے!
اگرچہ حالات کا سفینہ اسیر گرداب ہو چکا ہے
اگرچہ منجدھار کے تھپیڑوں سے قافلہ ہوش کھو چکا ہے
اگرچہ قدرت کا ایک شہکار آخری نیند سو چکا ہے
مگر تری مرگِ ناگہاں کا مجھے ابھی تک یقیں نہیں ہے!
کئی دماغوں کا ایک انساں، میں سوچتا ہوں کہاں گیا ہے؟
قلم کی عظمت اُجڑ گئی ہے، زباں کا زورِ بیاں گیا ہے
اُتر گئے منزلوں کے چہرے، امیر کیا؟ کارواں گیا ہے
مگر تری مرگِ ناگہاں کا مجھے ابھی تک یقیں نہیں ہے!
یہ کون اُٹھا کہ دیر و کعبہ شکستہ دل خستہ گام پہنچے
جھکا کے اپنے دلوں کے پرچم خواص پہنچے عوام پہنچے
تری لحد پر خدا کی رحمت، تری لحد کو سلام پہنچے
مگر تیری مرگ ناگہاں کا مجھے ابھی تک یقیں نہیں ہے

(شورش کاشمیری)

باب 3

متفرقات

1. تعزیتی خطوط
2. SMS اور Whatsapp پیغامات
3. روداد یادِ فاروقی نشست
4. انجینئر نوید احمد رحمۃ اللہ علیہ کے انٹرویو سے اقتباس

❶ تعزیتی خطوط

1 محمد صادق قصوری برج کلاں، ضلع قصور

؎ بزم جہاں میں جن سے اجالا تھا اے اجل
تو نے کہاں وہ چاند کے ٹکڑے چھپا دیے

آج آپ نے جناب انجینئر محمد مختار فاروقی صاحب کے انتقال پر ملال کی خبر کیا سنائی، مجھ پر قیامت بن کر گزری۔ اشکبار ہوا، ان کے لیے کلمات خیر کہے مگر پھر اپنے آپ کو سنبھال نہ سکا۔ مرحوم سے اگرچہ آج تک ملاقات نہیں ہوئی تھی مگر ان کی دینی خدمات کا میں معترف تھا اور ہوں۔ ان کی تحریریں معتدل ہوا کرتی تھیں۔ وہ تعصب، فرقہ واریت اور انتہا پسندی کی وبا سے دور تھے۔ پڑھا لکھا طبقہ ان کی خدماتِ جلیلہ، مساعی جمیلہ اور کارہائے حمیدہ و عظیم کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا تھا۔ وہ دردمند دل رکھنے والے بزرگ تھے۔ میرے محسن تھے۔ کئی بار میری پریشانیوں کو دور کیا۔ بے لوث اور محبّ وطن پاکستانی تھے۔ ایسے لوگ اب عنقا ہوتے جا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت و بخشش فرمائے، ان کی قبر پر نور کی بارش فرمائے۔ ان کے جملہ پسماندگان اور آپ تمام لوگوں کو صبر جمیل کی توفیق ارزانی کرے اور استقامت نصیب فرمائے اور ان کے نقش قدم پر چلنے کی ہمت، طاقت اور جرأت مرحمت فرمائے۔ آمین ثم آمین، بجاہ سید المرسلین ﷺ

بگذار تا بگریم چوں ابر در بہاراں
کہ از سنگ نالہ خیزد روز وداع یاراں

(اے دوست! مجھے موسم بہار کے بادلوں کی طرح کھل کر رونے دے، کیونکہ جس دن دوست جدا ہوتے ہیں، اس روز تو پتھروں سے بھی رونے کی آوازیں آتی ہیں۔)

مکرر آنکہ:۔ کئی امراض کا شکار ہوں۔ انجینئر صاحب کی موت نے مجھے رلا دیا بلکہ ابھی تک اشکبار ہوں۔ فوراً تعزیت نامہ لکھا۔ پتہ نہیں کیا لکھ گیا ہوں۔ جو بھی ہے قبول فرمائیں۔ میں سفر کے قابل

نہیں ہوں۔79 برس عمر، بڑھاپا اور عوارضات کی یلغار ہے۔ میری طرف سے ان کی قبر مبارک پر عقیدت کے چند آنسو بکھیرنا اور فاتحہ بھی پڑھ دینا۔ اللہ تعالیٰ ان کی قبر کو جنت کا باغیچہ بنائے۔ آمین

میں شاعر نہیں ہوں تاہم انجینئر صاحب کی محبت ایک ''قطعہ تاریخ رحلت'' لکھنے کی ادنیٰ سی کوشش کی ہے۔

''ولیٔ پاک مختار حسین فاروقی''

مختار حسین گئے زیر زمین آہ	فضا پر چھا گئے آثارِ ظلمت
مکمل صاحب اخلاق اعلیٰ	مجسم حامل فخر و جلالت
رہے گا عشاق کے دل میں مدتوں	انجینئر صاحب تمہارا داغِ فرقت
ہمیشہ رہے وہ شگفتہ مزاج	پس ِمرگ ملا گلزارِ جنت
ہاتف غیب نے کہا اے صادقؔ	''آثارِ فراست'' ہے تاریخ رحلت

۱۴۴۳ھ

2 پروفیسر محمد الیاس اعظمی۔ کوٹ اعظم خان۔ قصور

گزشتہ روز ''حکمت بالغہ'' کے دفتر سے فون پر اطلاع ملی کہ محترم مختار فاروقی صاحب گزشتہ ہفتے اس دار فانی سے دار الخلد کو سدھار گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔

احقر محمد الیاس اعظمی کا مرحوم کے ساتھ پہلی ٹیلی فونک رابطہ تقریباً 6-2005ء میں ہوا اور پھر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ گہرا ہوتا چلا گیا۔ درمیان میں کبھی کبھی قلمی ملاقات بھی ہو جاتی لیکن یہ میری حرماں نصیبی ہے کہ مشاغل کثیرہ کے باعث عدیم الفرصتی کا شکار ہونے کی وجہ سے بالمشافہ ملاقات سے محروم رہا، جس کا قلق ہمیشہ رہے گا۔

محترمی عبداللہ صاحب! فاروقی صاحب نے اپنے آثارِ قلمی، حکمت بالغہ اور قرآن اکیڈمی کی صورت میں 'عِلۡمٌ یُنۡتَفَعُ بِہٖ' کا جو ترکہ چھوڑا ہے، یہ ہمیشہ اُن کی حسنات میں اضافے کا ذریعہ اور مغفرت کا سامان بنتا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ ان کی تمام مساعی جمیلہ کو شرف قبول بخشے۔

محترم فاروقی صاحب ایک مخلص، مجاہد اور قومی درد رکھنے والے سچے پاکستانی تھے، وہ حین حیات اسلامی افکار کی اشاعت، ملکی نظریاتی سرحدوں کا دفاع اور اقبال کے دینی و ملّی نظریات

کے فروغ کے لیے قلم بدست مصروفِ عمل رہے، یہی ان کا سرمایۂ افتخار تھا۔ مبدء فیض نے اس مقدس فریضہ کی ادائیگی کے لیے ان کو چن لیا تھا۔ شاید ان کی پیدائش پر 'مختار' نام رکھنے میں بھی یہی راز پوشیدہ تھا۔ محترم الحاج ظہور حسین کمالیہ، فاروقی و اعظمی (راقم الحروف) کے درمیان رابطے کے لیے پل کا کردار ادا کرتے رہے، جب کبھی میری طرف سے سستی و کسلان کا مظاہر ہوتا تو فاروقی صاحب محبانہ شکوہ حاجی صاحب سے کرتے تو وہ مجھے حکم دیتے کہ اگر خط نہیں لکھ سکتے تو ٹیلی فون پر ہی علیک سلیک کرلیا کرو۔ جزاہ اللہ تعالیٰ عنی

عزیزم! فاروقی صاحب کے جانے جو خلا پیدا ہوا ہے، اس کے پر ہونے پر یقیناً وقت لگے گا لیکن اس کے لیے محنت شاقہ اور کوشش بسیار بہت ضروری ہے۔

میری دعا ہے کہ مولائے کریم جل وعلا آپ تمام اہل خانہ، قرآن اکیڈمی اور حکمت بالغہ کے تمام اراکین اور ارباب بست وکشاد کو یہ صدمہ برداشت کرنے کی ہمت و طاقت عنایت کرتے ہوئے اس پر آپ سب لوگوں کو اجر جزیل عطا فرمائے۔ امید ہے کہ آپ سب لوگ فاروقی صاحب کے لگائے ہوئے اس پودے کی بہاروں کو قائم رکھنے کے لیے اپنی مخلصانہ خدمات اور بہترین صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔ آمین۔

3 محمد طاہر حیات۔ اسلام آباد

آہ! فاروقی صاحب

مجھے 14 ستمبر 2021ء بعد نماز ظہر انجینئر مختار حسین فاروقی کے آخری سفر کی روانگی کا پتہ چلا۔ نماز عصر کے بعد اپنے محلّہ گلزار مدینہ اسلام آباد مسجد یوسف شہید (H-33) میں مفتی فداء اللہ صاحب سے دعائے مغفرت کروادی تھی۔ فاروقی صاحب سے 1988ء والی پہلی ملاقات آج تک یاد ہے جو آپ کے دولت خانہ جھنگ میں ہوئی تھی۔ دوپہر کا کھانا جو آپ کے ساتھ کھایا تھا، آج تک اس کا ذائقہ محسوس کررہا ہوں۔ مرکز تنظیم اسلامی کی اجازت سے حاضر ہوا تھا کہ آپ سے ٹوبہ ٹیک سنگھ میں درسِ قرآن کے لیے درخواست کروں۔ جیسا کہ آج سب کو معلوم ہے کہ آپ کے نماز جمعہ کے خطابات مختلف مساجد میں کچہری پریس کلب ٹوبہ اور ایک پرائیویٹ ہائی سکول میں ہوتے تھے جس کی برکت سے ٹوبہ ٹیک سنگھ میں تنظیمی نظام قائم ہو چکا ہے بلکہ قرآن مرکز بھی

شالیمار ٹاؤن راقم کے گاؤں میں قائم ہے۔ ان شاء اللہ یہ سب کاوشیں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبول ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے۔ (آمین)

4 پروفیسر عبدالخالق سہریانی
ایوانِ علم وادب، کندھ کوٹ، ضلع کشمور، سندھ

کل دفتر قرآن اکیڈمی جھنگ سے بذریعہ فون محترم فاروقی صاحب کے انتقال کی اطلاع ملی ، دلی صدمہ ہوا۔ مرحوم فاروقی صاحب ہمارے محسن اور مربی تھے، ان سے دیرینہ تعلقات تھے۔ وہ ہمارے دینی کاموں میں رہنمائی اور تعاون فرماتے رہتے تھے۔ ان کے انتقال سے دینی اور علمی محاذ میں بڑا خلا پیدا ہوگا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی خدمات کو قبول فرما کر ان کو جنت الفردوس کے اعلیٰ مقامات سے نوازے اور ان کے کام کو جاری رکھنے کی توفیق ہمیں عطا فرمائے۔ امین۔ سب احباب کی خدمت میں میرا سلام اور پیغامات تعزیت قبول ہو۔

5 ممتاز بخت۔ امیر حلقہ مالاکنڈ تنظیم اسلامی

محترم مختار حسین فاروقی نہ صرف تنظیم اسلامی کے بلکہ عالم اسلام کے عظیم مؤرخ، مصنف، مقرر، خطیب، مربی، داعیٔ اسلام اور داعی انقلاب تھے۔ میرے لیے خصوصی طور پر ایک استاد اور مربی کی حیثیت رکھتے تھے۔ ان کی شخصیت سے متأثر ہو کر میں تین دفعہ قرآن اکیڈمی جھنگ حاضر ہو کر ان سے استفادہ کرتا رہا۔ ان کی تقاریر سے ایک روحانی تسکین محسوس کرتا۔ حقیقت میں وہ ایک درویش صف انسان تھے۔ اپنے اوقات کا صحیح استعمال کرنے والے، محرک، دین اسلام کو پاکستان اور عالمی سطح پر غالب کرنے کے آرزومند تھے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا ہے کہ ان کی سعی کو قبول فرمائے اور ان کے برخوردار عبداللہ اسماعیل صاحب کو توفیق دے کہ ان کے مشن کو جاری رکھ سکیں۔ آمین

6 قاری عزیز اللہ قریشی،
مدیر مدرسہ سیدنا ابن عمر، تخت بھائی، ضلع مردان

حکمت بالغہ میں آپ کے والد محترم انجینئر مختار فاروقی کی اس دنیا سے رحلت فرمانے کی خبر کو پڑھ لیا۔ اِنَّـا لِـلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ ۔ ہم برابر آپ کے ساتھ غم میں شریک ہیں۔ سارے

طلباء اراکین اساتذہ کرام نے مرحوم کی مغفرت کے لیے دعائیں مانگیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو صبرِ جمیل عطا فرمائے اور مرحوم والدِ محترم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائے۔

7 مولانا قاری شاہ رفیع الدین
مہتمم جامعہ دارارقم گل آباد، تحصیل و ضلع چارسدہ

بندہ آپ کے ماہنامہ میں انجینئر مختار فاروقی کی وفات کی خبر پڑھ کر بہت غمگین ہوا۔ اِنَّا لِـلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ دعا کرتے ہیں کہ مرحوم نے اپنے پیچھے جو صدقہ جاریہ چھوڑے ہیں اس کو قبول فرمائے مرحوم کو جنت الفردوس نصیب فرما کر اپنا دیدار نصیب فرمائے۔ جامعہ ہٰذا کے اساتذہ کرام اور معلّمین آپ کے ساتھ غم میں برابر شریک ہیں۔ مرحوم کی بخشش کے لیے اجتماعی دعائیں مانگی گئیں۔

8 محمد میاں ظاہر شاہ
مہتمم جامعہ تعلیم القرآن گل آبادہ میرہ۔ تحصیل و ضلع چارسدہ

ربیع الاول 1443ھ/ اکتوبر 2021ء کے شمارے میں آپ کے والدِ محترم جناب انجینئر مختار فاروقی صاحب کی وفات کی دل گداز خبر پڑھ کر دل بہت غمگین ہوا۔ اِنَّـا لِـلّٰـهِ وَاِنَّـا اِلَيْهِ رَاجِـعُـوْنَ کے سوا اور کیا کچھ کہہ سکتے ہیں۔ مرحوم اپنے پیچھے صدقہ جاریہ کے طور پر بہت کچھ چھوڑ گئے ہیں۔ دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے اور آپ کو اور سارے خاندان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے جامعہ ہٰذا میں ختمِ قرآن کر کے مرحوم کے لیے دعائیں مانگی گئیں۔

محترم فاروقی صاحبؒ اپنے شاگردوں کو یہ شعر سنا کر دین کے کام کا شوق و جذبہ دلاتے تھے

جاگنا ہے جاگ لے اَفلاک کے سائے تلے
پھر حشر تک سوتا رہے گا خاک کے سائے تلے

2 SMS اور Whatsapp پیغامات

1 رشید خان۔ملتان

آپ کے والد محترم کی وفات کا سن کر شدید دھچکا لگا۔ دل بہت دکھی ہوگیا۔ اتنے پیارے، شفیق اور محبت کرنے والے باپ کی جدائی پر آپ کس دکھ اور کرب سے گزرے ہوں گے میں بخوبی سمجھ سکتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کو صبر جمیل عطا فرمائے اور فاروقی صاحب کو کروٹ کروٹ جنت الفردوس میں بلند مقام عطا فرمائے۔ مجھے اس بات کا شدید قلق ہے کہ میں اتنے محترم اور مشفق انسان کی نماز جنازہ میں شریک نہیں ہوسکا۔ بھاگ دوڑ تو بہت کی لیکن جب 25 آفیسر کالونی پہنچا تو یہ لوگ جا چکے تھے۔

2 سعیداللہ۔ باجوڑ

استاد محترم کے انتقال کی خبر سن کر بڑا صدمہ ہوا۔ چونکہ میرا تعلق بہت دور علاقے سے ہے جنازے میں شرکت ممکن نہیں ہوئی۔ اللہ رب العزت انھیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین

3 لاہور خان۔ باجوڑ حلقہ ملاکنڈ

استاد محترم کے اچانک وفات کا سن کر انتہائی دلی صدمہ پہنچا لیکن یہی ایک اٹل حقیقت ہے۔ ایک نہ ایک دن ہم سب نے جانا ہے کوئی پہلے کوئی بعد میں۔ اللہ کریں کہ جنت الفردوس میں ہم سب کی ملاقات ہوجائے۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کر کے آپ سب خاندان والوں کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین۔

4 محمد روحیل۔ ملتان

مجھے آپ کے والد محترم کی وفات کا سن کر بہت دلی دکھ و رنج ہوا ہے۔ میں اور آپ قرآن اکیڈمی ملتان میں تربیت گاہ میں ساتھ شامل ہوئے تھے۔ مجھے آپ کے والد کے علم سے

استفادہ کا متعدد بار موقع ملا ہے۔ آپ کے والد بہت نیک اور شریف النفس انسان تھے۔ میری اللہ تعالیٰ کے حضور خصوصی التجا ہے کہ وہ آپ کے والد محترم کی بخشش فرمائے، آخرت کی مشکلات سے نجات فرما کر، جنت میں اعلی مقام عطا فرمائے۔ اور آپ ﷺ و اہل بیعت کا قرب نصیب فرمائے، اپنے دیدار کا شرف بخشے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو و اہل خانہ کو صبر عطا فرمائے اور اس صدمے کو برداشت کرنے کی ہمت دے۔ آمین۔ یقیناً، آپ کے لئے اور تنظیم اسلامی کے لیے بہت بڑا نقصان ہے۔

5 محمد ثاقب۔ لاہور

اسماعیل صاحب ہم سب آپ کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو صبر جمیل عطا فرمائے اور استاد محترم کو اپنے بہترین بندوں میں شامل فرمائے۔ آمین

6 عظیم الدین ذیشان لاہور

آپ کے والد کی اچانک وفات کی اطلاع ملی، جان کر شدید دکھ اور تکلیف ہوئی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ان کی خطائیں معاف فرمائے، درجات بلند فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ سے اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین۔

7 انجینئر شمس طور۔ چین

آپ کے والد محترم کے انتقال پتہ چلا۔ ہماری دلی تعزیت قبول فرمائیں۔ اللہ آپ کو صبر دے اور مرحوم کو جوار رحمت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔

8 ذوالفقار علی دابو۔ ضلع جیکب آباد، سندھ

محترم جناب مختار حسین فاروقی کی رحلت کا پڑھ کر دلی دکھ پہنچا ہے۔ اللہ پاک ان کے درجات بلند فرمائے اور کروٹ کروٹ جنت الفردوس نصیب فرمائے۔ میں ادارہ سے تعزیت کرتا ہوں۔

9 Essa Khalid, Lahore

May Allah grant your father highest place in Jannah and ease out the hereafter matters for him. Our family prayers are with you.

10 Shabbab Jaffer Ali Lahore

Allah Pak magfirat farmaye ...bohat dukh hua ...great person .Allah unky darjaat buland farnaye

11 Muhammad Nadeem Jhang

ALLAH TALA ap k abu ko janat ul firdos mai jaga ataa karay. Ameen. ALLAH TALA apko sabbar atta farmaye.
Me in parco, came back 6 yesterday. INSHA ALLAH my younger brother shahzad will come in namaz e janaza.
When i come to jhang, i will meet u INSHA ALLAH.

12 Waqar Akbar, Lahore

Allah on ki magfirat farmy or jannat ma Aalla muqam aata farmy or on ki qabar ko jannat ka bhag bany. Ameen suma Ameen. boht ziada afsos howa sir , Allah on ki mafirat farmy or on ky darjat buland farmy Ameen

13 Major Fateh Muhammad Peshawer

MAY ALLAH BLESS HIS SOUL AMEENL

14 Mustafa Ramzan, Lahore

Allah Talah Mukhtar sahib koo janatul firdoos mein alaa muqaam atta furmayeen. Ameen oor aap koo unn kai lyee sadqa jarya bunayern.. Sabar will come with time.. Stay blessed and stay strong

15 Aftab Alam, (son in law to Qamar Saeed Qureshi), Lahore

May Allah bless the departed soul with Jannatulfirdaus,and you the courage to bear this irretrievabl loss,aameen.

3 روداد: یادِ فاروقی نشست

محترم رائے اعجاز علی احمد (ایڈووکیٹ) کی دعوت پر مورخہ 3 اکتوبر 21ء، بروز اتوار، صبح 10 بجے، الامیر ہاؤس گوجرہ روڈ جھنگ صدر میں، انجینئر مختار فاروقی کی یاد میں تعزیتی نشست منعقد ہوئی جس میں ان کے رفقاء اور سول سوسائٹی کے احباب نے شرکت کی۔ اس نشست کی صدارت مولانا محمد انور چیمہ مدظلہ (صدر نفاذ اسلام کمیٹی و جمعیت علماء پاکستان جھنگ) نے فرمائی، محترم عبدالمجید کھوکھر ناظم اعلیٰ انجمن خدام القرآن جھنگ نے سورۂ والعصر کی تلاوت کی۔ اس کے بعد شرکاء نشست نے انجینئر مختار فاروقی کی حیات، گزرے لمحات وخدمات قرآنی پر روشنی ڈالی۔ پروفیسر لیاقت علی (چناب کالج) نے آپ پر رشتہ داری اور قرآنی خدمت کے حوالے سے بات کی، میجر (ر) عبداللہ عمر (داماد) نے ان کی اوصافِ حمیدہ میں سے کسر نفسی، جذبہ اور لگن کو موضوعِ سخن بنایا، محمد انور سعید (ٹیچرز فورم) نے ان کی تعلیمی وتدریسی سرگرمیوں پر روشنی ڈالی، حاجی محمد زاہد سعید بھٹہ ایڈووکیٹ (بارروم) نے شعائر اسلام کی توہین پر ان کے جراتمندانہ کردار پر گفتگو کی۔ محمد عمیر الغزالی (چیئرمین تحریک ذمہ دار شہری) نے ان کی نظام خلافت راشدہ کے قیام کے لیے مساعی جمیلہ کو بیان کیا۔ عبداللہ ابراہیم (صاحبزادہ) نے ان کے قرآنی کام اور اس کے نتائج بیان کیے۔ آصف اقبال (F.M آواز چینل) کے نمائندے نے فاروقی صاحب کے قرآنی کام اور کورسز اور قرآن اکیڈمی کے حوالے سے گفتگو کی۔ محترم شیخ ریاض مجید نے فاروقی صاحب کے جذبہ، لگن، احساس ذمہ داری کو بیان کیا۔ محترم حاجی منظور انور (صحافی) نے فاروقی صاحب کے ذوق قرآنی، حالات حاضرہ پر تجزیے، قرآن حکیم کے دروس کے حوالے سے خدمات کو بیان کیا۔ مولانا محمد انور چیمہ قادری نے اتحادِ امت، نفاذ شریعت، استقامت دین کے حوالے سے فاروقی کی خدمات کو اجاگر کیا۔ عبدالمجید کھوکھر صاحب نے ان کی وقت کی پابندی، جذبہ محرکہ، خدمت قرآنی کے سلسلہ میں محنت واخلاص پر روشنی ڈالی۔ محترم رائے اعجاز علی ایڈووکیٹ کے افسردہ خاموش ذکر خیر سے اختتام ہوا۔ فاروقی صاحب کے لیے دعائے مغفرت اور میزبان کی طرف سے احباب کے لیے اکرام وتواضع سے یہ نشست اختتام پذیر ہوئی۔

4 انجینئر نوید احمد رحمۃ اللہ علیہ کے انٹرویو سے اقتباس

کراچی کے نامور مذہبی سکالر انجینئر نوید احمد مرحوم (جنوری 1962ء اگست 2015ء) جن کا تذکرہ ضمنی طور پر رسالہ ہٰذا میں بھی ہوا ہے، فاروقی صاحب کے شاگرد تھے۔ ان کا ایک انٹرویو نومبر 2009ء میں ہفت روزہ ندائے خلافت لاہور میں شائع ہوا تھا۔ اس انٹرویو میں انھوں نے اپنے استاذ فاروقی صاحب کا تذکرہ بھی کیا تھا۔ یادِ فاروقی کی نسبت سے اس شمارہ میں اس انٹرویو کے چند اقتباسات نقل کیے جا رہے ہیں۔ (ادارہ)

01۔ .... محترم ڈاکٹر اسرار احمد کے اوّلین شاگردوں میں سے محترم مختار حسین فاروقی صاحب ہیں۔ پیشے کے اعتبار سے سول انجینئر ہیں۔ وہ ساٹھ کے عشرے میں انجینئرنگ کے طالب علم تھے۔ ڈاکٹر صاحب کے دروس وہ انجینئرنگ یونیورسٹی میں کروایا کرتے تھے۔ اب وہ تنظیم میں شامل ہیں اور ایک دانشور کی حیثیت رکھتے ہیں۔ تنظیم میں کافی فعال ہیں اور آج کل حلقہ پنجاب وسطی کی امارت پر فائز ہیں۔ جھنگ میں انہوں نے قرآن اکیڈمی قائم کی اور وہاں کی انجمن خدام القرآن کے صدر بھی ہیں۔ وہ 1977ء میں کاروباری سلسلے میں کراچی منتقل ہوئے اور انہوں نے کورنگی میں سکونت اختیار کی۔ انہوں نے مسجد طیبہ میں درسِ قرآن اور عربی گرامر کورس کا آغاز کیا۔ مجھے ان کی شاگردی کا شرف حاصل ہوا۔ عربی ان سے سیکھی اور دروسِ قرآن کی تربیت بھی انہیں سے حاصل کی۔ انہوں نے مجھ پر ذاتی توجہ دی۔ وہ اپنی نگرانی میں ہم سے درسِ قرآن کرواتے رہے۔ یوں قرآن مجید سے وابستگی ہوگئی۔ اس کے بعد جب محترم ڈاکٹر صاحب نے کراچی میں پہلی مرتبہ ناظم آباد نمبر 5 کی جامع مسجد میں دورۂ ترجمہ قرآن کی سعادت حاصل کی، میں اس میں شرکت کے لیے محترم فاروقی صاحب کے ساتھ جاتا رہا۔ دورۂ ترجمہ قرآن کی اس مبارک محفل میں شرکت نے میری زندگی کا رُخ تبدیل کر کے رکھ دیا۔

02۔ ...... محترم فاروقی صاحب نے ہمارا قرآن اور اس کی درس تدریس سے لگاؤ پیدا کر دیا تھا، لہٰذا کچھ دینی رجحان بھی تھا۔ چہرے پر داڑھی بھی آ گئی تھی۔

03۔ محترم فاروقی صاحب نے جو درسِ قرآن کے سلسلے سے وابستہ کیا تھا اس سے مجھے محسوس ہوا کہ دین کا جو وسیع تصور ہے اس پر یہاں عمل نہیں ہو رہا ہے۔

04۔ ہمارے ہاں دین کا حرکی تصور تو ظاہر سے موجود نہیں تھا البتہ دین کا جو مذہبی تصور ہے وہ پایا

جاتا تھا۔ میری والدہ مرحومہ شروع ہی سے نماز کی پابند تھیں، قرآن مجید کی تلاوت ان کا روزانہ کا معمول تھا، ہمارے ہاں جونذر ونیاز کے عام تصورات ہیں ان کا سلسلہ ہر جمعرات کو اور تہواروں کے مواقع پر چلتا تھا لیکن جب محترم فاروقی صاحب نے ہمیں قرآن مجید کی تعلیم دی تو محسوس ہوا کہ اس کا پیغام تو کچھ اور ہے اور ہم جو کام کررہے ہیں ان کا قرآن پاک میں کہیں ذکر نہیں۔ وہاں سے دینی سوچ میں تبدیلی ہونی شروع ہوئی۔ ہم نے اپنے گھر میں بھی یہ باتیں پہنچانی شروع کیں ابتدا میں شدید مخالفت ہوئی اور گھر والوں نے کہا کہ ایک نیا اسلام پیش کیا جارہا ہے۔ میں جواب میں کہتا کہ قرآن مجید تو یہی اسلام پیش کرتا ہے۔ والد مرحوم اس قدر ناراض ہوئے کہ مجھے دس دن تک گھر سے باہر رہنا پڑا۔ والدہ مرحومہ کے دل میں میرے لیے کچھ نرم گوشہ تھا...... میں نے والدہ سے گزارش کی کہ آپ خود بھی قرآن پڑھیں اور انھیں تفسیر عثمانی مطالعہ کے لیے لا کر دی۔ انھوں نے اپنی آبائی عصبیتوں کو ایک طرف رکھتے ہوئے کھلے دل سے قرآن کریم کا مطالعہ کیا اور اللہ کا شکر ہے کہ ان میں تبدیلی آ گئی۔ انھوں نے تسلیم کیا کہ جو کچھ ہم کررہے ہیں اس کا کوئی ثبوت قرآن مجید میں نہیں۔ بعدازاں، والد کے دل میں نرم گوشہ پیدا ہوا اور بہن بھائیوں کے خیالات میں بھی تبدیلی آنی شروع ہوئی۔............ الحمدللہ، دینی فکر میں مزید پختگی آ رہی ہے۔ میں یہ نہیں کہہ رہا کہ میری وجہ سے گھر میں تبدیلی آئی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ’’(اے نبیؐ!) آپ کسی کو ہدایت کی راہ پر نہیں ڈال سکتے، اللہ جسے چاہے ہدایت کی راہ پر گامزن کردیتا ہے۔‘‘

قارئین کرام! دنیا میں کتنے ہی عظیم لوگ آئے اور اس دارِ فانی سے کوچ کر گئے۔ سب کو ہی جانا ہے۔ اگر ہمیں بھی اللہ تعالیٰ کی توفیق سے حسن خاتمہ کی سعادت مل گئی تو اُمید ہے کہ روزحشر اچھی کیفیت میں ملاقات ہوگی۔

عظیم شاعر محمد بخش جہلمی رحمۃ اللہ علیہ کا شعر ہے: ؎

لے او یار حوالے رب دے، تے میلے چار دناں دے
اس دن عید مبارک ہوسیں جس دن فیر ملاں گے

(اے دوست اللہ کے حوالے، دنیا میں اکٹھے رہنا بہت مختصر ہے، یقیناً قیامت میں اچھی حالت میں ملاقات ہوئی تو وہ ’عید کا دن‘ ہوگا)۔

ہم گزر جائیں گے نقشِ رہ گزر دیکھیں گے لوگ
ہر قدم پر کتنی صدیوں کا سفر دیکھیں گے لوگ

شہر کی گلیاں تکیں گی راہ کس منصور کی
ہاتھ میں پتھر اٹھا کر اب کدھر دیکھیں گے لوگ

کس کو آئیں گے شہیدانِ رہ حق کے سلام
کس کو سر جھکنے سے پہلے دار پر دیکھیں گے

کون سمجھائے گا اسرارِ کتابِ حق؟ کہاں
اہتمامِ سُنتِ خیر البشرؐ دیکھیں گے لوگ؟

کس کو با صد اعتماد و عزمِ سرگرمِ ستیز
درمیانِ کار زارِ خیر و شر دیکھیں گے لوگ

اب کہاں وہ آدمیّت' وہ متانت' وہ جمال
ایسے انساں کو کہاں بارِ دگر دیکھیں گے لوگ

موسمِ گُل اب نہیں آئے گا گلشن میں کبھی
دامنِ فصل بہاری بے ثمر دیکھیں گے لوگ

وہ عزیزِ خلق، وہ اقبال کا دانائے راز
ایسا فرزانہ نہ کوئی راہبر دیکھیں گے لوگ

لُٹ گئی اللہ والوں کی متاعِ آخری
محفلِ ہستی سدا زیر و زَبر دیکھیں گے لوگ

مصدرِ انوارِ 'فاروقی'ؒ سے ہے جن کا اکتساب
ظلمتِ شب میں انہیں مثلِ قمر دیکھیں گے لوگ

وحشتوں کے شہر میں جب سائے پھیلائے گی شام
رحمتوں کی جستجو میں کس کا گھر دیکھیں گے لوگ؟

خواب ہم دیکھیں گے تعبیریں مگر دیکھیں گے لوگ
شمعِ گُل ہوجائے گی رنگِ سحر دیکھیں گے لوگ

عبدالقادر خاں

ماھنامہ

حِکمتِ بالغہ

جھنگ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ

اشاعت کے 15 سال
15 خصوصی اشاعتیں

		صفحات	قیمت
2007ء	حقیقت انسان نمبر	96	50/-
2008ء	حقیقت علم نمبر	96	50/-
2009ء	احیاء العلوم نمبر	96	60/-
2010ء	دوقومی نظریہ اور پاکستان کا نظریاتی نظامِ تعلیم نمبر	128	70/-
2011ء	حقوقِ نسواں نمبر	112	70/-
2012ء	یاجوج ماجوج نمبر	152	120/-
2013ء	الصلوٰۃ والسلام علیٰ رسول اللہ ﷺ	160	135/-
2014ء	جنوبی ایشیا میں ہندو مسلم نظریاتی کشاکش......	168	150/-
2015ء	حکمت اقبال ہی نظریۂ پاکستان ہے	248	220/-
2016ء	اِحیائے فکرِ اقبال نمبر	224	220/-
2017ء	بادشاہ، پرنس اور ارب پتی یا درویش حکمران	280	300/-
2018ء	وسائل رزق پر قبضہ، ارتکاز دولت ......اور	304	350/-
2019ء	ڈاکٹر محمد رفیع الدین کی اقبال شناسی	336	400/-
2020ء	اقبالؒ و جناحؒ کے پاکستان کا استحکام و بقا......چند عملی اقدامات	394	550/-
2021	یادِ فاروقیؓ نمبر	248	250/-

خود مطالعہ کریں ـــ دوستوں کو تحفہ دیں ـــ محدود تعداد میں دستیاب ہیں

مکتبہ قرآن اکیڈمی جھنگ

لالہ زار کالونی نمبر 2، ٹوبہ روڈ جھنگ
047-7630861
0336-6778561

Vol 15
CPL No: FD 30/07
HIKMAT-E-BAALGHA
NOVEMBER 2021
No 11

فکرِ فاروقی

اسلام کے نفاذ کے لیے اقدامات

اسلام کا عصر حاضر میں نفاذ بہت بڑا مرحلہ ہے اور یقیناً یہ کوئی آسان کام نہیں ہے لیکن ناممکن بھی نہیں۔ ناممکن اس لیے نہیں کہ قرآن وحدیث کے دلائل اور تاریخی شواہد بتاتے ہیں کہ قربِ قیامت میں اسلام دوبارہ غالب ہوگا پہلے کسی ایک ملک میں پھر وسعت پذیر ہوکر پوری دنیا (GLOBE) پر غالب ہوجائے گا۔ لیکن یہ معاملہ صرف تن آسانی، دنیاوی آسائشیں، مراعات اور تساہل پسندی کے ساتھ دین (اسلام) کو غالب کرنے کی ذمہ داریوں کے لازمی اور فرض ہونے کے احساس کے فقدان (کہ یہ ہماری ذمہ داری ہے بھی یا نہیں) کے ساتھ کبھی آگے نہیں بڑھ سکتا۔ اسی احساسِ خبیثہ کا نتیجہ یہ ہے کہ ہماری مروّجہ اصطلاحات میں بیوروکریسی (BEAUROCRACY)، ڈیموکریسی (DEMOCRACY) کی طرح پنجابی زبان کے لفظ 'اللہ کریسی' (ALLAH-CRACY) کا ایسا خمار ساری قوم کے اعصاب پر سوار ہے کہ اسلام اور اسلامی قانون کے غلبے کے اس کام کو کوئی OWN کرنے اور اس کے لیے سردھڑ کی بازی لگانے کے لیے تیار ہی نہیں۔

اوپر مذکور تفاصیل کی روشنی میں نفاذِ اسلام کے لیے سب سے پہلا اور بڑا کام مسلمانوں (علماء وعوام) کے دلوں اور ذہنوں پر طاری ایک گہرے جمود کو توڑنا ہے۔ اس جمود کی وجہ سے تساہل اور تن آسانی کا دوردورہ ہے بلکہ منفی طور پر ہمارا رجوع اُخروی زندگی کی بجائے اب صرف دنیوی زندگی کی طرف ہوگیا ہے۔

(حکمت بالغہ نومبر 2020ء سے اقتباس)